بایمائے نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی مرحوم

کتاب الفلاحت

جلد اوّل

مؤلفہ

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن محمد اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

مولوی سیّد محمد ہاشم ندوی

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈھ طبع شد

بیادگار نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی مرحوم

کتاب الفلاحت

جلد اوّل

مؤلفہ

علامہ ابوزکریا یحییٰ بن محمد اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

مولوی سید محمد ہاشم ندوی

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈہ طبع شد

۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء

فہرست مضامین کتاب الفلاحت جلد اوّل

فہرست اسمائے علمائے فلاحت و بعض دیگر اسمار
مذکورہ کتاب الفلاحۃ

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱	ابراہیم بن محمد بن بصال،	۱۵	ابو النجم
۲	ابن ابی جواد،	۱۶	ابو حریرہ
۳	ابن ابی حزام	۱۷	ابوحنیفہ الدینوری
۴	ابن ابی طالب	۱۸	ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن الفضل الاندلسی،
۵	ابن حزار	۱۹	ابوعبید،
۶	ابن الحرار	۲۰	ابوعلی
۷	ابن الجزار	۲۱	ابوعمر احمد بن محمد بن حجاج،
۸	ابن حزم الاندلسی	۲۲	ابوس
۹	ابن رضوان	۲۳	ابولیوس،
۱۰	ابن زبیر	۲۴	ابوجعفر محمد بن علی
۱۱	ابن زہرہ	۲۵	احمد بن ابی خالد،
۱۲	ابن شعیب المدائنی	۲۶	اخنوخ، انوخا،
۱۳	ابن ماسرحویہ احمد	۲۷	آدم،
۱۴	ابوالخیر اشبیلی،	۲۸	ارسطاطلیس

نمبر شمار	اسمار	نمبر شمار	اسما
۲۹	اسحاق بن سلیمان ،	۴۷	بولعاس
۳۰	اسطورسیس ،	۴۸	ثابت بن قرۃ
۳۱	الاصمعی ،	۴۹	جاحظ
۳۲	افرلیعا یوس	۵۰	جالینوس
۳۳	افلیمون	۵۱	جبر
۳۴	البغدادی	۵۲	حاج غرناطی ،
۳۵	الخطیب ابوعمر بن حجاج	۵۳	حمایرہ
۳۶	الزہراوی ،	۵۴	دونا
۳۷	امرؤ القیس ،	۵۵	دیاسقوریدوس
۳۸	المهلب بن ابی صفرۃ	۵۶	دیماقراطیس
۳۹	انتولیس	۵۷	ومواط
۴۰	انون	۵۸	رازی (شیخ محمد بن زکریا رازی)
۴۱	بارون	۵۹	سادهس
۴۲	بدوك	۶۰	سادی
۴۳	برورانطوس	۶۱	سراعوس ،
۴۴	بقراط المبیطر	۶۲	سقانوس ستفانوس ،
۴۵	بریعایوس	۶۳	مسلم بن جندب
۴۶	بورقسطوس	۶۴	سمانوس

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۶۵	سودیون	۸۳	قیس بن عاصم
۶۶	سوریوس	۸۴	کبدی
۶۷	سیدآغوس	۸۵	کرمان
۶۸	شولون	۸۶	کسینوس
۶۹	صغریت (کسدانی)	۸۷	کسیوس
۷۰	طارطیوس	۸۸	کشاہم
۷۱	طامتری (کنعانی)	۸۹	کلبی
۷۲	طاھر	۹۰	لاقسطیوس
۷۳	طامیر	۹۱	لادن اسود
۷۴	طوراطیقوس	۹۲	ماسی سورنی (کسدانی)
۷۵	عتبۃ بن ابی سفیان	۹۳	محمد بن سلام
۷۶	عریب بن سعید القرطبی	۹۴	محمد بن یعقوب بن حدام
۷۷	عمر بن معدیکرب	۹۵	مرسیال الطیبی
۷۸	عمرو بن بحر الجاحظ	۹۶	مرسہنال
۷۹	غریب بن سعد	۹۷	مرعوطیس
۸۰	قسطوس، قسطس،	۹۸	مردنی،
۸۱	قسطوس بن اشل	۹۹	مہاریس
۸۲	قوتامی (کسدانی)	۱۰۰	مہرادیس

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱۰۱	موسال	۱۰۵	ینبوشاد
۱۰۲	موسیٰ بن نصر،	۱۰۶	یوقنصوص،
۱۰۳	ناہیک،	۱۰۷	یونیوس،
۱۰۴	وزغ		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

العظمۃ للہ

سپاسنامہ

اولوالعزم سلاطین کے وہی کارنامے صفحہ تاریخ پر زرین حروف سے لکھے جاتے ہین جو ملک و قوم کی علمی، تمدنی، اقتصادی اور اخلاقیات کی اصلاح و ترقی کے لیے انجام دیئے گئے ہون، آئندہ نسلون کے لیے بھی یہی چیزین ان کے اسلاف کی یادگار بنجاتی ہین، یہی ان کی منازلِ ترقی کی چراغ راہ اور مشعلِ ہدایت بنکر نظر آتی ہین اور انھین سے وہ میدانِ عمل مین سبقت لیجاتی ہین، مصر اور یونان، روم اور فارس، عرب و عجم کی ساری تاریخین ایسے ہی شاندار کارنامون سے لبریز ہین،

ہمارے خسروِ دکن **اعلیٰ حضرت ظلِ سبحانی سلطان العلوم میر عثمان علی خان بہادر** بالقابہ **خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ**، کے درخشان عہد ہمایون مین جو عظیم الشان ترقیان ملک کو نصیب ہوئی ہین، ان مین سے ہر ایک یا تو گذشتہ سلاطین اور فرماترواؤن کی یاد تازہ کر رہی ہے، یا ہماری آئندہ نسلون کے لیے سرمایۂ حیات مہیا کر رہی ہے علمی حیثیت سے جامعہ عثمانیہ، دار الترجمہ، دائرۃ المعارف اور دیگر مدارس اور مجالس علمیہ قدیم و جدید علوم کے احیا اور نشاۃ مین مصروف ہین، علمی، اقتصادی، اور عمرانی حیثیت سے ڈاکٹری

طبابت، عدالت، تعمیرات، آب پاشی، ریلوے، صنعت وحرفت، ترقیات عامہ، زراعت، اور دوسرے شعبہائے حکومت جس حسن وخوبی کے ساتھ اپنے خدمات انجام دے رہے ہین وہ اعلیٰ حضرت کی بے نظیر علمی سرپرستی، تدبیر مملکت اور حکمت عملی کا بہترین ثبوت ہین، زراعت کا جو اہم کام اس وقت ممالک محروسہ سرکار عالی مین انجام پا رہا ہے، وہ سلطنت کے شایان شان ہے، مختلف مقامات مین آب پاشی کے لیے نہرون اور تالابون کی تیاری جس سرعت کے ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر گرانقدر مصارف سے ہو رہی ہے، اس سے قوی توقع ہے کہ سلطنت آصفیہ کی زراعتی اور اقتصادی ترقی بہت جلد حیرت انگیز طور پر دوسرے ممالک کے دوش بدوش پہنچ جائے گی، ان ہی مفید اغراض کو مدنظر رکھکر اعلیٰ حضرت نے کتاب الفلاحۃ ایسی نادر اور مفید کتاب کے مصارف طبع وترجمہ کی عرضداشت کو شرف قبول بخشا جس سے نہ صرف دکن بلکہ تمام سرزمین ہند پر ایک ایسا عظیم الشان احسان فرمایا جس سے آئندہ نسلین اس علمی چشمۂ فیض سے ہمیشہ سیراب ہوتی رہین گی،

اسلئے بندۂ ناچیز اعلیٰ حضرت سلطان العلوم شہریار دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی بارگاہ جہان پناہ مین تمام ملک وقوم کی جانب سے یہ مودبانہ سپاسنامہ پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایسی علم پرور اور رعایا نواز ذات اقدس کا سایہ تمام عالم پر تا ابد پرتوفگن رہے،

الٰہی پرچم اقبال و آفتاب عمر و دولت شاہانہ دائما تابان درخشان باد

خاکسار

سید ہاشم ندوی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ مترجم

زراعت کی ابتدائی تاریخ

زراعت اور کاشتکاری کی ابتدائی تاریخ کے متعلق جدید محققین کا عام خیال یہ ہے کہ جب انسان مین تہذیب اور تمدن کے دور کا آغاز ہوا تو اس نے آہستہ آہستہ اپنی ذہانت طبعی سے ضروریاتِ زندگی کا احساس کیا اور اس کے مہیا کرنے کی دھن مین لگ گیا، یہان تک کہ اس نے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے کاشتکاری کا طریقہ ایجاد کیا، ہسٹری آف ورلڈ مین چارلس بیل صاحب لکھتے ہین،

"زراعتی ترقی کی بابت اگر کسی کو غور کرنا ہے تو وہ ابتدائی زمانہ کے سکے اور اوزار، سامان اور دستکاری دیکھے تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ دنیا مین اوّل اوّل جنھون نے ضرورۃً قدرت کے مشاہدے سے سبق حاصل کر کے کاشتکاری کا کام شروع کیا ہوگا، انھون نے ضرور ایک ٹیڑھی نوکدار لکڑی سے زمین کرید کر چند بیج بوئے ہون گے تاکہ انسانی خوراک حاصل کرین۔"

پھر یہی مورخ لکھتا ہے،

"ہل کی ایجاد کو ضرورت انسانی، ذہانت اور مادی ترقی کے بڑھنے کا آغاز سمجھنا چاہیے،

ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،

"یہ فن دوسرے فنون کا سرچشمہ مانا جاتا ہے اور یہ تمام ممالک مین ابتدائی تہذیب اور تمدن سے رائج ہے"

لیکن قدیم محققین کا یہ خیال ہے کہ زراعت کی ابتدا، اسی وقت ہوئی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین نسل انسانی کے اضافہ اور اسکی تعلیم و تربیت کے لیئے بھیجے گئے، کیونکہ ان کو دنیا مین آنے کے بعد سب سے پہلی چیز ضروریاتِ انسانی مین سے غذا کا مہیا کرنا تھا، مصنف کتاب الفلاحۃ اپنے مقدمہ مین لکھتا ہے،

"یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے خدا تعالی کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدمؑ اور حضرت ادریس علیہما السلام نے زراعت کی، اس عرصہ مین طوفانِ نوحؑ آیا، جو لوگ کشتیِ نوح پر سوار تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت ادریس علیہ السلام نے ان کو زراعت کا طریقہ بتایا"

قدیم اور جدید محققین مین صرف نقطۂ نظر کا اختلاف ہے، جدید طبقہ چونکہ ہر چیز کے علل و اسباب کی جستجو مین رہتا ہے، اسلیے وہ تدریجاً انسان کی ترقی کو تسلیم کرتا ہے اور اسکی تمدنی اور معاشرتی ترقی کے مختلف دور مانتا ہے، لیکن قدیم طبقہ انسان کی ان تمام ترقیون کی ابتدا کو الہامی تصور کرتا ہے، اور اس کا خیال ہے کہ یہ سب چیزین جو بعد مین انسان کی تہذیب اور تمدن کے نام سے موسوم ہوئی ہین، انکا آغاز انبیاء، اور صلحا کے ہاتھون سے ہوا، ورنہ انسان در اصل وحشی اور جاہل تھا، اپنی زندگی کے ہر لمحہ مین دیگر مخلوقات کا محتاج تھا، اس کو اپنے گرد و پیش کی چیزون کا کیا علم تھا جو وہ نجوم، و ہیئت

حکمت و فلسفہ، فلاحت اور مساحت کے مسائل پر غور کرتا، مفتاح السعادۃ علوم کی تاریخ مین ایک مستند کتاب ہے، اس مین لکھا ہے،

واعلم ان منبع علوم الحکمۃ النظریۃ	جاننا چاہئے کہ علوم حکمت نظریہ کے سرچشمہ اور ان کے
واستاذ الکل فیہا ادریس النبی علیہ السلام	استاد کل حضرت ادریس علیہ السلام ہین، خدا نے آپ کو نبوت
آتاہ اللہ النبوۃ والحکمۃ وعلم النجوم	اور حکمت اور نجوم کا علم عطا فرمایا، اور ان پر تیس صحیفے نازل
وانزل علیہ ثلاثین صحیفۃ وافہمہ	کئے، سنون کی گنتی اور حساب سکھایا، اور بہت سی
عدد السنین والحساب وعلمہ اللہ تعالی الالسنۃ	زبانین سکھائین حتی کہ وہ اپنے زمانہ کی بہتر زبانون
حتی تکلم الناس فی زمنہ اثنین وسبعین لسانا	مین لوگون سے گفتگو کرتے تھے،

بقراط اور جالینوس کی علم طب کے متعلق بھی یہی رائے ہے کہ یہ الہامی علم ہے[1]، کیونکہ ابتداءً نہ تو نباتات کا علم تھا اور نہ لوگ اس سے علاج کرنا جانتے تھے، بلکہ الہامی طریقہ پر بعض انبیاء یا مقدس ہستیون کو یہ چیزین بتائی گئین، یہی خیال قدیم علمائے فلاحت کا زراعت کے متعلق ہے،

علم فلاحت کی تدوین یہ تو اس کی ابتدائی تاریخ کے متعلق بحث تھی، لیکن زراعت نے دراصل اس وقت علمی جامہ پہنا جب کہ مصر اور یونان مین علوم اور معارف کا زور شور تھا، ان دونون ملکون کے باشندون نے اس فن پر کافی توجہ کی اور اپنی اپنی زبانون مین ضخیم کتابین لکھین، قوثامی جو ایک مشہور عالم فلاحت گذرا ہے اور ابن ندیم[2] نے جسکے متعلق یہ لکھا ہے کہ یونانی اس کو نبی سمجھتے تھے، اس نے اس فن پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے، جو فلاحت نبطیہ کے نام سے مشہور ہوئی، قوثامی کے علاوہ دمیقراطیس، مہرارلیس

---

[1] کشف الظنون علم طب، [2] فہرست ابن ندیم،

وغیرہ نے بھی کتابین لکھی ہین اوران تمام نے ذاتی تجربات کے بعد اپنے اقوال کو ملک
کے سامنے پیش کیا، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا اور ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین قدیم فلاحت
مصر و یونان پر جو مختصر مضمون لکھا ہے گو اس سے قدیم علم فلاحت کی ترقی پر کوئی زیادہ
روشنی نہین پڑتی، لیکن تاریخی حیثیت سے چونکہ اس کا ثبوت ملتا ہے، اس لیے اس کا
اقتباس لکھا جاتا ہے،

ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،

"زراعت زمین کی کاشتکاری کا نام ہے خصوصًا وہ کاشتکاری جو ہل سے کھیت
کو جوت کر کیجاتی ہے اور جسکی غایت انسان اور جانور کے لیے دانے اور دوسرے
قسم کے غلّے کی پیداوار ہے، اس فن مین زمین کی اصلاح اور تعمیر بھی شامل ہے، اس
مین بیج کا بونا، پودون کا جمانا، غلون کو اوسانا یہ سب کرنا پڑتا ہے نیز مویشی اور دوسرے
جانورون کی نگہداشت بھی کرنی پڑتی ہے، ہمارے پاس اس کے معلوم کرنے کا کوئی
ذریعہ نہین ہے، کہ مصر، مقدونیہ اور چین وغیرہ مین اس فن کو کامیابی کے ساتھ کب عملی
جامہ پہنایا گیا، قدیم یونانیون کے پاس زراعت کے آلات یا تو بہت ہی کم تھے یا بالکل
سادہ ہوتے تھے، ہیسوائیڈ (Hesiod) نے ۸۰۰ قبل مسیح مین زراعت
پر ایک نظم لکھی ہے، اس مین اس نے بیان کیا ہے کہ اگلے زمانہ مین ہل کے تین حصے
ہوا کرتے تھے، زمین کو تین مرتبہ جوتا جاتا تھا، ایک موسم خزان مین، دوسرے موسم بہار مین
اور تیسری مرتبہ بیج بونے سے کچھ ہی قبل جوتا جاتا تھا، کھاد بھی استعمال کیجاتی تھی اور مٹی کے
ساتھ ریت ملائی جاتی تھی، اور بیج ہاتھ سے بویا جاتا تھا، اناج درانتی سے کاٹا جاتا تھا اور
گٹھون مین باندھ کر کھلیان مین رکھا جاتا تھا اور اس کو بیلون سے پامال کرا کے ہوا مین

اوسایا جاتا تھا، اور پھر غلون کو کوٹھیون مین رکھا جاتا تھا بوقت ضرورت کام مین لایا جاتا تھا"

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مین یہ لکھا ہے،

،، مصر کی قدیم یادگارون سے ہمین قدیم زراعت کے ابتدائی معلومات حاصل
ہوتے ہین، مصر بہ عہد فراعنہ ایک ایسا ملک تھا جہان بڑی بڑی ریاستین یا زمینداریان
تھین، ان ریاستون مین رعایا یا غلام یا مزدور کاشتکاری کیا کرتے تھے اور یہ سب کے
سب ایک مکھیا یا سردار کے ماتحت رہتے تھے، مصر کی زرخیزی دریائے نیل کی وجہ سے
تھی، پانی ساحلی زمینون کو سیراب کرتا ہوا وادی نیل کے دوردراز مقامات مین نالون
کے ذریعہ سے پہنچتا تھا، خزان مین جب دریا کے اُتار کا زمانہ ہوتا تھا تو بیلون کو لکڑی
کے ڈنڈون مین جو ہل کی شکل کے ہوتے تھے، جوت کر زمین پر چلایا جاتا تھا تاکہ زمین
درست ہو جائے، بڑے بڑے ڈھیلون کو بعد مین لکڑی کے کندون یا پھاوڑون سے
توڑ کر ہاتھ سے برابر کر دیا جاتا تھا، اس کے بعد بیج بودیئے جاتے تھے، اسکی ترکیب یہ تھی
کہ زمین مین بیج چھڑک کر بھیڑون کو کھیت مین ہانک دیا جاتا تھا، تاکہ وہ اپنے پیرون سے
زمین کو الٹ پلٹ دین، اور بیج چھپ جائین، غلہ کی تیاری کے بعد اس کو ڈنٹھل سمیت
کاٹ لیا جاتا تھا اور کھلیان مین جمع کر دیا جاتا تھا، پھر بیلون کو چلا کر گاہا جاتا تھا، اوسانے
کا کام عورتین کرتی تھین جو غلہ کو کسی لکڑی کے تختہ پر رکھکر ہوا کے رخ پر ہلاتی تھین جنسے
بھوسہ ہوا مین اڑ جاتا تھا اور غلہ زمین پر گر جاتا تھا، گیہون اور جو غلہ کی خاص قسم تھی، باجرہ
کی کاشت بھی ہوتی تھی، مٹر، ماش، مونگ، مسور، ارہر اور ترکاریون مین سے سیم اور
لوبیا وغیرہ اور دوسرے نباتات اور سبزیان بھی بکثرت ہوتی تھین، بیلون کی بہت قدر
کیجاتی تھی، اور ان کی نسل کی نہایت ہوشیاری سے نگہداشت کیجاتی تھی، قاز اور بطین بھی

پالی جاتی تھین،،

"یونان مین کاشتکاری یا زراعت کا قدیم ترین دستور دریا کی نزدیکی اور زمین کی تری پر موقوف تھا، قدیم زراعت مین کسی قدر ترقی اس وجہ سے ہوئی کہ یونان اور روم کے کاشتکار زمین کی زرخیزی کو قدرت پر چھوڑ دینے کے عادی نہ تھے۔ یونان چونکہ ایک پہاڑی خطہ تھا لہذا یہ انگور کی کاشت کے لیے زیادہ موزون تھا، بہ نسبت گیہون اور جو وغیرہ کی کاشت کے، اسکی زراعت کے متعلق کسی قدر معلومات تقریباً آٹھوین صدی قبل مسیحؑ سے بہم پہنچ سکتے ہین اور اوسونومیکس آف زینوفون (Occonomicus of Xenophone) کی کتاب اور تھیوفرٹس کی کتاب پودون کی تاریخ اور اُن کا آغاز (History of Plants and origin of Plants of Theophrastus) مین کھاد وغیرہ کے متعلق بھی دلچسپ معلومات ہین؛ زمین کی آمیزش وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے؛ آخرالذکر علم نباتات کا سب سے پہلا مصنف ہے،

"یونان مین موسم سرما کی افتادہ زمین کو پے درپے ہل چلا کر کام مین لایا جاتا ہے چھوٹے چھوٹے پودون کو اکھاڑ لیا جاتا تھا اور فصل درانتی سے کاٹی جاتی تھی؛ زمین مین اونچی اونچی ٹھونٹیان چھوڑ دیجاتی تھین تاکہ آئندہ زراعت مین بطور کھاد کے استعمال مین آسکین؛ غلہ کو جھاڑنے اور اوسانے کا طریقہ وہی تھا جو قدیم مصریون کا تھا، گیہون اور جو تو مشہور غلے تھے، سبزہ زاردن کو کاٹنے کے بجائے مویشیون کو ان مین چرایا کرتے تھے شہر اٹیکا (Attica) مین زیتون اور انجیر بکثرت ہوتے تھے، لیکن عام زراعت ان ہی مقامات پر عمدگی سے ہوتی تھی جہان زمین ترائی یا تالابون کے ذریعہ سے کام مین لائی جاتی تھی"!

یونان کی قدیم زراعت کے متعلق جو معلومات انگریزی مورخین نے دی ہین، وہ
بالکل تشنہ ہین، کتاب الفلاحۃ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جائے گا، کہ یونانیون نے
اس فن مین کیا ترقی کی اور ان مین کتنے ماہرینِ فن پیدا ہوئے،

فلاحت کی ترقی عربون کے دور مین | اس کے بعد عربون مین جب دورِ حکومت کا آغاز ہوا اور
علوم وفنون کے مدارس کھل گئے تو انھون نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ ان قدیم
علوم کو حاصل کیا اور ان مین اپنے تجربات سے بہت بڑا اضافہ کیا، بلکہ ان علوم کو
جدید اصول وقوانین کے ساتھ منضبط کیا، اندلس چونکہ قدرتی طور پر زرخیز اور شاداب خطہ تھا،
اس لیے جب اسلامی تمدن کو وہان عروج حاصل ہوا تو اور علوم کے ساتھ ساتھ علمِ
فلاحت نے بھی عظیم الشان ترقی کی، سارا ملک فواکہ اور میوہ جات کے درختون سے
سرسبز نظر آنے لگا، اور ہر قسم کے غلون کی پیداوار سے ملک کی اقتصادی حالت بہت
جلد معراجِ کمال کو پہنچ گئی، الاحاطہ فی اخبار غرناطہ مین لکھا ہے،

"مورخین نے لکھا ہے کہ ہمارے ملک کی خصوصیات مین سے ایک یہ بھی ہو
کہ یہان کی زمین پورے سال بھر زراعت اور کاشتکاری کے کام آتی ہے اور کوئی
زمانہ فصلون کی پیداوار سے خالی نظر نہین آتا"

رفتہ رفتہ زراعتی حیثیت سے اس ملک کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ پہاڑون پر بھی
زراعت ہونے لگی اور کچھ ہی دنون بعد اندلس مین زراعتی پیداوار کی نمائش گاہ قائم ہو گئی،
احاطہ مین غرناطہ کی شادابی کے متعلق لکھا ہے،

"سامنے کے پہاڑون نے جو ثمردار درختون سے ڈھکے ہوئے ہین، پھلون کا
ایک خطہ قائم کر دیا ہے، اس کے پیچھے کے میدان کے اطراف وجوانب مین گیہون کے

سرسبز دریا لہرین مارتے ہین اور اب یہ اعلیٰ قسم کے غلّون کا مخزن ہے؛

ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے

"رازی نے البیرہ کے واقعات کے سلسلہ مین لکھا ہے کہ اسکی زمین سرسبز اور شاداب ہے، اس مین نہرین بکثرت ہین، انواع واقسام کے درخت ہین، پھل بافراط ہین، اخروٹ اور نیشکر بہت عمدہ ہوتے ہین؛

علم فلاحت اس وقت تک یونانی اور نبطی زبان مین تھا، اسلیے جب عربون نے اس طرف اعتنار کیا تو انھون نے اس کو عربی زبان مین منتقل کرنا شروع کیا، اور پھر اس فن پر مستقل کتابین لکھین، چھٹی صدی ہجری تک اس فن کی بڑی بڑی مبسوط کتابونکا ترجمہ ہوتا رہا، سب سے پہلے قوثامی کی فلاحت نبطیہ کا متعدد علمار نے ترجمہ کیا، ابن وحشیہ کی کتاب الفلاحۃ بھی اسی کا ملخص ہے، اس کے بعد اور دوسری کتابون کا ترجمہ ہوا، اس وقت کے علمائے فلاحت مین سے رازی، اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ، ابوحنیفہ دینوری حکیم ابوالخیر اشبیلی اور حاج غرناطی وغیرہ نے اس فن پر ضخیم کتابین لکھین، ان کے علاوہ اور بھی علمائے فلاحت کی تصانیف یا ان کے اقوال کا متعدد کتابون مین ذکر ملتا ہے،

چھٹی صدی مین علامہ ابوزکریا یحییٰ بن محمد بن احمد المعروف با بن العوام اندلسی اشبیلی نے ان تمام تراجم اور تصانیف کا بغور مطالعہ کیا اور قدیم علمائے فلاحت کی رایون اور اقوال کا عملی طور پر تجربہ کر کے اس فن پر دو جلدون مین ایک مبسوط کتاب لکھی جو کتاب الفلاحۃ کے نام سے مشہور ہوئی، علامہ موصوف اندلس کے مشہور ماہرین طبیعیات مین سے تھے ان کا طرز بیان ملک مین بہت زیادہ مقبول تھا، یہ کتاب ان نادر تصانیف مین ہے جن کا ذکر علمائے فلاحت نے اپنی کتابون مین کیا، علامہ احمد بک ندی نے جو مصر

کے مشہور عالمِ فلاحت تھے، اپنی کتاب حسن الصناعۃ فی علم الزراعہ مین اس کے بہت سے
مباحث اور اقوال پر روشنی ڈالی ہے،
مصنف نے مقدمہ مین لکھا ہے کہ مین نے متقدمین اور متاخرین علمائے فلاحت
کے اقوال اور انکی کتابون سے زیادہ بحث کی ہے، چنانچہ تیس سے زیادہ یونانی اور اندلسی
ماہرینِ فلاحت کے اقوال کے اقتباسات موجود ہین، اس عالم کو اس فن پر اتنا تبحر حاصل
تھا کہ اس نے جس مسئلہ پر قلم اُٹھایا ہے، اولاً اصل مسئلہ کی نوعیت پر بحث کی ہے، اس کے
بعد متقدمین کی رایون کو نقل کیا ہے اور ان کے اختلافات کے وجوہ بیان کئے ہین اور
پھر متاخرین کے اقوال پیش کئے ہین اور ان کے جدید اصول کی تبدیلی کے اسباب
پر بحث کی ہے پھر اپنی رائے سے جو محاکمہ کی نوعیت رکھتی ہے، ان اختلافات
کا بہترین فیصلہ کیا ہے،
مصنف نے اس مین سب سے پہلے علم فلاحت کے اغراض و مقاصد سے بحث کی ہے،
پھر اس کی مختصر تاریخ لکھی ہے، اس کے بعد تمام اصولی زراعت پر ناقدانہ بحث کی ہے،
زمین کے تمام اقسام کا مفصل ذکر کیا ہے، اچھی اور بری زمینون کی شناخت کے
متعدد طریقے لکھے ہین، زمین کی اصلاح اور تعمیر کی مفید ترکیبین لکھی ہین، درختون اور
دوسرے نباتات کے اقسام کی طویل فہرست دی ہے، ان کی زراعت کے مختلف
اصول بتائے ہین، نباتات کی کیمیاوی تحقیقات، زمین سے ان کے تعلقات، پانی
کے ان پر اثرات کو تفصیلی طور پر بیان کیا ہے، کھاد اور اس کے اقسام، آب پاشی،
اور اس کے ذرائع، آلاتِ زراعت کا طریقۂ استعمال، درختون کی آپس مین ترکیب
یعنی پیوند اور اس کے نادر اصول، آفاتِ سماوی، اور ارضی، نیز دیگر نباتی امراض کے

مفید علاج، نقصان رسان حیوانات، نباتات اور جمادات کے دفعیہ کے طریقے ان سب کا نہایت عمدگی کے ساتھ ذکر کیا ہے،

خصوصیت کے ساتھ اس کا وہ حصہ بہت زیادہ دلچسپ ہے جو باغبانی سے تعلق رکھتا ہے، باغبانی کے تمام قواعد وضوابط کی تشریح کر دی ہے، اشجار اور فواکہ کے لگانے کی عجیب وغریب ترکیبون کو بیان کیا ہے، ایک ہی درخت سے مختلف انواع اور الوان کے پھل حاصل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے، وہ بالکل نرالا ہے، باغبان اور زارع کی نفسیات سے بھی کہین کہین بحث کی ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ زراعت اور باغبانی کے لیے کس قسم کے آدمیون کا انتخاب کرنا مناسب ہوگا، عام جاہل کاشتکارون کے نقائص پر ایک طویل بحث کی ہے، ان کی کاہلی اور سستی سے متنبہ کیا ہے، اسکی پوری کوشش کی ہے کہ زمیندار کو تمام ان فروعی باتون سے واقف کرادے، جن کے بغیر وہ کامیاب زندگی کسی طرح بسر نہین کرسکتا ہے،

علامہ احمد بک مصری[1] نے اپنی کتاب کے مقدمہ مین لکھا ہے، "کہ علم فلاحت کا اصلی موضوع علم نباتات ہے لیکن یہ علم الحیوان، علم میکانیکا (فن آلات سازی) علم طبیعیات اور علم کیمیا کا محتاج ہے، ان کے بغیر کوئی شخص صحیح طور پر عالم فلاحت نہین کہا جاسکتا"

کتاب الفلاحۃ کے مصنف نے بھی انھین معلومات کی طرف اپنے مقدمہ مین اشارہ کیا ہے اور پوری کتاب مین ان چیزون کو پیش نظر رکھا ہے، علم الحیوان اور علم النباتات کے لیے تو ایک الگ باب ہی باندھا ہے، اور دوسرے علوم کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائے ہین

[1] یہ مصر کے جدید علمائے فلاحت مین سے ہین، انھون نے مدارس کے لیے اس فن پر متعدد کتابین لکھی ہین، ۱۲

اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے جن ماہرینِ فلاحت کے اقوال کو نقل کیا ہے ان کا پہلے ذاتی طور پر تجربہ کر لیا ہے، اگر ان کے تجربہ کا موقع نہ ملسکا تو یہ لکھدیا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ تو نہین کیا ہے لیکن جس شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے اسکی صداقت پر چونکہ مجھ کو اعتماد ہے، اسلیے مین نے یہ نقل کر دیا ہے، مصنف کی اس احتیاط نے کتاب کی شان بہت بڑھا دی ہے جو اس فن کی دوسری کتابون مین مفقود ہے،

نباتات کی حیات کے متعلق ابھی حال مین بعض انگریزی رسالون مین کسی ماہر علم نباتات کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس مین اس نے نباتات کی حیات کو متعدد تجربون سے ثابت کیا ہے، کتاب الفلاحۃ کے مطالعہ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قدیم زمانہ مین کوئی معرکۃ الآرا مسئلہ نہ تھا کیونکہ جن واقعات سے نباتات کی حیات کا ثبوت ملسکتا ہے مصنف نے نہ تو اس کو اہمیت دی اور نہ اس کے متعلق کسی ماہر فن کے اختلاف کا ذکر کیا ہے، (ترجمہ مین اس قسم کے مشاہدات پر نوٹ لکھدیا گیا ہے)

موجودہ دورِ ارتقا مین جب کہ ہر علم وفن کی تحقیق وتدقیق جاری ہے، علم زراعت نے بھی کافی ترقی کی ہے لیکن اس مین ابھی تک معاشیات کا پہلو نظر انداز کر دیا گیا ہے، کیونکہ جدید آلات اور مشینون سے عام لوگون کا مستفید ہونا ایک مشکل امر ہو گیا ہے، قدیم اصولِ زراعت جس کا تھوڑا بہت خاکہ اب بھی ہندوستان اور دیگر ایشیائی ممالک مین نظر آتا ہے ان مین معاشی حالات زیادہ پیش نظر ہین،

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اسکولون کے لئے جو کتابین زراعت پر لکھائی گئی ہین ان مین لکھا ہے کہ، اس وقت جو آلات ہمارے ملک مین کھیتی کے کام مین آتے ہین، اگرچہ ایسے

عمدہ نہین ہین جیسے ممالکِ یورپ کے اور نہ ان سے اتنا کام ہی نکلتا ہے جتنا یورپ کے اوزار سے نکلتا ہے تاہم اس ملک کی آب وہوا لوگون کی غریبانہ حالت اور زمین کی حیثیت کے لیے خاصے مناسب ہین جسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے عام زمینداروں کو بہت قیمت صرف کر کے ان کلون کے خریدنے کی وسعت ہی نہین ہے۔"

قدیم علم فلاحت مین چونکہ ان چیزونکا کافی لحاظ کیا گیا ہے اس بنا پر اس کتاب مین بھی سہل ترین اصولِ زراعت سے بحث کیگئی ہے اور اسکی پوری کوشش کیگئی ہے کہ جو چیز وقت پر دستیاب ہو سکے اس سے کام نکال کر گوہرِ مقصود حاصل کیا جائے۔

ملک کو اس کتاب کی ضرورت

ہندوستان جو اپنی زرخیزی اور شادابی مین شہرۂ آفاق ہے اور جس کی پیداوار سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر ممالک بھی مستفید ہو رہے ہین ابھی تک علم زراعت سے ناآشنا ہے، اور یہان کی زراعت اصولی طور پر کیجائے اور تمام قوانینِ زراعت پر عملدرآمد کیا جائے تو اس ملک کی زرخیزی اور شادابی مین چار چاند لگ جائین گے، کیونکہ اس پورے خطہ مین انواع واقسام کی زمینین موجود ہین، سیرابی اور آب پاشی کے قدرتی وسائل بکثرت موجود ہین، مختلف صوبہ جات مین مختلف موسمون کے آثار رونما ہوتے ہین جن سے زراعت مین بڑی مدد مل سکتی ہے، ہر قسم کے اشجار اور فواکہ کے مزاج اور طبیعت کے مطابق زمینین دستیاب ہو سکتی ہین، لیکن سوال یہ ہے کہ اس اہم ملکی خدمت کو کون انجام دے کیا وہ غریب کسان جنکو صبح وشام چند مقررہ خدمات کے سوا کوئی کام آتا ہی نہین، نہ وہ زراعت کے صحیح اصول سے واقف اور نہ اس کے متعلق ان کو صحیح معلومات حاصل ہین کہ جنکی بنا پر وہ مزروعات کی اصلاح کر سکین، ملک کی بدقسمتی اس سے بڑھکر اور کیا ہو گی کہ اچھے اور تعلیم یافتہ اصحاب نے اس اہم خدمت

کی طرف جسکی سرزمین ہند اب تک محتاج ہے، کوئی توجہ نہین کی ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ تعلیم یافتہ نوجوان زراعتی ترقی کی کوشش کرتے اور ملک کو اس حیثیت سے مالامال کر دیتے، فن زراعت پر مختلف زبانون مین تصنیف وتالیف کرتے اور ہندوستان کے کاشتکار طبقہ کو ان زرین اصول پر کاربند ہونے کی عملی طور پر ہدایت کرتے، تاکہ ملک کی پیداوار مین روزافزون ترقی ہوتی، اور یہ عام غربت اور افلاس مین کمی ہوتی، کس قدر افسوسناک امر ہے کہ اس فن پر اردو زبان مین معدودے چند کتابین لکھی گئی ہین اور وہ بھی مخصوص چیزون کی زراعت کے ساتھ مختص ہین، قدیم فلاحت پر تو اب تک کوئی کتاب ہی نہین لکھی گئی، جسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ موجودہ ماہرینِ فلاحت نے قدیم فلاحت سے غیر معمولی بے اعتنائی برتی ہے، حالانکہ جدید اور قدیم زراعت مین چند مابہ الامتیاز چیزون کا فرق ہے، علم میکانیکا کی ترقی نے صرف آلاتِ زراعت کی ایک بڑی تعداد تو مہیا کر دی ہے لیکن اصولی حیثیت سے دونون متحد ہین، ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،

"زمین کی تعمیر اور کھاد اتنے ہی طریقون اور ذرائع سے کی جاتی تھی جتنے ذرائع سے جدید زمانہ مین لوگ کرتے ہین"

الحمدللہ کہ ملک کی اس عظیم الشان خدمت کی انجام دہی کا سہرا دولت آصفیہ کے سر بندھا اور اس کتاب کو جو قدیم فلاحت کی زرین تاریخ ہے ملک کے سامنے سب سے پہلے اردو جامہ مین پیش کرنے کا فخر اسی کو حاصل ہوا،

ہم ہندوستان کے تمام زراعتی محکمون سے عموماً اور محکمہ زراعت سرکار عالی سے خصوصاً درخواست کرین گے کہ وہ اس کتاب کے مذکورہ طریقون کا تجربہ کرین اور ان مین سے مفید اور کارآمد اصول کو ملک مین رائج کرین، دکن کی زمین مین گو قدرةً آب پاشی

کے وسائل اور ذرائع بہت کم ہین، لیکن پھر بھی یہان چاول، کپاس، انگور، کھجور، موز، انجیر، سنترہ، امرود، آم، شریفے اور تمام قسم کی ترکاریون کی کاشت نہایت عمدگی سے ہوسکتی ہے، بلکہ دوسرے مقامات کے لوگ بھی یہان کی پیداوار سے متمتع ہوسکتے ہین، اس وقت جبکہ اس دورہمایون ہین تمام محکمہ جات سرکار عالی روزافزون ترقی کررہے ہین اور ملک کو ہرطرح کا فائدہ پہنچارہے ہین تو محکمہ زراعت سرکار عالی کو بھی اپنا عملی قدم آگے بڑھانا چاہیئے تاکہ ملک جلد خوشحال نظرآئے اور یہ عام قحط جس سے تمام ملک پریشان ہے دفع ہوجائے،

ترجمہ کا محرک اصلی

اس کتاب کو سب سے پہلے مسٹر بنکو یری نے اسپینی زبان مین ترجمہ کیا، اور ۱۸۰۲ء مین ترجمہ اصل کے ساتھ اسپین کے پایہ تخت میڈریڈ کے مطبع سے شائع ہوا، اسپینی مترجم کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے کتاب کو اصلی حالت مین طبع کردیا، تاکہ اسپین کے علاوہ اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی استفادہ کرسکین،

جب یہ مطبوعہ نسخہ ہمارے مخدوم ومحترم نواب عماد الملک مرحوم کے کتبخانہ مین پہنچا تو انھون نے عمیق نظر سے اس کا مطالعہ کیا اور ملک کے لیے ایک قیمتی چیز خیال کرکے نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات سرکار عالی سے اس کے ترجمہ کے متعلق مشورہ کیا، جنھون نے اسکی تائید کی، نواب عماد الملک مرحوم چونکہ مذہبی اور علمی خدمات مین آخر وقت تک دامے، درمے، قدمے، سخنے ہستعد اور سرگرم رہتے اس لئے انھون نے اس کتاب کے ترجمہ اور طباعت کے مصارف کا بار بھی اپنے سر لیا اور اس کام کے شروع کرنے کی تجویز طے کردی، ترجمہ کے لیے ان کی نظر انتخاب مجھ ایسے کم علم اور بے بضاعت انسان پر پڑی جو کسی طرح اس کا اہل نہ تھا لیکن

الامر فوق الادب کی تعمیل مین یہ کام شروع کیا گیا اور اسکی طباعت مین بہت زیادہ عجلت کیگئی، نواب صاحب مرحوم کی یہ دلی آرزو تھی کہ یہ کتاب ان کی حیات ہی مین شایع ہو کر ملک و قوم کے ہاتھون پہنچ جائے لیکن افسوس

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ،

مرحوم دل ہی مین یہ آرزو رکھکر دنیا کو الوداع کہہ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون'

نواب صاحب مرحوم نے اپنی زندگی کی آخری گھڑیون مین اس خدمت سے ملک پر جو بڑا احسان کیا ہے وہ ناقابل فراموش ہے، اس لیے تمام ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ مرحوم کے لیے دعاے مغفرت کرین،

خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنے والے مین!

اس عظیم الشان قومی و ملی حادثۂ جانکاہ کے صدمہ مین مترجم نے بہت سے دن گذارے اور اس کتاب کے آئندہ مصارف طبع کے انتظام مین سرگردان پھرتا رہا، کہ یکایک ایک کریم النفس شریف النسب علم دوست ہستی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہماری امداد کا پورا وعدہ فرمایا یہ ہمارے محترم نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات و معتمد مجلس دائرۃ المعارف کی ذات گرامی ہے،

نواب مسعود جنگ بہادر نے مجلس دائرۃ المعارف مین یہ تحریک پیش کی کہ یہ کتاب ملک کے لیے بے حد مفید اور کارآمد ہے بلکہ ایک نایاب چیز ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت قدر قدرت بندگان عالی کی خدمت مین مصارف طبع و ترجمہ کے لیے عرضداشت پیش کیجائے، نواب حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس ادام اللہ اقبالہ نے جو آجکل تعلیمی خدمات کے لیے سرگرم ہین اسکی پوری تائید کی اور

پیشگاہ اقدس مین اس کے متعلق عرضداشت پیش کر دی، بحمد اللہ کہ اس کو بہت جلد شرف قبولیت حاصل ہوئی، ہم ان دونون جلیل القدر ارکانِ حکومت کے بیحد ممنون و مشکور ہین جنھون نے "الدال علی الخیر کفاعلہ" کی خدمت انجام دیکر اپنی علمی قدر دانی کا پورا ثبوت دیا،

اس کتاب کا اصلی نسخہ غیر مصحح شایع ہوا ہے، اسلیے اس مین بکثرت غلطیان موجود ہین، مترجم نے بعض دوسری قلمی اور مطبوعہ کتابون[1] سے صحت کی کوشش کی، لیکن پھر بھی یہ دعوی نہین کیا جا سکتا ہے کہ ترجمہ بالکل صحیح ہے، اسلیے ناظرین سے گذارش ہے کہ اگر نقائص نظر آئین، تو براہ کرم دامنِ عفو مین جگہ دین اور مترجم کو محاسبۂ علمی سے نجات دلائین،

وستر اللہ مسبول علینا — وعین اللہ ناظرۃ الینا
واٰخرھا الصلاۃ علی محمد — امام الکل خیر الشافعینا

العاصی

سید ہاشم ندوی غفر اللہ لہٗ

---
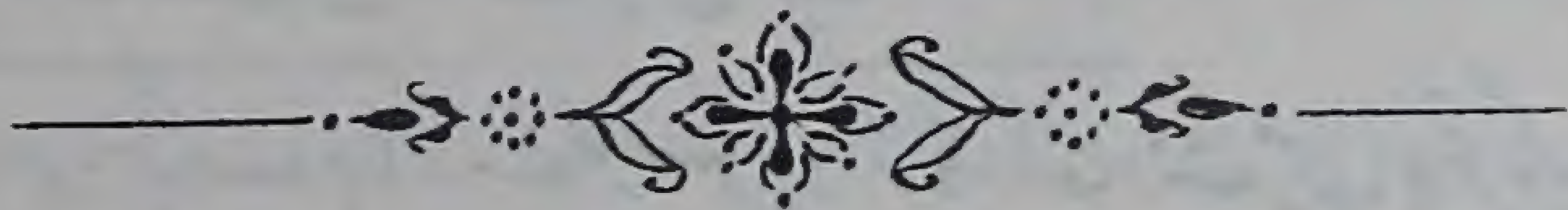
[1] مثلاً کتاب الفلاحۃ لابن وحشیہ، کتاب الصناعۃ فی علم الزراعہ مطبوعہ مصر، مصنفات نواب عزیز جنگ مرحوم، محیط اعظم فارسی، اور مفردات ابن بیطار وغیرہ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ مُصنّف

اَلحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین

مین نے مسلمانان اندلس اور ان کے علاوہ قدما کی ان کتابون کا بغور مطالعہ کیا جو گذشتہ زمانہ مین فن زراعت پر لکھی گئی تھین اور جنمین زراعت اور باغبانی کے تمام طریقے مذکور ہین، نیز ان تصانیف کو بھی دیکھا جنمین حیوانات کی پرورش اور داشت کے طریقے لکھے ہین، جن مباحث پر یہ کتابین مشتمل ہین مین نے ان سے پوری واقفیت حاصل کی ہے اور پھر انکے اقوال کو اپنی اس تالیف مین بجنسہ نقل کر دیا ہے، اگر کوئی شخص اس کے ابواب اور فصول پر نظر ڈالے تو اس کا پتہ چل سکتا ہی،

جو شخص اس فن کو ایک ایسی صنعت بنانا چاہتا ہے جس سے وہ باعانت خداوندی اپنی معاش حاصل کر سکے اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے رزق کے مہیا کرنے مین مدد لے سکے، تو درحقیقت وہ اس سے اپنی حاجت روائی کر سکتا ہی، اپنے ارادہ مین کامیابی حاصل کر سکتا ہے اور دنیوی منافع اور اخروی مفاد کے حصول مین مدد حاصل کر سکتا ہے کیونکہ زراعت اور باغبانی معاش کی کثرت کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرف سرورِ

کائنات (صلے اللہ علیہ وسلّم) نے اس حدیث مین اشارہ فرمایا ہے کہ "رزق کو زمین کے زرخیز حصّون مین تلاش کرو"

شیخ اجل، فقیہ اور خطیب ابو عمر احمد بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مقنع کے اختتام پر زراعت کے متعلق ایک تنبیہ لکھی ہے جس مین وہ یہ لکھتے ہین کہ "برادر من! مین نے اس کتاب کو اتمام تک پہنچا دیا اور اس مین ضرورت کے مطابق اپنے عہد کو پورا کر دیا اور اول اول جنگلی اور غبی لوگون کی رایون سے مدد حاصل کرنے کو مین نے تمھارے لئے کافی سمجھا، جو نہ تو اہل علم تھے اور نہ صاحب نسب تھے لیکن اس صنعت مین ان کو مہارت تامہ حاصل تھی اور اس کام سے ان کو خاص مناسبت تھی، لیکن آخر مین ان سے قطع نظر کر کے مین نے تم کو بڑے بڑے حکما اور مبصر علما کے آرار کی طرف متوجہ کیا ہے، پس یہی حضرات تمھارے مقتدیٰ ہین اور ان کے علاوہ کوئی قابل تقلید نہین ہے، اس لئے تمکو چاہئے کہ ان جاہل اور جفاکار غبی اور سرکش لوگون کی رایون کی طرف اپنے کان نہ دھرو، اور انکی ذلیل باتون کی طرف متوجہ نہ ہو، کیونکہ تم ان سے کوئی فائدہ حاصل نہین کر سکتے، وہ صرف تمھاری خدمت کے لئے ہین، علم ان سے دور ہے اور حقیقت سے وہ بعید ہین،

فصل

زراعت اور باغبانی اور ان کے اصول اور فروع کی تعلیم پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے وہ ارشادات بھی ترغیب دیتے ہین جو کاشتکارون اور باغبانون کے معاوضہ کے متعلق مروی ہین، آپ سے مروی ہے، کہ جس نے کوئی درخت لگایا کھیتی کی اور اسکی پیداوار مین سے کسی انسان یا پرندہ، یا درندہ نے کھالیا تو یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا، آنحضرت سے

یہ بھی منقول ہے، کہ جس نے کوئی درخت لگایا اور وہ بارآور ہوا تو خداوند تعالیٰ اس کے پھلوں
کی تعداد کے برابر جزائے خیر عطا فرماتا ہے، ابوہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ
نے فرمایا ہے کہ "جس نے کوئی عمارت بنائی یا کوئی درخت لگایا اور اس کو ظلم و تعدی سے
پاک رکھا تو اس کا اجر اس وقت تک جاری رہیگا جبتک مخلوق الٰہی اس سے متمتع ہوتی
رہیگی" آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ "جب قادر مطلق کسی کھیت کو سرسبز کرنا چاہتا ہے تو
ہر خوشہ اور پودے کے درمیان مین برکت عطا فرماتا ہے اور ہر دانہ کی حفاظت کے لئے ایک
فرشتہ متعین کرتا ہے" اور فرمایا کہ "جب تم کسی چیز کو بوؤ تو یہ دعا مانگو کہ اے خدا تو برکت
عطا کر اور رحمت نازل فرما" اس باب مین بہت سے صحابہ کے اقوال ہین، لیکن جسقدر ہمنے
ذکر کردیا ہے امید ہے کہ کافی ہوگا،

فصل

انسانی اخلاق کی اصلاح کے لئے جو وصیتین کی گئی ہین ان مین سے یہ بھی ہے،
کہ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ پوچھا گیا کہ مروت کیا چیز ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنا،
اور زمین کی اصلاح کرنا مروت ہے، قیس بن عاصم نے اپنے بیٹون کو وصیت کرتے
ہوئے کہا کہ تمکو اپنے مال کی اصلاح کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک شریف شخص کیلئے
باعث عزت ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ رذلائے قوم سے بے پروا ہوسکتا ہے، عتبہ
بن ابی سفیان نے جب اپنے مولی کو اپنی تمام چیزون کا مالک بنایا تو یہ کہا کہ میرے
مال کے چھوٹے چھوٹے حصہ کی بھی اتنی حفاظت کرو کہ وہ آیندہ بڑھ جائے اور کسی بڑے
حصہ کو معرض تلف مین نہ ڈالو کہ وہ چھوٹا ہوجائے، انھین مطالب کو اور دوسرے لوگون نے

بھی اپنی اپنی وصیتون مین ادا کیا ہے، ان مین سے یہ بھی ہے کہ کاشتکار یا زمیندار کیلئے یہ ضروری ہے کہ اپنی کاشت کی نگرانی کرے اور اس سے کسی وقت غافل نہ ہو، بالخصوص اس وقت جبکہ زمین درست کیجا رہی ہو اور کاشت شروع ہونیوالی ہو تاکہ مزدورونکی جانفشانی اور محنت کا اس کو اندازہ ہو سکے، یہ اس کے لئے کافی ہوگا، اور اسی سے اسکے مقصد مین ایک بڑی تبدیلی واقع ہو جائیگی، ایک مثل مشہور ہے کہ زمین اپنے مالک سے ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ تو مجھ کو ہمیشہ ساتھ رہنے والا سایہ سمجھ،

فصل

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدم اور ادریس علیہ السلام نے، زراعت کی، اسی عرصہ مین طوفان آیا جو لوگ کشتیِ نوح پر سوار تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے اون کو زراعت کا طریقہ بتایا،

فصل

ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ نے کہا کہ راحت، لذت، سلامت، عزت اور ثواب عشری زمین کے کاشتکارون کے لئے ہے، زراعت درحقیقت سب سے زیادہ خوشگوار ذریعۂ معاش ہے، اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ جو بارش کے پانی سے سیراب کیجائے، دوسری وہ جو چشمون یا نہرون کے پانی سے سیراب کیجائے، ان مین سب سے زیادہ محفوظ

اور مفید زراعت وہ ہے جو چشمون اور نہرون کے پانی سے سیراب کیجائے اگو یہ صورت مشقت اور پریشانی سے خالی نہین ہے، کیونکہ اس مین آلات یعنی چرخی اور ڈول وغیرہ سے پانی ڈالا جاتا ہے، یہ آلات اونٹ، گدھے اور خچر کے ذریعہ سے گردش دیئے جاتے ہین، چرخیون کا استعمال اس وقت تک نہ کرنا چاہیئے جبتک کہ اسکی شدید ضرورت لاحق نہ ہو اور اس کے سوا کوئی صورتِ عمل بھی نہ ہو، کاشتکار کو اس صورت مین خود نگرانی کرنی چاہیئے ورنہ اسکی مشقت دوگنی ہو جائیگی اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچیگا، اگر تم جانورون کو اپنی ضروریات کے لئے بہت زیادہ مشقت مین ڈالتے ہو اور انسے اس سے زیادہ کے خواہشمند ہوتے ہو، حالانکہ ایسا نہ چاہیئے، تم کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مال کا وہ حصّہ جو کم لیکن اکٹھا ہو اس مال سے زیادہ نفع بخش اور اعلیٰ ہے جو مقدار مین وافر لیکن منتشر ہو کیونکہ اکٹھی چیز ایک ہی شخص کے ساتھ وابستہ رہتی ہے لیکن منتشر چیز ہر شخص کی نگرانی کی محتاج ہے،

فصل

فلاحت کے معنی یہ ہین کہ زمین درست کیجائے، درخت لگائے جائین، ان مین جو ایک دوسرے سے ملانے کے قابل ہون ان کو ملا کر بویا جائے، عام طور سے جو غلے بوئے جاتے ہین انکی زراعت کی جائے، ان مین جو اصلاح کے قابل ہون انکی اصلاح کیجائے، اور ان کی ایسی نگہداشت کیجائے جس سے ان کو نفع پہنچے اور سرسبز ہون، اُن پر جو آفات سماوی نازل ہوتے ہین ان سے ان کو محفوظ رکھا جائے، زراعت مین جو شے سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار کو، اعلیٰ، اوسط، اور ادنی درجہ کی

زمینون کی شناخت کی مہارت حاصل ہو اس کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ غلہ، درخت اور سبزی وغیرہ مین سے کونسی چیز قابل زراعت ہے اور ان مین سب سے زیادہ بہتر کون ہے اس سے بھی آگاہ رہنا چاہیئے کہ زراعت کے لئے کونسا وقت مخصوص ہے اور کس وقت اس کیلئے ہوا موافق چلتی ہے، زراعت اور باغبانی کے طریقۂ عمل کیا ہین، پانی کی ان قسمون سے واقفیت رکھنی چاہیئے جو کھیتون کی سیرابی کے لئے زیادہ مفید ہین، گوبر کو کارآمد بنانے کا طریقہ جاننا چاہیئے اس سے ہر قسم کے درخت زراعت، اور سبزی وغیرہ کو کیونکر درست کیا جائے، یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ زراعت کے قبل زمین کس طرح تیار کیجاتی ہے، اور درختون کے لگانے کھاد ڈالنے اور زمین کو پانی کی روانی کے لئے مسطح کرنے کے بعد کونسی صورت اختیار کیجاتی ہے، کاشتکار کو اس کا بھی اندازہ رکھنا چاہیئے کہ کونسی زمین کس قسم کے دانون کی متحمل ہو سکتی ہے، درختون اور سبزیون کو آفات سماوی سے بچانے کے تدابیر اور ان پر نگرانی کرنے کے طریقون سے بھی واقفیت پیدا کرنی ضروری ہے تاکہ ان کے منافع سے وہ متمتع ہو سکے، اور ان مین آئندہ زیادتی کر سکے، میوہ جات پھل اور دوسرے قسم کے دانون کو جمع کرنے کا طریقہ جاننا چاہیئے،

فصل

مین نے خدا کی مدد سے ضرورت کے مطابق اپنا وعدہ پورا کرنے کے بعد اس کتاب مین حیوانات کی پرورش اور انکی داشت وغیرہ کا بیان اضافہ کر دیا ہے، کیونکہ زراعت مین اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہین ہے اور ان چڑیون کا بھی ذکر کیا ہے جو غلہ دار زمین اور مکانات مین ضرورت اور فائدہ کی غرض سے پائی جاتی ہین، انکی عمدہ

قسم کی بھی تفصیل ہے جانورون سے بچہ جنانے کے طریقے اور انکی نگہداشت کی تدبیرین بھی لکھی ہین، ان کے بعض امراض کے علاج کی صورتین بتائی ہین اور حیوانات کے متعلقات کو بھی ذکر کر دیا ہے،

فصل

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپکو کار خیر کی توفیق عطا فرمائے، مین نے اس کتاب کو ۵۳ بابون پر منقسم کیا ہے اور یہ ابواب فن فلاحت کے مختلف انواع پر مشتمل ہین جن سے تم انشاء اللہ واقف ہوگے، مین خدا ہی سے مدد کا طالب ہون اور اسی پر اپنا بھروسہ رکھتا ہون، شیخ ابو عمر بن حجاج رحمہ اللہ نے جو تالیف ۴۶۶ھ مین کتاب المقنع کے نام سے کی ہے مین نے اس کو معتمد علیہ سمجھکر اپنے معلومات کا ذریعہ بنایا، اس کتاب مین مصنف مذکور نے بڑے بڑے ماہرین زراعت اور متکلمین فلاحت کی رائین نقل کی ہین، اور ان مین سے تیس آدمیون کے نام گنائے ہین، قدیم اصحاب فلاحت مین سے یونیوس[1]، باروان[2]، لاقیطوس[3]، یوقنصوص[4]، طارطیوس[5]، ثندون[6]، بربلیایوس[7]، دیاقراطیش رومی، کسینوس[8]، طوراطیقوس[9]، لاون[10]، علیشی[11]، بورقسطوس[12] عالم روم، سادحمس[13]، سمانوس[14]، سراعوس[15]، انتولیوس[16]، شولون[17]، سیدآغوس[18]، سیابی، منہاریس[19]، مرعوطیس[20]، مرسینال[21]، طینیسی، انون[22]، بدورانطوس[23]، وغیرہ کا ذکر ہے، اور متاخرین مین سے رازی اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ اور ابو حنیفہ دنیوری وغیرہ کا تذکرہ ہے، ان کے علاوہ جو لوگ تھے ان کا نام نہین لیا ہے، مین نے جن کتابون پر اپنا اعتماد قائم کیا ہے ان مین قوثامی کی کتاب الفلاحۃ النبطیہ بھی ہے، جس مین بڑے بڑے حکما

کے اقوال نقل کئے ہین اور ان کے اسمار کا بھی ذکر کیا ہے جنمین سے حضرت آدمؑ،
صغریت، نیبوشاد، اخنوخا، ماسی، دونا اور طامتری وغیرہ ہین، اکثر جگہ اس کتاب کے
نام کے بجائے حرف (ط) کی علامت اختصار کے خیال سے رکھی گئی ہے، ایک
دوسری کتاب جو شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن فضال اندلسی کی تصنیف ہے
اسکی علامت (ص) رکھی گئی ہے جس مین مصنف نے اس فن کے تجارب سے بحث کی
ہے، تیسری شیخ حکیم ابوالخیر اشبیلی کی کتاب ہے جسمین حکما، اور فلاحین کی ایک جماعت
کے آرا نقل کئے گئے ہین اوسکی علامت (خ) ہے، چوتھی حاج غرناطی کی کتاب ہے،
جسکی علامت (غ) ہے، ان کے علاوہ، ابن ابی الجواد اور غریب بن سعد کی کتابون
سے مین نے فائدہ اٹھایا ہے، اور دوسری کتابون سے بھی مین نے اقوال نقل کئے
ہین جو مندرجہ ذیل حکمار کی طرف منسوب ہین، دیمواط جسکی علامت (د) ہے جالینوس
جسکی علامت (ج) ہے، انترلیوس افریقی کی علامت (ف) ہے، حکمائے فارس
کی علامت (ر) ہے، قسطوس کی علامت (ق) ہے وکسیوس کی (ک) ہے
ارسطاطالیس کی (طط) ہے اور ہرارلیس یونانی کی علامت (م) ہے،

بعض علمائے تاریخ نے یہ لکھا ہے کہ ہرارلیس یونانی اسکندریہ کا باشندہ تھا،
اور معمرین مین سے تھا اسکی عمر آٹھ سو برس کی تھی، حکمار کے اقوال کو مین نے بجنسہ
نقل کر دیا ہے، ان کے الفاظ مین کسی قسم کی اصلاح نہین کی ہے، بعض غیر مسلم
اشخاص کے اقوال کو بھی نقل کیا ہے لیکن طوالت کے خیال سے ان کا نام نہین
لیا ہے، بلکہ کنایتہً یہ کہدیا ہے کہ اس سے قبل ایسا لکھا گیا ہے اور بعض نے ایسا
بھی کہا ہے، نیز مین نے کوئی رائے اس کتاب مین اس وقت تک درج نہین کی

جب تک کہ مین نے اس کا متواتر تجربہ نہ کر لیا،
اس کتاب کو مین نے دو حصّون پر منقسم کیا ہے، پہلے حصہ مین زمین، کھاد اور پانی
کی شناخت اور اس کے طریقۂ استعمال سے بحث ہے، اس مین پودہ لگانے کی ترکیبین
اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کی تدبیرین لکھی ہین، نیز اور دوسری چیزون کا بھی
ذکر ہے، دوسرے حصّہ مین زراعت کے مالہ اور ماعلیہ اور حیوانات کی پرورش کا بیان
ہے، واللہ المستعان، وھو حسبی ونعم الوکیل،
زراعت کے متعلق ابوعمر بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین جو رائین نقل کی ہین انکو مینے سب سے پہلے رکھا ہے
اور چونکہ وہ مشاہیر علمار مین سے تھے، اسلئے ان کے اقوال کو اصل قرار دیا ہے اور ان
مین کوئی کمی و بیشی نہین کی ہے، کیونکہ یہ باتین ہمارے شہر مین بھی اسی طرح صحیح اور
درست ہین جسطرح ان کے شہر مین ہین، حالانکہ دونون مین بعد عظیم ہے، اس کتاب کے
آخری حصہ مین اندلس کے مشہور فلاحین کی کتابون سے بھی وہ اقوال نقل کئے گئے
ہین جنکا انھون نے خود تجربہ کیا ہے اور جو قدمار کی رایون کے بالکل موافق نظر آتے ہین،
اور ہمارے نزدیک بھی صحیح ہین،

فصل

قوثامی نے فلاحت نبطیہ مین قدم کی شرح مین لکھا ہے جسکا ذکر آئندہ آئیگا کہ قدم زمین کی گہرائی
کو کہتے ہین اور وہ درخت کے لگانے کے لئے کھودا جاتا ہے، اور اسکو قدم، قدم کے تشابہ
سے کہتے ہین کیونکہ ہر دو قدم ایک ہاتھ اور کچھ کم ایک بالشت کا ہوتا ہے اور اکثر ایک
ہاتھ اور ایک بالشت کا ہوتا ہے اور نبش درخت کی جڑون کو برابر صاف کرنے کو کہتے ہین،

اس سے درختون کی اصلاح مقصود ہوتی ہے، یہ عام طور سے مستعمل ہے، طمر جڑ دن مین دوبارہ
مٹی ڈالنے کو کہتے ہین، ہشق، اطراف اور جوانب سے مٹی کھود کر صاف کرنے کو کہتے
ہین، تدویح درخت کی شاخون کے چھانٹنے کو کہتے ہین، اور کسح سے مراد درخت کو زور سے
ہلانا ہے، کف کے اگر کوئی معنی نہ متعین کئے جائین تو اس سے وس دانے مراد
ہین، قفہ جس کا ذکر آگے آئیگا قرطبہ کے نصف قفیز کے برابر ہوتا ہے اور حوض سے
بارہ ہاتھ لانبا اور چار ہاتھ چوڑا گڈھا مقصود ہے اس کتاب مین جو کچھ بیان کیا جائیگا،
اس کی تفسیر ان ابواب مین کر دیجائے گی،

باب اوّل،

اس باب مین مختلف زمینون کی شناخت کا بیان ہے، اوسط اور ادنیٰ درجہ
کی زمینون کے علامات اور شواہد لکھے ہین، زمینون کے طبائع سے بحث کی ہے، جو
زمینین کہ زراعت یا باغبانی کے قابل ہین ان کے نام گنائے ہین اور ان زمینون
کی بھی علامتین بتائی ہین جو نہ تو زراعت کے قابل ہین، اور نہ درخت لگانے کے قابل
ہین، اس قسم کی زمینین مہملہ کہلاتی ہین،

باب دوم،

اس مین کھاد اور اس کے طریقۂ استعمال اور ان منافع کا ذکر ہے جو زمین، درخت
اور دوسرے نباتات کو اسکی وجہ سے حاصل ہوتے ہین، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ کس قسم
کی زمین اور کس درخت یا کن مزروعات کے لئے نفع بخش ہے، جن درختون اور زمینون
کے لئے کھاد مفید ہے اور جنکے لئے یہ غیر مفید ہے ان کے نام علحدہ علحدہ ذکر کر دیئے گئے ہین،

باب سوم

اس باب مین پانی کے ان اقسام کا ذکر ہے جن سے درخت اور پودے سیراب
کئے جاتے ہین، کس قسم کا پانی کس زراعت کے لئے مفید ہے، باغون مین آب پاشی کے طریقے
کیا ہین، کس طرح ان مین کیاریان بنائی جاتی ہین اور کس طرح پانی پہنچانے کے لئے
زمین برابر کیجاتی ہے اور اس کے لئے کونسا وقت مناسب ہے، ان سب کا مفصل ذکر
ہے کتاب اقلیمون وغیرہ مین اسکے متعلق جو بحث کیگئی ہے وہ بھی نقل کر دیگئی ہے،

باب چہارم

اس مین باغ کے لگانے کی ترکیبین اور درختون کو ایک عمدہ ترتیب سے سجانے
کی تدبیرین درج ہین،

باب پنجم

اس باب مین اس کا بیان ہے کہ درخت اور دوسرے انواع واقسام کے پھل
لگانے کی کیا صورت ہے آیا اس زمین مین لگائے جائین جو آسمان کے پانی سے
سیراب ہوتی ہے یا اس مین جو چشمون اور کنوؤن کے پانی سے سیراب کیجاتی ہے اس
باب مین ان تدابیر کا بھی ذکر ہے جن سے ہر کاشتکار اور باغبان کا واقف ہونا ضروری
ہے، اسی مین درختون کے لگانے کے اوقات بھی بیان کئے گئے ہین، درختون کی
گٹھلیان اور پھلون کے دانون کے بونے کے طریقے بھی لکھے ہین، ملوخ، اوتاد، اور
عیون کے لگانے کی صورتین بھی ہین، انگور کی شاخون کے لگانے کی صورتین بھی

لکھی ہین جن کو نوامی کہتے ہین تکبیس اور استسلاف کے طریقے مفصل طور پر بیان
کر دیئے گئے ہین، اس باب مین اس کا بھی بیان ہے کہ درختون کے لیے کتنے
لانبے اور چوڑے گڈھون کی ضرورت ہے، اور ایک دوسرے مین کتنا فاصلہ
رکھنا چاہیئے،

باب ششم

اس باب مین ان درختون کا بیان ہے جن کے پھل کھائے جاتے ہین اور
ان ترکاریون کا ذکر ہے جو پکائی جاتی ہین اور ان کی زراعت پر تفصیلی بحث ہے
ان مین سے بعض کی کاشت کے تجربے بھی نقل کئے گئے ہین، اس پر بھی بحث
کی گئی ہے کہ زراعت اور درخت لگانے کے لیے کونسا وقت مناسب ہے،
اور کس قسم کی صفائی کی ضرورت ہے، شاخون کو ترکیب کے لیے کاٹنے کا بیان
ہے اسی طرح انگور کے خوشون کا چننا اور درخت کی لکڑیون کے کاٹنے کی صورتین
درج ہین،

باب ہفتم

اس باب مین ان درختون کے نام گنائے ہین جو عام طور سے بلاد اندلس
مین پائے جاتے ہین، ان کے مختلف انواع اور اوصاف کا بھی ذکر کیا ہے، ہر درخت
کے لگانے کا طریقہ الگ الگ بتایا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کونسے درخت کس زمین
مین لگائے جاتے ہین، ان کو پانی سے سیراب کرنے اور ان مین مختلف قسم کی

کھاد ڈالنے کی ترکیبین لکھی ہین ہین نے پہلے پہاڑی درختون کا ذکر کیا ہے اس کے
بعد زرخیز زمین کے درختون کا ذکر کیا ہے پھر مسطح زمین کے درختون کا ذکر کیا ہے
مثلاً زیتون، رند، بلوط، امرود، پستہ حب الملوک، خروب، ریحان حنا راحمر، انجیر سفید
قسطل، مشتہی، عوسج، انار، گلنار، اخروٹ، چلغوزہ، چلغوزہ خرد، سرو، عرعر، ابہل
انجیر نر و مادہ، توت، بادام، گلاب، یاسمین و یاسمین بری، خیزران، ترنج، نارنگی
لیمون، غبیراء، وادی، کاذی، سفرجل، سیب، مَیس، زنزلخت، بشم ابیض و بشم اسود
حور رومی، بید، زرد آلو، شفتالو، آلو بخارا، کھجور، انگور، فندق، نیشکر، موز، در دار صفیراز
دفلی، علیق، در دجبلی اور عوسج وغیرہ کا ذکر ہے،

باب ہشتم

اس مین ان اشجار کی ترکیب کا بیان ہے جنہین آپس مین الفت اور دوستی
ہے، ترکیب کے اوقات، درختون کے کاٹنے کے طریقے، ترکیب کی حفاظت کے
اصول، قلمون کے تراشنے کی ترکیب، اور ترکیب نبطی جو درخت کے علوی حصہ مین
کیجاتی ہے اور ترکیب رومی جو پوست اور ہڈی کے درمیان ہوتی ہے اور ترکیب
فارسی جو جڑنے مین ہوتی ہے اور ترکیب یونانی جو مستطیل، مربع اور مستدیر پیوند کیسا تھ
کیجاتی ہے اور ترکیب بالانشاب (ایک درخت مین سوراخ کر کے دوسرے درخت
کو اس مین ڈالنا تاکہ دونون اپنے پھل لائین) خواہ جڑ مین ہو یا تنے یا شاخون

لے ان درختون مین سے جو مشہور نام ہین، انکا ترجمہ کر دیا گیا اور بقیہ اسما حل لغات اور اصل کتاب
مین حل کر دیئے گئے ہین، مترجم

مین اور ترکیب اعمی (یعنی گٹھلی یا تخم کو بعض دیگر نباتات کے ساتھ بو دینا مثلاً کدو کو پیاز کے ساتھ، ککڑی کو گاؤ زبان کے ساتھ اور خربوزہ کو عوسج، سوسن، توت اور انجیر کے ساتھ بو دین) اور دیگر عام ترکیبون کا مفصل بیان ہے، جبکا جاننا ہر کاشتکار اور باغبان کے لیے ضروری ہے، اس مین درختون کی عمرون سے بھی بحث کی گئی ہے،

باب نہم

اس مین درختون کے کاٹنے اور چھانٹنے کا طریقہ اور اس کا وقت بتلایا گیا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کون سے درخت تقلیم کو برداشت کرتے ہین اور کون اس کے متحمل نہین ہوتے، انگور مین عملِ تحریک کرنے کا طریقہ، اور اس سے قبل تنقیہ کی ترکیب بھی بتائی گئی ہے، کن چیزون سے درخت کی عمرین بڑھتی ہین ان کا بھی بیان ہے،

باب دہم

اس مین درختون کی زمین کی تعمیر کا طریقہ اور اس کا وقت بتایا گیا ہے، زمین کس حالت مین قابلِ تعمیر ہوتی ہے اور کس مین نہین ہوتی ہے، اس کا بھی بیان ہے کہ درختون کے لیے تعمیر کی کثرت مفید ہے اور کن کے لیے مضر ہے، اس کا بھی ذکر ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعمیر اور زراعت کے لیے کس عمر کے آدمی کو منتخب کرنا چاہیئے،

باب یازدہم

درختون اور زمین مین کھاد ڈالنے کی ترکیب، کن درختون کے لیے کس قسم

کی کھاد موافق آتی ہے اور کن کے لیے مضر ہوتی ہے، اس کا تفصیلی بیان ہے، شور اور نمکین زمین کا کھاد کے ذریعہ سے علاج کا طریقہ، کھاد ڈالنے مین زمین اور درخت کے احوال کی شناخت اور انھین کے حساب سے کھاد کی مقدار کے تعین کا طریقہ بتایا گیا ہے،

باب دوازدہم

درختون اور سبزیون مین آب پاشی کا طریقہ اور اس کا وقت اور اسکی مقدار کا بیان ہے، یہ بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کن درختون کے لیے آب پاشی مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اس مین درختون کی زمین کا مزاج دیکھنا ضروری ہے،

باب سیزدہم،

اشجار کی تذکیر یعنی حاملہ کرنے کا طریقہ مثلاً ذکار، باگور (یہ دونون انجیر کی قسمین ہین) شفتالو، انار، شتمی، امرود، حب الملوک جس کو قراسیا بھی کہتے ہین، بادام، اخروٹ، پستہ، زردآلو، زیتون، سیب، شاہ بلوط، گلاب، کھجور، اترج، نارنج، آلو بخارا وغیرہ کی تذکیر کی ترکیبین بتائی گئی ہین، پھل کے بڑے کرنے کی ترکیب، شیرہ کی افزونی کا طریقہ، بار مین کثرت پیدا کرنے کا اصول بتایا گیا ہے، درختون مین جو ایک دوسرے سے الفت یا عداوت رکھتے ہین، ان کے بھی نام گنائے گئے ہین تاکہ ان کو دشمنون سے الگ رکھا جائے اور دوستون کے قریب رکھا جائے،

باب چہاردہم

اشجار اور سبزیون کے امراض اور تکالیف کا بیان اور ان کے علاج کے

طریقون کا ذکر ہے، مثلاً سیب، آلو بخارا، نارنج، ترنج، لیمون، رنبوع، انگور، انجیر، توت زیتون، انار، شفتالو، بہی، بادام، اخروٹ، وغیرہ کے امراض اور ان کے مخصوص علاج سے بحث کیگئی ہے، ان کے علاوہ ترکاری اور دوسری سبزیون کے بھی امراض اور علاج کا ذکر ہے، درختون مین جو بعض وقت تحجر اور توقف کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جس کی بنا پر ان کی نشو ونما موقوف ہوجاتی ہے یا پتے جھڑنے لگتے ہین ان سب کے علاج کے طریقے مذکور ہین، اسی طرح چیونٹیون اور دوسرے حشرات الارض کے بھگانے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، اور برف، اولہ، کہرا اور ٹھنڈی ہوا سے درختون کو جو نقصانات پہنچتے ہین ان کے ازالہ کی بھی ترکیب بتائی گئی ہے، گلاب کا درخت جب پرانا ہوجائے تو اس کے نیا کرنے کی تدبیر بھی بیان کی ہے۔

باب پانزدہم

اس مین بعض عجیب ترکیبون کا ذکر ہے جو درختون اور ترکاریون کے لیے مخصوص ہین، مثلاً خوشبو، شیرینی، تریاق، اور اسہال لانے والی دواؤن کا شاخون اور جڑون مین داخل کرنا تاکہ اس درخت کے پھل مین خوشبو، شیرینی، اور لطافت پیدا ہوجائے اسی طرح گلاب مین زرد یا لاجوردی رنگ کے پیدا کرنے کا طریقہ اور گلاب کے پھول کو غیر موسم مین حاصل کرنے کی ترکیب درج ہے، سیب مین بھی خلاف موسم پھل لانے کی تدبیر اور ان کے پھلون مین حروف یا تصویر کے نقش کرنے کی صورت بھی بیان کیگئی ہے، بہی، امرود، سیب، خربوزہ، اور ککڑی کے پھل کو مختلف شکل مین ڈھالنے کی ترکیب اور انگور کے دانون کو لانبا کرنا، اور خوشون کو ایک دانے کی شکل مین

نمایان کرنا اور ایک خوشے مین مختلف رنگ کے انگور پیدا کرنے کی تمام صورتین بیان کر دیگئی ہین، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح انگور کو سیراب کیا جائے کہ اس سے بیدانہ انگور پیدا ہون، اسی طرح انجیر کی ایک شاخ مین مختلف رنگ کے پھل پیدا کرنا اور ایک ہی پھل مین مختلف رنگ بنانے کا طریقۂ عمل بتایا گیا ہے، گل خیرو مین ابلق رنگ پیدا کرنے کی ترکیب اور نارنج، اور ریحان کو وسطِ حوض یا تالاب مین لگانے کا طریقہ، خس، چقندر اور دوسری ترکاریون اور سبزیون کو اس طرح لگانا کہ سب کی جڑ ایک ہی ہو، شلجم اور موتی کے پھلون کے بڑے کرنے کی ترکیب اور دھنیا اور سویا کو بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنے کا طریقہ اچھی طرح بتایا گیا ہے،

باب شانزدہم

اس مین تخم، اور تازے اور خشک پھلون کے جمع کرنے کی ترکیب بیان کیگئی ہے مثلاً انجیر، سیب، امرود، بہی، اترج، انار، آلو بخارا، حب الملوک، عناب، بلوط، شاہ بلوط، پستہ، گیہون، جو، مسور، چنا، اوران غلون کے آثار رکھنے کا طریقہ، اوران تخمون کو رکھنے کا طریقہ جن سے آیندہ زراعت کیجائے گی، اسی طرح گلاب وغیرہ کے پھول کو اچھی حالت مین رکھنے کی ترکیب اور بعض ترکاریون اور پھلون کو سرکہ مین ڈال کر غیر موسم مین کھانے کی ترکیب کا پورا بیان ہے،

باب ہفدہم

یہان سے اس کتاب کی دوسری جلد شروع ہوتی ہے، اس باب مین قلیب

(ایک خاص قسم کا گڈھا یا کنوان) کھودنے کا طریقہ اس کا وقت اور اس کے منافع کا بیان ہے، زمین کے بنجر ہونے کے بعد اسکی اصلاح کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے،

باب ہشردہم

دانون اور غلون کی زراعت کے لیے زمین کی درستگی کا طریقہ، نیز زراعت کے لیے تخم اور بیج کا انتخاب اور ان کے اچھے اور برے کی شناخت کی ترکیب کا ذکر ہے، ان تخمون کو زمین مین اس غرض سے بونے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان مین سے جو زراعت کے قابل ہین، ان کو چن لیا جائے اور جنمین کوئی خرابی آگئی ہے ان کو پھینک دیا جائے، کس قسم کی ہوا کس چیز کی زراعت کے لیے مفید ہے اور کون سے تخم کے لیے کون سی زمین موافق آئے گی، اس کا بھی مفصل ذکر ہے ۔

باب نوزدہم

اس مین زراعت کا عام طریقہ اور اس کا صحیح وقت بتایا گیا ہے، گیہون، جو، سلت جس کو نبطی زبان مین کلی کہتے ہین اور اشقالیہ یعنی خندروس (بڑی جو ار) جس کو نبطی مین حونشاکی کہتے ہین اور طرمیر جسکو نبطی مین طرماکی کہتے ہین، ان کی زراعت کا طریقہ لکھا ہے، تخم یا بیج سے جو پیدا ہوتے ہین، ان مین کون پہلے اگتے ہین، کون بعد مین، اس کا بھی ذکر ہے، بزور یعنی تخمون کی مقدار کس زمین کے لیے کتنی ہونی چاہیئے، اس کا بھی بیان ہے،

باب بستم

چاول، چھوٹی جوار، چینا، مسور، مونگ اور لوبیا کی زراعت آب پاشی کی زمین مین یا آسمان سے سیراب ہونے والی زمین مین کیونکر کیجائے، ان کا وقت کیا ہے اور کون سے تخم کس زمین مین زیادہ اُگین گے، ان سب کا بیان ہے،

باب بست ویکم

ان غلون کی زراعت کا طریقہ جو بطور سالن پکا کر کھائے جاتے ہین، مثلاً چنا، باقلا، باقلائے مصری، میتھی، مٹر اور کنر وغیرہ کو آب پاشی یا بارش سے سیراب ہونیوالی زمین مین بونے کی ترکیب، ان کی زراعت کا وقت اور ان کے لیے زمین کے انتخاب کا بھی بیان ہے،

باب بست ودوم

اس باب مین السی، بھنگ، روئی، بصل الزعفران، مہندی، فوۃ الجبیۃ، قصقصہ، شوک الداجین، خشخاش سفید، وغیرہ کی زراعت کا طریقہ ہر دو زمینون مین الگ الگ بتایا گیا ہے، نیز ان کے لیے زمین کی شناخت بھی بتائی گئی ہے،

باب بست وسوم

اس باب مین ترکاری کے کھیت کے لیے زمین کے انتخاب کا طریقہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کی زراعت کے طریقہ پر مفصل بحث کیگئی ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پودے

کس قدر بڑھنے کے بعد دوسری جگہ پر منتقل کئے جائین اور کس قدر پھل اسی زمین مین پکنے کے وقت تک چھوڑ دیئے جائین، ہر ترکاری کے متعلق الگ الگ بحث کیگئی ہے، مثلاً کاسنی، خرفہ، چولائی، بتھوا، پالک، کرم کلہ، گوبھی، چقندر وغیرہ کی زراعت کا طریقہ اور ان کا صحیح وقت بتایا گیا ہے،

باب بست و چہارم

اس مین جڑ والی ترکاریون کی زراعت کا طریقہ بتایا گیا ہے مثلاً شلجم، گاجر، مولی، پیاز، لہسن، گندنا، اشقاقل (دوودھالی) قرقاص (بسورہ) اور فلفل السودان (لال مرچ) وغیرہ کی زراعت کا طریقہ،

باب بست و پنجم

اس مین ککڑی، خربوزہ، ادرک، لفاح (ایک قسم کا بیگن) کھیرا، کدو، بیگن، حنظل وغیرہ کی زراعت سے اور ان کی زمین سے خاص طور پر بحث کیگئی ہے،

باب بست و ششم

اس باب مین ان نباتات کی زراعت سے بحث ہے جو غذا کے ساتھ استعمال کئے جاتے ہین اور بعض دواؤن کی زراعت کا بھی طریقہ بتایا گیا ہے، مثلاً، زیرہ، شاہ زیرہ، کلونجی، تخم سپندان، انیسون (بادیان رومی) دھنیا، زریانج بستانی اور برہی، رائی، اندراسیون (ایک دوا کا نام ہے) قردمانا (کالیزیری) وغیرہ کی عام زراعت کا بیان ہے۔ ان مین سے کون آب پاشی کی زمین مین نشو و نما پائین گے اور کون بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین اگین گے، اس پر بھی تفصیلی بحث ہے،

باب بست و ہفتم

اس مین پھول اور خوشبو کے درخت کے لگانے کی ترکیبین بیان کی گئی ہین،
مثلاً خیرو، سوسن، نیلوفر، بہار، نرگس سفید، نرگس زرد، مقدونس، سورج مکھی، نسرین
(جسکو گل سیوتی بھی کہتے ہین) بنفشہ، ریحان، ترنجان، نعنع، مرد وش، مرو، پودینہ
خطمی، ورد الزینۃ (گل خطمی) خبازی، قرطبی، صقلی، برم (گل شجر مغیلان) گل مریم
وغیرہ کے لگانے کا طریقہ تبایا گیا ہے، ان کی زمین کی شناخت بھی تبائی گئی ہے،
یہ بھی لکھا ہے کہ یہ کس وقت لگائے جاتے ہین،

باب بست و ہشتم

اس مین ان درختون کے لگانے کا طریقہ تبایا گیا ہے جو باغ کی زینت اور
خوشنمائی کے لیے لگائے جاتے ہین اور مختلف مقامات پر بھیجے جاتے ہین، مثلاً
ماہمیثا، حرشف، سداب، کرفس، نیل، صعتر[1] (پودینہ) راسن، سطربہ، افسنتین (معتبری)
حرل (ولونا) ہلیون، کبر (کریل) سماق (تماتیر) شبت (سویا) شاہترہ، خزامی، لسان
الحمل، بنج، حبل المساکین، ایرس، (اہبل) لوف (ہیل گوشت) شجرہ مریم، بابونہ اور
اکلیل الملک وغیرہ،

---

[1] صعتر کی چند مشہور قسمین ہین، بری، جبلی، بستانی، ایک کے پتے لانبے ہوتے ہین ایک کے
گول ہوتے ہین، ایک کے باریک ہوتے ہین ایک کے چوڑے ہوتے ہین بعض سیاہ رنگ کے
ہوتے ہین جنکو عام طور پر صعتر فارسی کہتے ہین بعض سفید رنگ کے ہوتے ہین جنکو صعتر خرد کہتے ہین اور
بعض دوسرے رنگ کے ہوتے ہین، حاشیہ اصل کتاب،

باب بست و نہم

اس مین پیداوار کے اندازہ کا بیان ہے، یعنی یہ کہ اس سال خدا کی قدرت سے کس قدر غلہ پیدا ہوگا اس کا قبل ہی سے اندازہ کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، غلون کے کاٹنے کا وقت متعین کر کے بتایا گیا ہے اور ان کے کھلیان اور میدان جسمین وہ کاٹ کر رکھے جاتے ہین، اسکی تیاری کا طریقہ اور اسکی حفاظت کے اصول بتائے گئے ہین، غلون اور میوہ جات کے جمع کر کے رکھنے کا بھی مفصل بیان ہے

باب سی ام

یہ باب زراعت کے متعلقات اور بعض دیگر چیزون کے انتخاب کے بارے مین باب الجامع ہے، اس کی جامعیت کی بنا پر یہ نام رکھا گیا، مثلاً عمارتون کے لیے مناسب جگہون کی تجویز، خشک لکڑیون کے کاٹنے کا صحیح وقت زیتون سے روغن نکالنے کی جگہ کا انتخاب، درختون کے خشک کرنے کی ترکیب، خراب اور مضر نباتات کے الگ کرنے کا طریقہ، انگور اور دوسرے میوہ جات کے باغون کو دیوار کے بغیر محفوظ رکھنے کا طریقہ، بری اور جنگلی درختون اور نباتات کو باغون مین منتقل کرنے کا طریقہ، مجرد سے زمین کے برابر کرنے کی ترکیب اور ان نباتات اور اشجار کے حالات بھی لکھے گئے ہین جو ترکیب قبول کرتے ہین، اور جنکا ذکر باب الترکیب مین چھوٹ گیا ہے، ان سب امور کا اس باب مین مفصل بیان ہے، اس مین ان خواص کا بھی ذکر ہے جن سے عام زراعت کو خواہ درخت ہون یا سبزی یا چھوٹے پودے نفع پہنچتا ہے، درندون اور نقصان

پہنچانے والے حشرات الارض کے بھگانے کی ترکیب اور طیور کے شکار کا طریقہ انگور، زیتون، اور سیب وغیرہ مین بار آنے سے قبل پھلون کی کثرت کا اندازہ لگانے کی ایک خاص ترکیب، اور روٹی کے لیے آٹا گوندھنے اور اسکی خمیر تیار کرنے کا طریقہ، پھر خمیری یا سادی روٹی پکانے کا سب سے عمدہ طریقہ، یہ سب بتایا گیا ہے بعض پھلون اور جنگلی ترکاریون کی اصلاح کا طریقہ ان کی جڑون اور گٹھلیون کو نرم کرنے کا طریقہ، اور ان کی بوقت اشد ضرورت روٹی پکانے کی ترکیب بیان کیگئی ہے اور اس مین سیلاب، بارش، دھوپ، گرد وغبار سے صاف دن اور ہوا کے منافع اور نقصانات کے متعلق پوری بحث ہے، موسم سرما مین بارش، سردی اور ایام صحو[1] کے علامات کا بیان ہے اور یہ تمام خبرین تجربہ شدہ ہین، سال کی تمام فصلون کا بیان ہے، کن مہینون مین کون سا عمل کرنا مناسب ہے، اس کا بھی ذکر ہے، غرضنکہ یہ باب زراعت اور اس کے متعلقات سے تعلق رکھتا ہے، اور تمام باتین بالتفصیل مذکور ہین، مین نے اس جگہ پر ضروریات فلاحت کو ایک حد تک بالاستیعاب بیان کیا ہے،

باب سی و یکم

اس مین فلاحت حیوان کا خاص بیان ہے، گائے، بھیڑ، بکری کے نر و مادہ پالنے کا طریقہ، ان مین اچھی قسمون کے انتخاب کا طریقہ، ان جانورون کو حاملہ کرانے کا طریقہ اور وقت اور ان کی مدت حمل اور جانورون کے عام سن و سال کا بیان ہے، ان کے لیے کونسا چارہ اور پانی مفید اور نفع بخش ہوتا ہے، ان کے بعض امراض

---

[1] وہ ایام جنمین آسمان بالکل صاف رہتا ہے،

کی شناخت کا طریقہ اور ان کا علاج اور ان جانورون کی رہائش اور پرورش کی صورتین بیان کیگئی ہین،

باب سی و دوم

اس مین گھوڑے، خچر، گدھے اور اونٹ کے نر و مادہ کے رکھنے کا طریقہ اور ان سے سواری شکار اور زراعت کی ضرورتون کو پورا کرنے کا طریقہ، خصوصًا سفر حج مین ان پر سفر کرنے کا طریقہ، ان مین سے اچھے اصناف کے انتخاب کی ترکیب اور ان کو حاملہ کرنے کا وقت، نر و مادہ کی الگ الگ عمرون کا بیان، ان کے چارہ اور پانی کی مقدار کا تعین اور اس کا وقت، ان جانورون کو موٹا اور لاغر کرنے کی ترکیب تاکہ میدانِ مسابقت مین بازی لے جاسکین، ان کے بچون کی داشت کا طریقہ اور ان مین اخلاقی عیوب پیدا ہو جاتے ہین ان کے دفعیہ کی ترکیب جن سے بعد کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مثلاً حرارت[1] وغیرہ کا عیب، اور شہسواری کے خاص اصول ان سب کا مفصل بیان ہے،

باب سی و سوم،

اس مین جانورون کے بعض امراض اور ان کے مختلف علاج کا بیان ہے مثلاً ایک تو ادویہ مسہلہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دوسرے لوہے کے ذریعہ سے ہوتا ہے جس مین تکلیف بھی کم ہوتی ہے اور محنت بھی کم ہوتی ہے، تیسرے رگ کو داغ کر ہوتا ہے، ان امراض کی تشخیص کی علامتین بالتفصیل بتائی گئی ہین، غرضکہ علاج حیوانات جسکو علم بیطرہ کہتے ہین، اس کا مفصل بیان ہے،

---

[1] یہ گھوڑون مین ایک عیب ہوتا ہے، وہ چلتے چلتے اڑ جاتے ہین اور چکر کھانے لگتے ہین ۱۲۔

باب سی و چہارم

ان چڑیون کے جمع کرنے کا طریقہ جو مکانات، باغات، اور زراعت کی زمینون مین پالی جاتی ہین، یا خوبصورتی کے خیال سے رکھی جاتی ہین، مثلاً کبوتر، بط، طاؤس، مرغ، شہد کی مکھی وغیرہ، ان مین انتخاب کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، انکی پرورش اور داشت اور ان کے امراض کے علاج وغیرہ سب لکھدیئے گئے ہین، ان کی خاص غذا بھی بتا دی گئی ہے،

باب سی و پنجم،

ان مین شکار و زراعت نیز راستون کی حفاظت کے لیے کتے پالنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، ان مین انتخاب کرنے کا اصول بھی بتایا گیا ہے، ان کے امراض کا علاج بھی لکھا گیا ہے، کتون مین کون سے احوال خدا کی مشیت کی وجہ سے اچھے ہوتے ہین اور کون سے برے ہوتے، ان تمام باتون کو ہم الگ الگ باب مین انشاء اللہ تفصیل سے لکھین گے،
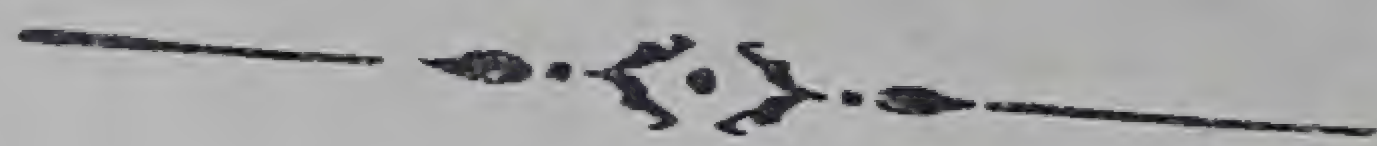
وباللہ التوفیق،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

اس باب مین زراعت کی اعلیٰ، اوسط، اور ادنی قسم کی زمینون کی شناخت کا تفصیلی بیان ہے اور اُنپر مدلل بحث کیگئی ہے، زمین کے اُن اقسام کا بھی ذکر ہے جو مطلقاً زراعت کے قابل نہین ہین، جنکا دوسرا نام مہملہ ہے، اس کا بھی بیان ہی کہ کن زمینون مین کیسے کیسے درخت بوئے جاتے ہین اور کن کن چیزون کی زراعت کیجاتی ہی، یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہین، علم فلاحت مین سب سے پہلے زمین کی شناخت کی ضرورت ہے، اچھی یا خراب، عمدہ یا بری زمین کے پہچاننے کا طریقہ جاننا چاہئے، اور جو شخص اس سے ناواقف ہو وہ اس میدان مین جاہل تصور جائے گا، خواہ اس نے اپنی عمر کا کتنے ہی عزیز حصہ اس علم کے حاصل کرنے مین ضائع کیا ہو،

رازی نے کتاب مسمع الکھان مین لکھا ہے، کہ پتھر، دھوپ اور پانی کے اثرات سے ایک مدت کے بعد مٹی کی شکل اختیار کر لیتا ہے کیونکہ دھوپ آگ کی طرح اس کو خشک کردیتی ہے اور اس کے اجزا مین انتشار اور تفرق پیدا کردیتی ہے پھر بارش کا پانی ان لطیف اجزا مین سرائت کر جاتا ہے، کچھ دنون تک وہ اسی طرح سڑتے گلتے رہتے

ہین، اس کے بعد مٹی مین ملجاتے ہین،

ابن حجاج (رح) نے یہ لکھا ہے کہ رازی کے اس قول کی یہ دلیل کہ آفتاب ہی زمین مین حرارت پیدا کرتا ہے اور اس کے اجزار کو منتشر کرتا ہے بالکل واضح ہے، اور یہی وجہ ہے کہ زمین کی اعلیٰ سطح دوسرے حصون سے خشکی اور لطافت مین اچھی ہوتی ہے، ہم زمین کے نیچے کی مٹی کو جو کنوون اور حوضون سے نکالی جاتی ہے، دیکھتے ہین کہ پہلے سال اُن مین کوئی چیز نہین اُگتی لیکن جب آفتاب کی گرمی اس کو پکا ڈالتی ہے اور اس کے اجزار کو لطیف بنا دیتی ہے تو اس مین نمو کی قوت پیدا ہو جاتی ہے درحقیقت کسی زمین مین نمو کی قوت اس وقت تک نہین پیدا ہوتی جب تک کہ آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پہنچے، کیونکہ مٹی بالطبع بارد اور یابس شے ہے، اگر آفتاب اپنی گرمی اور بارش اپنی رطوبت کا اثر نہ ڈالے تو وہ کسی چیز کو نہین اگا سکتی، عموماً زمین بالطبع بارد اور یابس ہوتی ہے، لیکن بعض زمینین دوسری زمینون سے زیادہ مرطوب اور بارد ہوتی ہین،

ماہرین فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ زمینین مختلف الوان کی ہوتی ہین سب سے گرم زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اس کے بعد سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور سب سے بارد زمین سفید رنگ کی اور پھر زرد رنگ کی ہوتی ہے، جس زمین مین جتنی سفیدی ہوگی اسی قدر اس مین برودت زیادہ ہوگی، اور اسی پر زردی اور دوسرے الوان کو قیاس کر لیا جائے، سب سے زیادہ مرطوب زمین وہ ہوتی ہے جو پرانی سڑی کھاد کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے اجزار گیلے ہوتے ہین، کیونکہ اس مین حرارت اور خشکی کا اثر نہین پہنچتا جس سے اسکی مٹی خشک ہو کر جم سکے اور پتھر کی طرح سخت ہو سکے یہ نہ تو خشک ہوتی ہے اور نہ اس کے اجزار رطوبت کی کمی کی وجہ سے منتشر ہوتے ہین

اور نہ اس ریت کی طرح ہوتے ہین جو رطوبت کی کمی کی وجہ سے تپھر کے شل ہو جاتی ہی محققین کے
نزدیک یہ اصل مین چھوٹی کنکریان ہوتی ہین جو تپھر کی صورت اختیار کر لیتی ہین،
جس اعلیٰ قسم کی مرطوب زمین کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہایت اچھی ہوتی ہے لیکن
ایسی اعلیٰ زمینین ہماری نظرون سے بہت کم گذری ہین،
ابو حنیفہ دینوری نے اپنی کتاب النبات مین اس زمین کی جس کا ہم اوپر ذکر
کر چکے ہین بڑی تعریف کی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ جس ملک کی زمین نرم اور گرم
ہو نیز اسکی مٹی ریت کے مشابہ ہو لیکن ریت نہ ہو تو یہ زراعت کے لئے بہت کارآمد
ہوتی ہے، اور اگر مزروعات کے اطراف وجوانب مین گڈھے کھود دیئے جائین تاکہ
پودے کی حفاظت ہو سکے تو بہت اچھا ہی کیونکہ ایسی زمینین خواہ آسمان کے پانی سے
سیراب ہون یا زمین کے پانی سے سیراب کیجائین پانی کو جذب کر لیتی ہین اور اسکو
نباتات کی جڑ تک پہنچا دیتی ہین اور اندرونی مسامات کو کھول دیتی ہین، جس سے نباتات
ہرے بھرے ہو جاتے ہین اور ان مین نمو کی طاقت بڑھتی رہتی ہے، لیکن جس جگہ کی
زمین اس قدر سخت اور چکنی ہوتی ہے کہ پانی اس پر سے گذر جاتا ہے لیکن وہ اس سے
کوئی فائدہ نہین اٹھاتی ہے، حتیٰ کہ نرم بھی نہین ہوتی ہے تو وہ اس وقت تک زراعت
کے قابل نہین سمجھی جاتی ہے جب تک کہ وہ کسی تدبیر سے نرم نہ کیجائے، ایسی زمین
کو عربی مین شحاح کہتے ہین جس پر پانی اسکی سختی کی وجہ سے نہ ٹھرتا ہو اور نہ اندرونی
حصّون پر کوئی اثر ڈالتا ہو،
ابو حنیفہ کے علاوہ دوسرے فلاحین نے خشک زمینون کی دو قسمین کی ہین،
ایک ریت والی (رملی)، جو اپنی یبوست مین سب سے اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ اس مین تپھر

اور کنکر کثرت سے ہوتے ہین، پتھر ہی کا ہونا اسکی کامل یبوست پر دال ہے اسلئے
کہ اس مین پانی کا کوئی اثر جلدی نہین پہنچ سکتا، دوسری طفلیتہ کہلاتی ہے یہ بھی
یابس ہوتی ہے لیکن پہلی کے بہ نسبت اس مین رطوبت کچھ زیادہ ہوتی ہے اس کو
یابس اس بنا پر کہتے ہین کہ یہ اپنی سختی مین پتھر کے مثل ہوتی ہے نہ نرم ہوتی اور نہ اسکے
اجزا ایک ودسرے سے جدا ہوتے ہین لیکن اگر اسی زمین مین باریک ریت کیطرح
نرم مٹی ملا دیجائے تو یہ درست ہوجائیگی اور پھر یہ مزروعات کی جڑ تک پانی پہنچا سکیگی،
کیونکہ یہ مٹی اس مین پانی کے جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے، اس قسم کی
زمین زیادہ تر جزائر مین ہوتی ہے اجزائر کی یہ زمینین جیسا کہ لکھا گیا ہے گرمی کی شدت
اور پانی کی کثرت کی وجہ سے نہایت عمدہ ہوتی ہین کیونکہ ہر طرف کا پانی یہانتک
پہنچتا ہے جس مین خس وخاشاک کا انبار ہوتا ہے اور اسی بنا پر ان مین رطوبت اور
نمی زیادہ ہوتی ہے، اور اگر کبھی ان مین باریک ریت ملا دیگئی تو وہ اس کو اور زیادہ
نرم اور مرطوب بنا دیتی ہے،

شولون نے بھی اس قسم کی رائے ظاہر کی ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے اچھی زمین
وہ ہے جس مین حرارت اور رطوبت دونون یکسان موجود ہون زمین کی سیاہی اسکی
حرارت پر دال ہوتی ہے، اور اسی طرح سرخی بھی لیکن سرخ زمین کی حرارت سیاہ
زمین سے کم ہوتی ہے، ان دونون کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جس مین زردی مائل
سرخی ہوتی ہے اور یہ حرارت کے لحاظ سے سب سے ادنی درجہ کی ہوتی ہی لیکن برودت
سے قریب تر ہوتی ہے، اور سفید زمین بارد ہوتی ہے،

مرطوب زمین مین کسقدر یبس ہوتا ہے اس کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو

زمین کہ پرانی خراب اور خستہ کھاد کے مثل ہوتی ہے اور جس پر کئی سال اسی طرح گذر جاتے
ہین وہ سب سے زیادہ مرطوب شمار کیجاتی ہے اس کے بعد کے درجہ مین وہ زمین ہوتی ہے
جس مین نرم مٹی اور باریک ریت ملی ہوتی ہے یہ جزائر کی زمین کے مانند ہوتی ہے، اور
سب سے زیادہ خشک زمین وہ ہوتی ہے جسکی مٹی سخت ہو اور خشکی کی بنا پر ایک
جگہ پر جمع نہ ہوسکے، یہ بھی ایک قسم کی ریتیلی زمین ہوتی ہے لیکن اس مین ایسی مٹی کا
نام تک نہین ہوتا ہے، جو کسی قسم کی رطوبت یا نرمی پیدا کر سکے،

طفلی زمین بھی یابس ہوتی ہے اگرچہ وہ ریت سے زیادہ مرطوب ہوتی
ہے لیکن اس پر بھی جب وہ خشک ہوجاتی ہے تو سخت ہوجاتی ہے، اس کی یبوست
بعض وقت اس قدر زیادہ ہوجاتی ہے کہ وہ بالکل پتھریلی زمینون کے مشابہ ہوجاتی ہے،
اگر اس مین تھوڑی سی ریتیلی مٹی ملادی جائے تو وہ نرم ہوجائیگی اور اس طرح وہ مزروعات
کی جڑمین تری پہنچا سکے گی،

سیداغوس کا قول ہے کہ اگر ہم زمینون کے متعلق غور و خوض کرین تو ہم کو پتہ
چلے گا کہ زمین مین رطوبت، روغنیت، اور نرمی کی اسکی گرمی سے زیادہ ضرورت ہے،
اس لیے کہ دھوپ اور ہوا تو ہمیشہ اس کو گرم ہی رکھتے ہین، اور اسکی اصلاح کرتے
رہتے ہین، لیکن جڑون کو تر رکھنے کے لیے نمی اور دہنیت کی ضرورت ہے تاکہ
وہ اسکی رطوبت کو جذب کرسکین اور نشو و نما پاسکین اور اگر کسی زمین مین حرارت
اور رطوبت دونون یکسان ہون تو وہ زمین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوگی،

ابن حجاج رہ کہتے ہین کہ سیداغوس کا قول اپنی جگہ پر بہت صحیح ہے ابن حجاج
نے اپنی کتاب مین یونیوس، کستنوس، اور دیمقراطیس اور قیسطوس ایسے قدیم ماہرین

فلاحت کے وہ اقوال جو زمین کے اقسام کے متعلق ہین نقل کر دیئے ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ سب سے اعلیٰ درجہ کی زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے، اور قدمار نے اسکی بڑی تعریف کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی کی کثرت کو قبول کرتی ہے،

اور اس کے بعد بنفشئی زمین ہے جس کا رنگ بنفشئی ہوتا ہے، ابن حجاج کہتے ہین کہ بنفشئی سے مراد سرخی مائل بہ سیاہی ہے اس زمین کو ہم ہندیہ کہتے ہین، اس کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے، درخت اس مین نہایت اچھی طرح بارآور ہوتے ہین یونیوس کا قول ہے کہ جو زمین کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہے اسکو حمایتہ بھی کہتے ہین،

دمیقراطیس کا قول ہے کہ پانی کو جو زمین جذب کرے اور بارش کے بعد اس مین شقوق نہ پیدا ہون اور نہ پانی برستے وقت پھسلاہٹ ہو تو یہ زمین نہایت عمدہ ہوتی ہے، اور جو زمین کہ شدید گرمی مین بھی نہ پھٹے وہ بھی اچھی ہوتی ہے، ابن حجاج کہتے ہین کہ ان تمام مباحث مین اس پر زیادہ روز دیا گیا ہے کہ زمین نہ طفلی ہو اور نہ صلد ہو (یعنی پتھر کی طرح نہ ہو) بعض لوگون نے مجھ سے ذکر کیا کہ حکیم دیمقراطیس نے پھٹنے والی زمینون کی کیون مذمت کی، حالانکہ ہم شہر قرمون کی زمینون کو دیکھتے ہین کہ وہ اکثر پھٹ جاتی ہین لیکن گیہون کے بڑے بڑے پودے جیسے یہان ہوتے ہین دوسری جگہ نہین پائے جاتے،

مین نے ان کو جواب دیا کہ دیمقراطیس نے دوسری اچھی زمینون کے مقابلہ مین اسکی مذمت کی ہے کیونکہ یہ شقدار زمین صرف اچھے گیہون پیدا کرنے کی وجہ سے

دوسری زمینون سے فائق نہین ہوسکتی اس لیے کہ اور دوسرے مزروعات اس مین اچھی طرح نہین اُگتے. پھر یہ ان زمینون سے کیونکر افضل ہوسکتی ہے جن مین ہر قسم کے نباتات اُگتے ہین، سیاہ زمین جو کھاد کے مشابہ ہوتی ہے اس مین ہر قسم کے درخت اور پودے اُگتے ہین سب سے اچھی زمین ہوتی ہے، دوسری زمینین اس سے رتبہ مین بڑھ نہین سکتی ہین جب کہ اس مین مخصوص درخت اور پودون کے سوا کچھ نہین ہوتا، اس پر بھی ان کے لئے پانی کا مجتمع رہنا ضروری ہے، لیکن جس زمین کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ کثرت زراعت کے باوجود زیادہ پانی کی محتاج نہین ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ عمدہ زمین کی علامت یہ ہے کہ وہ بارش کے پانی کو کثرت سے جذب کرتی ہو اور جس مین انواع واقسام کی گھانسین اُگتی ہون اور خودرو طریقہ پر بڑھتی رہتی ہون اسی طرح وہ زمین بھی اچھی ہوتی ہے جس مین چھوٹی چھوٹی گھانسین اُگتی رہتی ہون، یونیوس نے کہا ہے کہ ترکاریون کے لیے ایسی زمین کی ضرورت ہے جو نہ سفید ہو اور نہ بہت سخت ہو اس قسم کی زمین کو حرشائے کہتے ہین یہ موسم گرما مین زیادہ پھٹتی نہین ہے برخلاف اس کے سفید زمین موسم سرما مین جلد منجمد ہوجاتی ہے اور گرما مین جلد خشک ہوجاتی ہے اسی لحاظ سے مزروعہ چیزین بھی موسمی اختلافات کی شکار رہتی ہین، سفید زمین باغات کے لئے اس وقت تک کارآمد نہین ہوتی جب تک کہ اس کو کافی محنت اور مشقت کے ساتھ درست نہ کیا جائے اور اس مین مٹی کے برابر گوبر نہ ملا دیا جائے، اور جو زمین کہ گرمیون مین شقدار ہوجاتی ہے درحقیقت وہ باغون کے لئے موافق نہین ہوتی اور اسی طرح سخت زمین مین بھی

باغ لگانا مناسب نہین ہے کیونکہ اسکی مٹی عموماً اچھی نہین ہوتی ہے اور یہ پانی کو روک نہین سکتی بلکہ ضایع کردیتی ہے،

لیکن سبزی کے لئے وہ زمین بہت اچھی ہوتی ہے جو تھوڑی سخت اور ریتیلی ہوتی ہے کیونکہ اس قسم کی زمین مین زیادہ تر سیاہ مٹی شامل ہوتی ہے جو سبزی کی خاص غذا ہے، تم کو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سبزیون کے لئے زمین کس طرح ہموار کیجاتی ہے۔ سب سے پہلے تم زمین کو پانی سے سیراب کرو اور اچھی طرح دھوڈالو اگر اس مین سیاہ مٹی کے ذرات زیادہ نظر آئین تو بہت اچھی ہوگی اور اگر اس مین ریت زیادہ دکھائی دے تو وہ سبزی کے لئے ٹھیک نہین ہے، اسی طرح اگر مٹی کو تم ہاتھ سے خوب ملو اور اس مین چربی کی طرح لزوجت ہو تو یہ بھی سبزی کے لئے غیر مفید ہے، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہین،

کسینوس کا قول ہے کہ سبزی کے لئے چربی دار اور روغن دار زمین کی ضرورت ہے جو نہ سخت ہو اور نہ سفید ہو اور نہ گرمی سے پھٹ جانیوالی ہو،

ابن حجاج کہتے ہین کہ ماہرین فلاحت کا طفیلیہ اور حرشاء سے اعراض اور ان کی مذمت کا مقصد یہ ہے کہ یہ کسی طرح بھی سبزی کے لئے مناسب نہین ہین، کیونکہ ترکاری فی نفسہ مرطوب اور مائی شئے ہے اس مین درخت سے زیادہ لطیف عنصر ہے، اسلئے صرف وہ زمین زیادہ عمدہ ہوگی جس مین رطوبت اور روغن دونون موجود ہون، جب مزروعات تری کو جذب کرین تو وہ ان مین جذب ہو سکے، برخلاف اس کے طفلی زمین جس مین لس ہو بہت مشکل سے اس کام مین لائی جا سکتی ہے، کیونکہ مزروعات کی رگ و پے مین کسی طرح تراوٹ نہین پہنچ سکتی ہے،

الغرض یہ کہ درختون کے لئے جو زمین مناسب ہو گی وہ سبزی کے لئے بھی کارآمد ہوگی،

بعض ماہرین زراعت کا یہ قول ہے کہ ریتیلی زمین گرمی کے موسم مین زیادہ
گرم ہو جاتی ہے اور سردی مین زیادہ سرد ہو جاتی ہے اسی طرح وہ پتھر جو سطح زمین
پر ہین موسم گرما کی گرمی اور سرما کی سردی کو بہت جلد قبول کر لیتے ہین اور اس سے
پودون کو ان دونون موسمون کے اثرات سے متاثر کرتے ہین جس سے ان کو
نقصان پہنچتا ہے، یونیوس کہتا ہے کہ زمین کی اندرونی سطح اس صورت کے
بالکل مخالف ہے،

جالینوس نے اپنی کتاب ادویہ مفردہ مین لکھا ہے کہ یونانیون نے اس
زمین کا جس کی مٹی نرم اور روغن دار ہوتی ہے خشنہ نام رکھا ہے اور اس کی ضد
کو جس مین نہ کوئی نمی ہو اور نہ روغن ہو اس کو صلدہ کہتے ہین یہ صرف اینٹ کے
بنانے مین کام آتی ہے، نرم اور مرطوب عمدہ اور اچھی زمینون مین خشک اور ر
ریتیلی زمینون مین تفصیل کے ساتھ فرق بتایا ہے،

وہ لکھتا ہے کہ بعض زارعین کا یہ خیال ہے کہ سرسبز زمین پتھر کے طبائع سے
بالکل الگ ہوتی ہے یہ لوگ سخت ریتیلی زمین کو زراعت کے لئے مناسب نہین
خیال کرتے، عام طور سے لوگ جس زمین مین زراعت کرتے ہین اُن کی چند قسمین ہین،
ایک وہ جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ذرا روغن دار ہوتی ہے دوسری وہ
جو نرم تو ہوتی ہے لیکن روغن دار نہین ہوتی اور جس کا رنگ سفید ہوتا ہے،
یہ دونون قسمین ایک دوسرے سے متضاد ہین، بقیہ اور صورتین ان دونون صنفون
کے درمیان مین ہین، ان مین سے ایک کے قریب ہو گی یا بعید ہو گی، لیکن زراعت

کے لئے سب سے اچھی روغندار سیاہ زمین ہوتی ہے،

ابن حجاج نے اپنی کتاب مین زمین کے اندر اور باہر کی چیزون کے طبائع سے بھی بحث کی ہے، اس نے لکھا ہے پہاڑ پست زمین سے بھی زیادہ بارد ہوتا ہے اور ساتھ ہی از حد یابس ہوتا ہے، یبوست اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس مین پتھر ہوتے ہین، اسکی مٹی سخت پتھر کی طرح ہوتی ہے اور برودت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ہوا اسی سے ٹکراتی ہے اور متمکن ہوجاتی ہے اور برف اسی مین منجمد ہوتی ہے، یہ ثابت بن قرہ کا قول ہے، لیکن پہاڑ کے دامن کی مٹی زیادہ اچھی نہین ہوتی ہے کیونکہ آفتاب ان پر اپنی گرمی کے جو کچھ اثرات ڈالتا ہے اور ان کے اجزاء کو لطیف بناتا ہے، بارش اُن کو نیچے گرا دیتی ہے اس طرح وہ خراب ہوجاتی ہین، اور پست زمین اس کے برعکس ہوتی ہی، ہموار زمین اور چراگاہین جنمین پانی زیادہ دیر تک نہین ٹھہر سکتا ہو معتدل اور اچھی ہوتی ہین کیونکہ اس کی مٹی پانی کی عفونت سے سیاہ ہوجاتی ہے، اور جو چیز متعفن ہوجاتی ہی وہ جلد گرم ہوجاتی ہے، لیکن جو پانی اس مین موجود رہتا ہے وہ اس کو ٹھنڈا کرتا رہتا ہے اور مٹی مین رطوبت پیدا کردیتا ہے، غرض کہ اس طرح پانی کی برودت اور عفونت کی گرمی مین مقابلہ ہوتا رہتا ہے،

شولون کا قول ہے کہ چراگاہون کی زمین بارد ہوتی ہے لیکن زیادہ بارد نہین ہوتی ہے، کیونکہ برودت کی اصلی وجہ پانی کا کثرت سے اس مین جذب ہونا اور شورا دار مٹی کا وجود ہے کیونکہ اس پر برودت غالب ہوتی ہے اس طریقہ پر ایسی زمینون مین برودت دو جہتون سے آتی ہے، لیکن ان مین ایک جزء حرارت

کا بھی مضر ہے اور وہ وہ تعفن ہے جو پانی اور مٹی کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، اگر یہ زمین
پہاڑ کی بہ نسبت زیادہ مرطوب ہوتی ہے، زمین کے وہ مقامات جو پہاڑ کی بڑی
بڑی بلندیون اور چوٹیون سے چھپے ہوئے ہین اور جن کے راستے بیچدار ہین انکی
مٹی مین از حد برودت ہوتی ہے کیونکہ آفتاب وہان تک اپنا اثر نہین پہنچا سکتا
ہے اور نہ مزروعات کو کوئی غذا مل سکتی ہے اس قسم کی تمام زمینون کے مزاج
مین صرف برودت اور رطوبت ہے، لیکن جب ان زمینون کو برابر کیا جائے اور
پہاڑون کی برف باری اور سنگ باری سے محفوظ کر لیا جائے تو یہ نرم معتدل اور
مستوی ہوجائین گی،

اس کے بعد چراگاہ اور پہاڑی زمین ہے، جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ
ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ پہاڑ کے اوپر کے حصہّ کی زمین اس لئے نیچے اور دامن
کی زمینون سے اچھی ہوتی ہے کیونکہ پانی کی کثرت اسکی تمام خوبیون کو فنا کر دیتا ہے
اور سب سے ادنی قسم کی وہ زمین ہے جو غارون کی شکل مین روپوش رہتی ہے جس کے
راستے غیر منتظم ہین اس سے کسی قسم کے نفع کی اُمید نہین ہے، انشاء اللہ اس کے
متعلق پھر بحث کی جائیگی،

شولون کہتا ہے کہ زمین کے کسی بلند اور مرتفع حصہ سے اگر پانی گرایا جائے
جس کے بعض حصے پست اور بعض بلند ہون، تو اب تم سے یہ سوال کیا جاتا ہے
کہ کونسا حصہ اچھا ہے اصولاً تم پست حصہ کو بلند حصہ پر ترجیح دو گے کیونکہ اوپر کے
حصہ کا تمام پانی اس ٹکڑہ مین اکر جمع ہوجاتا ہے اور اپنے ساتھ مٹی لاکر بھر دیتا ہے،
اس بنا پر یہ حصہ ہمیشہ مرطوب رہتا ہے اور رطوبت کی وجہ سے اس مین لطافت

بھی آجاتی ہے، برخلاف اس کے اوپر کا حصہ جبکی زمین سخت ہوجاتی ہے اور ہمیشہ پہاڑ کے مانند رہتی ہے. درحقیقت بلند اور پست حصون کی عام حالت تو یہی ہوتی ہے، جیسا کہ تم نے خیال کیا، لیکن بعض بلند مقالات سفلی مقامات سے خلقی طور پر اچھے ہوتے ہین، مثلاً دہ چٹیل میدان جس مین ریت غالب ہوتی ہے اس کے اوپر کی زمین زیادہ مرطوب اور اچھی ہوتی ہو زیادہ تر سفلی زمین علوی سے اچھی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے جن مقامات کی علوی زمین سرخ رنگ کی ہوگی ان کی سفلی زمین سیاہی مائل ہوگی اور جنکی علوی زمین کا رنگ سفید ہوگا، ان کی سفلی زمین سرخ یا سیاہ رنگ کی ہوگی وہ زمین جس مین پانی ضرورت سے زیادہ مجتمع رہتا ہے اور گھانسین کثرت سے اُگتی ہین، وہ مذموم خیال کیجاتی ہے، کیونکہ اس مین رطوبت اس قدر غالب ہوجاتی ہے جس سے اس کی حرارت بالکل فنا ہوجاتی ہے، اس قسم کی زمین زراعت کے قابل نہین ہوتی لیکن طلوع قبض (ایک ستارہ کا نام ہے) کے زمانہ مین کدو، لگڑی ذرہ (ایک قسم کا دانہ ہے جو جو کے مانند ہوتا ہے اردو مین شاید چنیا کہتے ہین،) وغیرہ بوئے جاتے ہین لیکن درخت نہین بڑھ سکتے بلکہ خراب ہوجاتے ہین، بانس، دردار (اندلس مین اسکو بق کہتے ہین) عرب وغیرہ کے سوا اور کسی قسم کے درخت نہین بوئے جاتے، ہین،

ابن حجاج کی کتاب مین زمینون کی جانچ کے متعلق ایک بحث ہے کہ زمین کیونکر جانچی جاتی ہے، اس نے لکھا ہے کہ لوگون نے مختلف طریقون پر زمینون کی آزمایش کی ہے بعضون نے خوشبو اور ذائقہ سے اسکی جانچ کی ہے اور بعضون نے دیکھکر اور چھوکر پہچانا ہے، اور بعضون نے اس کے مزروعات سے پتہ چلایا ہے، ان تمام صورتون مین دیکھ کر اور چھوکر شناخت کرنا زیادہ اچھا ہے کیونکہ اسوقت وہ نباتات سے خالی ہوتی ہے،

اس لئے کوئی شئی دلیل راہ نہین بن سکتی، جن لوگون نے معائنہ کو ترجیح دی ہے ان
مین یونیوس بھی ہے وہ کہتا ہے کہ عمدہ زمین کو دیکھ کر شناخت کرنے کی یہ علامت ہر
کہ وہ ہوا کی خشکی اور پانی کی قلت کی بنا پر بھی پھٹتی نہ ہو اور نہ بارش کی کثرت سے گیلی
ہوتی ہو، بلکہ جس قدر پانی ملے اس کو جذب کر لے اسی طرح موسم سرما مین چٹان
کی طرح سخت نہ ہوتی ہو، یونیوس اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ قدما رنے شناخت کا طریقہ
ایک اور رکھا ہے جو معائنہ ہی سے متعلق ہے وہ یہ کہ بعض جنگلی درخت یا پودے
اگر بہت بڑے ہون اور ایک دوسرے سے بالکل ملے ہون تو وہ اس پر دال ہین،
کہ انکی زمین نہایت عمدہ ہے اور اگر وہ لنبائی مین متوسط ہون اور کم گھنے ہون تو
وہ زمین متوسط درجہ کی اچھی ہے، اور اگر بہت چھوٹے چھوٹے پودے اور معمولی گھاس
ہو تو یہ زمین بہت کمزور ہوگی، لیکن جو زمین کو ذائقہ سے شناخت کرنا چاہتا ہو اس کو
نمکین اور شیرین کے درمیان کے فرق کو جاننا چاہئے،

یونیوس کہتا ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی گڈھون سے نکال کر کسی شیشہ کے
برتن مین رکھی جائے اور اس پر شیرین پانی ڈالا جائے، اس کے بعد اس کا ذائقہ دیکھا
جائے، نمکین زمین سے قدمار نے پرہیز کرنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ وہ کھجور کے سوا
کسی چیز کی زراعت کے قابل نہین ہوتی، کھجورین ایسی زمینون مین بکثرت ہوتی ہین،
ابن حجاج کی کتاب مین ہے اور بعض فلاحین نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ نمکین زمین
مین چقندر اچھی طرح پیدا ہوتا ہے اور بعضون نے گگڑی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اس
زمین مین زیادہ شیرین اور اچھی ہوتی ہے،

لیکن جو لوگ کہ زمینون کو سونگھ کر ان کی شناخت کرتے ہین وہ اسکی بو کو دیکھتے

ہین کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب ہے، یا نہ خوشبودار ہے اور نہ بدبودار. علمائے فلاحت کا
اس پر اجماع ہے کہ بدبودار زمین مین کسی قسم کا نفع اور خیر نہین ہے، ومیقراطیس سے زمینونکی
شناخت کا ذکر ہوا تو اس نے کہا کہ زراعت کے لئے اچھی زمین کی شناخت کا طریقہ یہ ہو
کہ زمین دو ہاتھ کھودی جائے اور پھر گڈھے کے نیچے کی مٹی لے کر کسی شیشہ مین رکھی جائے
اور اس مین بارش یا کسی نہر کا شیرین پانی اس طرح ڈالا جائے کہ مٹی اور پانی آپس مین
مخلوط ہو جائین، اور پھر اتنی دیر تک چھوڑ دین کہ مٹی اندر بیٹھ جائے اور پانی
صاف ہو جائے، اس کے بعد اس کو سونگھا جائے اور چکھا جائے اگر ذائقہ اچھا ہے تو
زمین اچھی ہے اور اگر نمکین ہے تو زمین ناقابل زراعت ہے اور اگر بدبودار ہے تو
زمین اسی درجہ کی ردی ہے جتنا کہ اس کا مزہ اور بو خراب ہے،

وہ کہتا ہے کہ بدبودار اور نمکین زمین سے اجتناب کرنا چاہئے مگر نمکین زمین کھجورون
کے لئے اچھی ہوتی ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جس زمین کا مزہ اور بو دریافت کرنا مقصود ہو اس کے لئے
یہ کافی ہے کہ پہلے زمین دو یک قدم کے برابر کھودی جائے اور پھر اس کے ذائقہ اور
بو کا اندازہ کیا جائے، لیکن جس زمین مین انگور کی کاشت کرنی ہو تو اس کے لئے وہ
تین قدم کے برابر کھودی جائے، اور جس زمین کوئی درخت بونا مقصود ہو تو اس کی گہرائی
چار قدم کے برابر رکھی جائے، لیکن بدبودار زمین سے کوسون دور رہنا چاہئے کیونکہ
وہ کسی طرح بھی مفید نہین ہے،

سیداغوس کہتا ہے کہ جب دو مختلف زمینون کے متعلق تم سے سوال کیا جائے کہ
ان مین کون زیادہ مرطوب ہے اور کون افضل ہے تو تم کو ان مین سے ایک کی مٹی کو ایک

برتن مین رکھ کر ترازو پر رکھنا چاہیے، اور پھر دوسری زمین کی مٹی کو ترازو کے دوسرے پلے مین رکھنا چاہیے، جس سے اس کا اندازہ ہو جائے گا کہ کون یابس ہے اور کون مرطوب ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض فلاحین زمین کی ردائت اور اسکی عمدگی کا اس کے گھانس سے پتہ چلاتے ہین، اس مین غلطی بہت کم ہوتی ہے جیسے مقیشر جسکو عجمی زبان مین قروال کہتے ہین اور حرو بہری جو بد بودار ہوتا ہے اور اس کا دوسرا نام بستناج ہے یہ دونون عام طور پر اچھی زمینون مین پیدا ہوتے ہین، اور صعتر حمیر (ایک قسم کی گھانس ہے) ردی زمین مین ہوتی ہے، اسی طرح مستل، حسک (خار مغیلان) بقل، احرش، قمح جبل وغیرہ اسی قسم کی زمینون مین اُگتے ہین، لیکن تمام گھاسون کی یہ حالت نہین ہوتی ہے، بلکہ ہم بعض گھاسون کو دیکھتے ہین کہ وہ اچھی اور خراب دونون قسم کی زمینون مین یکسان اُگتی ہین، مثلاً دشتی پیاز وغیرہ (جس کو ہندی مین کندرہ کہتے ہین) مگر اس سے کوئی استدلال قایم نہین کیا جاسکتا ہے،

بعض زارعین کا قول ہے کہ اچھی اور مرطوب زمین وہ ہے جس پر اگر چند سال ایسے بھی گذر جائین جن مین کسی قسم کی کاشت نہ ہوئی ہو، تو اس مین گھانس اور خودرو درخت نہین اُگتے برخلاف اس کے جو زمین کہ خراب ہوتی ہے یا رتیسیلی ہوتی ہے یا پتھریلی ہوتی ہے تو اس مین ہر قسم کے درخت خود بخود اُگ آتے ہین، جیسے بلوط، کتم، اور صمغ وغیرہ،

ابن حجاج کہتے ہین کہ مین نے زمین کے متعلق اتنے اقوال کو جمع کر دیا ہے جو انشاء اللہ لوگون کے لئے کافی ہون گے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان زمینون

مین بھی جنکی حکمار نے مذمت کی ہے بعض نباتات اچھی طرح اُگتے ہین جیسے ریتلی زمین
مین ام غیلان (طلح) نہایت اچھی طرح ہوتے ہین اسی طرح حاج (ایک قسم کا کانٹا) اور
کتم (ایک قسم کی گھاس ہے) گرم زمینون مین ہوتے ہین، مین کہتا ہون کہ تمھارا یہ کہنا
صحیح ہے کہ ہر زمین مین کچھ نہ کچھ نباتات اُگتے ہین لیکن ممکن ہے کہ یہ کلیہ بعض جگہون
پر ٹوٹ جائے درحقیقت حکمار نے صرف دو قسم کی زمینون کا زراعت کے لئے انتخاب
کیا ہے ایک وہ جس مین رطوبت حرارت پر غالب نہ ہو اور دوسری وہ جس مین
رطوبت اس پر غالب ہو، کیونکہ انھین دونون قسمون کی زراعت کے لیے ضرورت ہے،
اوران کے علاوہ دوسرے قسم کی زمینون کی مذمت کی ہے، مگر حکما نے ان زمینون
کو بھی پسند کیا ہے جو گیہون، جو، اور چنے وغیرہ کے لئے مناسب ہے، اسی طرح
اس زمین کی بھی مدح سرائی کی ہے، جو باغات کے لئے عمدہ ہوتی ہے، مثلاً سیب،
امرود، اور آلو، وغیرہ جس مین بوئے جاتے ہین، اور اس زمین کو بھی اچھی نظر سے دیکھا
ہے جو سبزیون کے لئے مناسب ہوتی ہے، جیسے بیگن، انگور، کزبرہ وغیرہ،

شولون کا بیان ہے کہ مرطوب زمین مین تقریبًا ہر قسم کے پودے اور درخت
بڑی شادابی کے ساتھ اُگتے ہین، اسی بنا پر حکمار نے اس کی بڑی تعریف کی ہے
اور سب مین اس کو افضل بتایا ہے،

لیکن ترمس (باقلائی مصری) اگر ریتیلی زمین مین بکثرت ہوتا ہے تو اس کی وجہ
سے ریتیلی کو فضیلت نہین دی جاسکتی اس لئے کہ یہ ایک شاذ صورت ہے علاوہ
اس کے اگر ترمس مرطوب زمین مین بھی بویا جائے تو یہ نہایت عمدگی کے ساتھ بارآور
ہوگا، اگرچہ ریتیلی زمین کے مزروعات کے لئے اس مین کوئی نشیب و فراز نہین ہوتا

تاہم اس مین خراب بھی نہین ہوتے اور چونکہ صنوبر بھی اسی قسم کی زمینون مین ہوتا ہی'
اس لئے اگر اُن کو افضل کہا جائے تو یہ غلطی ہوگی کیونکہ صنوبر کے لئے کوئی جگہ مخصوص
نہین کیجا سکتی، ساتھ ہی اس کے ریتیلی زمین مین بڑا نقص یہ بھی ہے کہ سیب، آلو،
امرود یہ ایسے پھل اس زمین مین نہین ہوتے رہا مرطوب زمین کو جو فضیلت دی گئی
ہے وہ اسکی مٹی کی عمدگی کی بنا پر کیونکہ اس قسم کی مٹی مین ہر طرح کے مزروعات کی
زراعت ہوسکتی ہے جنکی انسان کو زیادہ ضرورت پڑتی رہتی ہے

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ریتیلی زمین مین ان چیزون کے علاوہ
جو اوپر ذکر کیگئی ہین اور بھی درخت لگائے جاتے ہین مثلاً کشمش، انار، اور سفرجل وغیرہ
لیکن یہ چیزین باغون مین بھی ہوتی ہین جہان پر کی مٹی زیادہ کھاد ملاکر درست کردیجاتی
ہے اور ہمیشہ سیراب کیجاتی ہے، لیکن جب وہ اپنی اصلی حالت پر ہوتی ہے تو اس مین
اس قسم کی چیزین نہین ہوتی ہین کھاد اور پانی ڈالنے کی وجہ سے اسکی حالت بدل جاتی
ہے اور چونکہ اس مین تخلخل بہت ہوتا ہے اس لئے سیرابی کو بہت دیر تک باقی رکھتی
ہے، اور پانی کو خوب جذب کرلیتی ہے اور مزروعات کی رگون مین پانی اچھی طرح
پہنچاتی ہے،

لیکن اگر وہ اپنی اصلی صورت پر ہو تو وہ بہت خراب ہوتی ہے اس مین نمو کی
طاقت بہت کم ہوتی ہے، اس کے درست کرنے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہین
ہے کہ اس مین گیلی سیاہ مٹی یا اور دوسری مرطوب مٹی ملادی جائے جیسا کہ ہم پہلے
لکھ چکے ہین، اس قسم کی زمینون کو زیادہ سیراب نہین کرنا چاہئے کیونکہ یہ پانی کو زیادہ
جذب نہین کرتی ہین، بعض وہ لوگ جو اس سے ناواقف ہین یہ خیال کرتے ہین'

کہ چونکہ یہ اچھی طرح سیراب نہین ہوتی ہین اس لئے پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے حالانکہ وہ اچھی طرح آسودہ ہو چکتی ہین اس سے مزروعات کو شدید نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ایسی زمین مین پیداوار اجزار ارضی کی یبوست سے ہوتی ہے، ان مین چھوٹی چھوٹی کنکریان ہوتی ہین جن کے اندر پانی رک جاتا ہے، اور اسکو زمین تک پہنچنے کا راستہ نہین ملتا ہے،

کتاب فلاحت نبطیہ مین بھی زمینون کے متعلق یہی حالات درج ہین صغریت کا قول ہے کہ زمینین آپس مین بہت زیادہ مختلف اور متفاوت ہوتی ہین حتی کہ یبوست رطوبت، اور برودت کے قبول کرنے مین بھی مختلف ہین فلاحین کو ان زمینون کو شناخت کرنے کی ازحد ضرورت ہے اگر زمین اپنی اصلی حالت پر ہونے کے باوجود ہر قسم کی زراعت کے قابل ہے اور کاشتکار نے اسکی حالت دیکھ کر زراعت شروع کی تو جن چیزون کو وہ بوئے گا وہ بکثرت ہونگی اور اس سے اسکی جودت طبع اور اس فن سے تعلق کا پتہ چلے گا، بعض زمینین نباتات کے ذائقہ کو متغیر کرکے خراب کردیتی ہین، مثلاً ان کو نمکین اور دوسرے قسم کے ذائقون مین بدل دیتی ہین اسکی بڑی وجہ دھوپ کی شدت ہے اور بھی دوسرے اسباب ہین، لیکن جو زمینین کہ اچھی ہوتی ہین وہ علی العموم مزروعات کی اصلاح کرتی رہتی ہین،

آدم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ سب سے اعلیٰ ترین زمین وہی جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بارش کے پانی کو خوب جذب کرتی ہے، حتیٰ کہ پانی اس سے بچ نہین جاتا اور نہ مٹی کے ملانے سے وہ خشک ہوتی ہے چونکہ اس کا قوام متلزز نہ اور متخلخلہ کے درمیان مین ہوتا ہے، اسلئے نہایت اچھی زمین ہوتی ہے،

نیبوشاد کا قول ہے کہ سب سے عمدہ زمین وہ ہے جو نفبشئ رنگ کے مثل ہو
ایسی زمین کو بنفبیجیہ کہتے ہین، اس رنگ کے پیدا ہونے کی اکثر صورت یہ ہوتی ہے کہ
جب شیرین پانی کسی زمین مین آکر جمع ہو جاتا ہے اور وہ ایک مدت تک وہین ٹھرا
رہتا ہے اور پھر وہ دہان سے ہٹ جاتا ہے تو اس زمین کا رنگ اسی قسم کا ہو جاتا
ہے اور اسی کے ساتھ سیاہی بھی آجاتی ہے، ایسی زمینون کی مٹی ہمیشہ شیرین ہوتی ہے
ط مین لکھا ہے کہ زمین کی سطح پر جب بارش کا پانی ٹھر جاتا ہے تو وہ اوپر کی
زمین کے خس وخاشاک ساتھ لاتا ہے اور یہ خس وخاشاک سطح زمین پر جم جاتے
ہین، اور اسی سے زمین پر ایسی سیاہی آجاتی ہے جو نفبشہ کے رنگ کے مشابہ ہوتی
ہے اور اس سیاہی کا نام دسومتہ رکھا جاتا ہے، جب یہ سیاہی زمین پر نمایان ہوتی
تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس مین دسومت ہے، دسومت کی کثرت غیر مفید ہے دسومتہ
کی ضد تقشف یعنی خشکی ہے اور یہ اس زمین مین ہوتی ہے جس مین پتھریلی ریت یا کنکریان
ہوتی ہین،

نیسبوشاد کہتا ہے کہ نفبشئ زمین کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا رنگ
خاکی ہوتا ہے، اس کے ذرات مین تخلخل ہوتا ہے اسکی مٹی شیرین ہوتی ہے اور
کوئی دوسرا مزہ نہین ہوتا ہے، اس کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا نام حضرت
آدم علیہ السّلام نے حارہ رکھا ہے یہ بہت نرم ہوتی ہے اس کا موسم سرما مین
بھی رنگ تبدیل نہین ہوتا خواہ برف گرے یا اولہ پڑے، اس کے ساتھ ہی اس مین
یہ وصف ہے کہ اگر کوئی شخص اس کا ڈھیلہ توڑنا چاہے تو آسانی کے ساتھ توڑ
سکتا ہے،

اس زمین کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جو شدیدہ کہلاتی ہے اس کا بھی رنگ
خاکی ہوتا ہے لیکن ہلکا ہوتا ہے اور ہلکی سفیدی ہوتی ہے یعنی سفیدی اور خاکی کے درمیان
کا رنگ ہوتا ہے، صلبہ سے کم سخت ہوتی ہے، اس مین کھیتی آسانی کے ساتھ ہو سکتی
ہے لیکن درختون کے لیے مناسب نہین ہے بلکہ صرف غلون کی زراعت کے لئے
مفید ہے، صغریت اس قول کا مخالف ہے وہ یہ کہتا ہے کہ درخت پست اور نرم
زمینون مین بہت بار آور اور اچھے ہوتے ہین،

سُرخ چکنی زمین تمام مزروعات اور درختون کے لیے اچھی ہے لیکن کھجور اور
وہ درخت جن کے پھل شیرین ہوتے ہین اس قسم کی زمین مین نہین ہوتے کیونکہ یہ
ان کے لئے موافق نہین ہوتی ہے، جن اچھی زمینون کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین وہ ہر
قسم کے درخت اور نباتات کے لئے نہایت عمدہ ہین،

جس زمین کو اطبار عمیقہ کہتے ہین وہ بھی تمام مزروعات کے لئے اچھی ہے صرف
سبزی اس مین نہین ہوتی کیونکہ ان کے لئے وہ نامناسب ہے ط مین لکھا ہے کہ عمیقہ
وسمہ (روغن دار) اور قشف (روکھی اور خشک) کے درمیان مین ہوتی ہے اس زمین
کا ہم نے دوسرا نام سہلہ رکھا ہے، اور وہ زمین جسکی سطح پر موسم سرما مین سفیدی پھیل
جاتی ہے وہ بہت خراب ہوتی ہے اس مین کھجور، جو، ترکاری، سلق وغیرہ کے سوا
کچھ نہین ہوتا ہے، اس کی سفیدی اسکی نمکیت پر دال ہے،

وہ زمینین جو مزروعات کے ذائقہ کو بدل دیتی ہین اگر وہ اس صفت کی زمین ہون
جس صفت کی حارہ ہوتی ہے تو وہ انگور، کدو، خربوزہ وغیرہ کیلئے بہت اچھی ہوتی ہین
اور ان نباتات کے لئے بھی ٹھیک ہے جنمین تنہ نہین ہوتا بلکہ زمین پر پھیل جاتے ہین

پھلدار درختون کے لئے بھی یہ زمین اچھی ہوتی ہے، اجناس کے لیے بھی موافق ہے، لیکن پھولون کے لیے یہ مناسب نہین ہے، قوثامی کہتا ہے کہ عمدہ زمینون کے پہچاننے کی یہ علامتین تھین جو اوپر ذکر کی گئین پس جو زمین کہ ان اوصاف کے خلاف ہو وہ فاسد ہے اور علاج کی محتاج ہے،

فصل

فلاحت نبطیہ مین زمین کے احوال سے جو بحث لکھی گئی ہے اُنکا بیان

اچھی زمینون کی شناخت دیکھ کر کیجاتی ہے اسکی علامتین یہ ہین کہ زمین گرمی اور سردی خشکی اور بارش کے احتباس سے خریف اور سرما مین پھٹتی نہ ہو اور نہ اس مین شقوق پیدا ہوتے ہون اور بارش کی کثرت سے جلد گیلی نہ ہوتی ہو اور نہ اس مین اس طرح کیچڑ ہو جائے کہ ہر شخص کے پیرون مین چپک جائے اور اگر کوئی ہاتھ سے چھوئے تو اس مین لپٹ جائے اور جب بارش ہو تو پانی کو اچھی طرح جذب کرلے اور جب تھم جائے تو اس کی سطح پر سفیدی نہ پھیل جائے، کیونکہ بعض زمینون پر جو اچھی نہین ہوتی ہین، پانی برستے وقت یا اس کے دو دن کے بعد ایک سفیدی سی پھیل جاتی ہے جو آٹے کی طرح باریک ہوتی کبھی ایک ہی جگہ پر ہوتی ہے اور کبھی مختلف مقامات پر ہوتی ہے ایسی زمین اچھی نہین ہوتی، اچھی زمین کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب سردی شدت سے پڑے تو سفال ریزہ کی طرح کوئی ایسی سفید اور باریک ظاہر نہ ہو جو پہلے نہ تھی اچھی یا خراب زمینون کی شناخت کا ایک طریقہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ زمین کی مٹی دو رطل سے تین رطل تک لی جائے اور اسکو مٹی کے ایک چھوٹے گھڑے مین رکھ کر اس کا منھ اچھی طرح

بند کر دیا جائے اور پھر اس کو اسی زمین مین تین یا چار ہاتھ کا گڈھا کھود کر دفن کر دیا جائے
اور چودہ دن تک اسی حال پر رہنے دیا جائے، کیونکہ قمر کا نصف دور چودھوین دن ختم
ہوتا ہے، چودہ دن گذرنے کے بعد اس کو نکالا جائے اور دیکھا جائے،
اگر برتن کے اوپر ریزے ہون تو یہ سمجھنا چاہئے کہ مٹی پسیج گئی ہے اور اس کا منھ کھول
دیا چاہئے، اگر ایسا نہ ہو تو اس کو پھر سختی سے بند کر کے دفن کر دینا چاہئے اور سترہ دن
تک چھوڑ دینا چاہئے اس کے بعد اس کو نکال کر کھولنا چاہئے، اس مین ایسے کیڑے
یا اسی قسم کے دوسرے حیوان دکھائی دین گے، جن مین سخت عفونت ہو گی اور ایسا معلوم
ہو گا کہ یہ ایسی جگہ کے ہین جہان کی ہوا اچھی نہین ہوتی ہے پھر یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ ان کیڑون
کا رنگ کس قسم کا ہے اگر وہ سیاہ یا نیلگون یا سبز ہون تو وہ زمین اچھی نہ ہو گی جسکی مٹی لیگئی
ہے اور اگر وہ سرخ، زرد، خاکی، سیاہی مائل یا ہلکی سبزی لئے ہون تو وہ زمین بہت اچھی
ہو گی، اس کے بعد وہ مٹی جو اس گھڑے مین رکھی گئی ہے سونگھی جائے اگر اس کی بو
ویسی ہی ہو جیسی دفن کرنے سے قبل تھی یا اس کے قریب قریب ہو تو وہ زمین غالب درجہ
اچھی ہے اور اگر اس کی بو مین تغیر ہو گیا ہو تو یہ غور کرنا چاہئے کہ کس چیز سے متغیر ہوئی
ہے پس اگر ترشی یا تلخی یا اسی کے مثل کی چیزون کی بو سے متغیر ہو گئی ہو تو ان مین ایسی
چیزون کی زراعت کرین جنکو ترشی وغیرہ کی بو موافق ہوتی ہے اور اگر ان چیزون کی بو سے
زمین کی بو متغیر نہین ہوئی ہو تو وہ زمین اچھی تصور کیجائے اس مٹی کو نکالنے کے تھوڑی
دیر بعد چکھنا چاہئے اگر اس کا ذائقہ کنوئین کی اس گرم اور سرخ مٹی کی طرح ہو جو نکالکر
خشک کر دیگئی ہو تو وہ زمین اچھی ہو گی اور اگر اس کا ذائقہ نمکین تلخ یا ترش ہو تو جیسا
ذائقہ ہو گا اسی لحاظ سے وہ کار آمد ہو گی،

زمین کے شناخت کی دوسری مختصر ترکیب

تھوڑی سی مٹی میٹھے پانی مین ملادیجائے اور چھوڑ دیجائے پھر اس کو کئی مرتبہ جھولا جائے اور چھوڑ دیا جائے، اس کے بعد وہ چکھی جائے اور غور کیا جائے کہ اس کا مزہ کیسا ہے اور اس سے بھی اچھی صورت یہ ہے کہ مٹی کو گرم کھولتے ہوئے میٹھے پانی مین ڈال دیا جائے، اور پھر وہ بار بار جھولا جائے اور ہر حرکت کے بعد اس کو ساکن کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے، جب پانی بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو ایک ایک گھونٹ پیا جائے، پھر اس کا مزہ صاف بتا دے گا کہ یہ زمین اچھی ہے یا خراب،

ایک اور ترکیب

زمین کے گڈھے سے ایک کافی مقدار مین مٹی لی جائے اور سونگھی جائے اگر اس مین اچھی مٹی کی طرح خوشبو ہو اور وہ ہر قسم کے خراب ذائقہ سے محفوظ ہو تو وہ زمین اچھی خیال کی جائیگی، سونگھنے کے بعد پھر یہ مٹی چکھی جائیگی اور جس طرح اسکی خوشبو کا پتہ چلایا گیا ہے اسی طرح اس کے ذائقے کا پتہ چلایا جائے گا، ذائقہ معلوم کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کسی برتن مین ڈال دی جائے اور اوپر سے شیرین پانی ڈالا جائے جو یا تو دجلہ کا پانی ہو یا اُسکے جیسے دریا کا ہو اور پھر اس کو حرکت دی جائے اس کے بعد چکھا جائے اس سے اس مٹی کے ذائقہ کا پتہ چلے گا، جیسا ذائقہ ہو گا اسی قسم کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ مٹی کے ذائقہ کا پتہ اس وقت تک نہین چلسکتا ہے جب تک کہ اس مین میٹھا پانی نہ ملایا جائے،

اچھی اور صالح زمین کے شناخت کی ترکیب بذریعہ نبات کے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمین کی روئیدگی مثلاً گھاس یا کانٹا وغیرہ کو دیکھ کر اندازہ کرے اگر وہ قوی اور مضبوط ہون اور اُن کی نشو و نما اچھی ہو آپس مین ملے ہون تو وہ زمین قابل زراعت ہے، اور اگر وہ کمزور ہون اور نشو و نما اچھی نہو تو وہ زمین آفات سے محفوظ نہین رہ سکتی ہے،

قوثامی کا بیان ہے کہ بعض لوگ صرف زمین کی نبات کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کرتے ہین کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب، خواہ وہ ایک ہی قسم کی گھانس نہو، مثلاً سوسن ( ) ہوسج ( ) شوک ( ) علیق (گلاب کے مانند ہوتا ہے) وغیرہ لوگ ان کی شاخ یا پتی لیکر خوب کوٹ لیتے ہین اور پھر ان کے مزہ اور ذائقہ کو اچھی زمین کے درختون کے پتون کے مزہ سے مقابلہ کرتے ہین جس سے وہ زمین کی اچھائی اور برائی کا اندازہ کر لیتے ہین، اور (ط) مین بھی ایسا ہی ہے، کہ زمین کی نبات سے اس کے جید اور ردی ہونیکا اندازہ انسان خود کر سکتا ہے،

قوثامی کے نزدیک کھاری تر، شاداب، نرم اور پانی کم جذب کرنے والی زمین مین زراعت کیجا سکتی ہے، لیکن سخت، شور، حار، بہت ہی نرم بہت ہی خشک زمین مین اور ان کے علاوہ جن زمینون مین خود رو خراب پودے ہوتے ہین نہ تو انکی اصلاح ہوسکتی ہے اور نہ یہ قابل زراعت ہین، مثلاً جدہ (عنبر بید فارسی مین کہتے ہین) افسنتین (بابونہ کی طرح ہوتا ہے)، زوفا (گھانس زمین پر پھیلتی ہے)، قیصوم ( ) ہندبا البری (کاسنی)، خربق اسود (کنگی نسیاہ) جو کہ نبطیون کے نزدیک ایک قسم کا زہر ہوتا ہے،

کبر (   ) عوسج احمر (   ) یہ تمام چیزین یا اس قسم کی اور چیزین خراب میلون
مین اُگتی ہین، اور رہ وہ بدبودار زمین جو بہت گرم ہوتی ہے اس مین تو کوئی
چیز اُگتی ہی نہین، البتہ کم پانی والی شور زمین مین عکرش جسکو ثیل بھی کہتے ہین اُگتا
ہے اور جو زمین زیادہ سخت نہین ہوتی اس مین شیح اور جسکو عرب مین قیصوم کہتے
ہین پیدا ہوتا ہے،

نیبوشاد کا خیال ہے کہ کم سیراب شدہ سخت زمین مین اکثر سوسن ابیض، نرگس
اور بصل (پیاز) یا ان کے مشابہ چیزین جنکی جڑین زمین مین لگائی جاتی ہین اور پھر
اوپر اُگ آتی ہین، لیکن اگر اس قسم کی چیزین نرم شاداب اور تر زمین مین اُگین تو
یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ قابل زراعت ہین اور بہت سخت زمین ایک قسم کا کیرا اُگتا ہے
جسکی پتیان بہت چھوٹی ہوتی ہین اور بڑی پیاز بھی ہوتی ہے جسکو رومی انسکلہ کہتے
ہین، جس کے کھانے سے چوہے فوراً مر جاتے ہین اسی بنا پر اس کو بصل الفار کہتے
ہین، اور یہی عنصل یا بصل الفار سخت پتھریلی زمین مین بھی پیدا ہوتا ہے اسکی
سختی گچہ اور پہاڑ کے چٹانون کی طرح ہوتی ہے، اور یہ خشک پہاڑون اور بڑے
بڑے ٹیلون مین بھی اُگتا ہے،

کانٹے دار درخت ہموار زمین کے اس حصہ زمین مین ہوتے ہین جو قدرے
سخت ہوتی ہے اور پہاڑ اور پتھریلی زمین مین بھی پیدا ہوتے ہین، اس کے علاوہ کانٹے
تو اکثر ایسی زمین مین ہوتے ہین جس مین رطوبت کم ہوتی ہے اور سختی ہوتی ہے،
غرضکہ درخت عموماً تر زمین مین اُگتے ہین اور خوب سر سبز و شاداب رہتے ہین،
اور بہت ہی تھوڑے درخت خشک زمین مین اُگتے ہین، اور چھلکے دار چیزین مثلاً

بصل الفار اور جنگلی سبزی اور ساگ وغیرہ بھی اچھی زمینون مین پیدا ہوتے ہین،
جن مین نمکینیت کے سوا اور کوئی عیب نہین ہوتا کیونکہ جنگلون مین نمکین مٹی بہت
زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ کھاری مٹی ساگ وترکاری کے لئے بہت زیادہ مفید ہے،
یہی وجہ ہے کہ اکثر ساگ وسبزیان کھاری زمین پیدا ہوتی ہین اور جن ترکاریون کو
کھاری مٹی نہین ملتی وہ مزے اور لذت مین اچھی نہین ہوتین زمین کی شناخت
اس کے نبات سے بھی ہوتی ہے اس طرح پر کہ اگر وہ پودے جو عام طور سے کھاری
زمین مین ہوتے ہین دوسری جگہ پر بو دیئے جائین اور وہ اُگ جائین تو یہ سمجھنا چاہئے
کہ اس مین بھی نمک غالب ہے اسی طریقہ سے کمزور اور باریک کانٹے جیسے حسہ (
حسکو شوکۃ الحصیر کہتے ہین جب یہ کسی اچھی زمین مین پیدا ہو جاتے ہین تو اس سے یہ اندازہ
کرلینا چاہئے کہ یہ زمین بار بار زراعت سے کمزور ہو گئی ہے،

فصل

وہ اقسام زمین جن فلاحت (یعنی تعمیر) اور مخصوص علاج کی ضرورت ہے،

ط مین ہے کہ وسمی اور ثقلی یہ دونون زمینین تقریبًا اپنی نوعیت مین ایک
ہی ہین وسمی زمین پر ایک قسم کی رطوبت رہتی ہے اور نرم اور سیاہ ہوتی کبھی بالکل
کھوکھلی سی ہوتی ہے اس کے بعض اوصاف بنفشئی زمین کے بیان مین گذر چکے ہین،
ان دونون زمین کا بہترین علاج یہ ہے کہ سخت حرارت کے زمانہ مین ہر ماہ مین
دو مرتبہ پھاوڑے یا کدال سے کھود ڈالا کرین، تاکہ تین ماہ کے اندر کم از کم اس مین یہ عمل
چھ یا سات مرتبہ ہو جائے، پھر اس کے بعد سراون یا کسی آلہ سے مٹی باریک کردی جائے
کیونکہ اس عمل سے مٹی باریک ہوگی اور اس مین گرمی پیدا ہوگی تو اسکی وسمیت جو زیادہ

تھی کم ہو جائے گی، اور ثقل بھی کم ہو جائیگا اس سے یہ مقصد نہین کہ دسمیت کا بالکل
ازالہ ہی کر دیا جائے. بلکہ اس کا زیادہ حصّہ نکل جانا چاہیئے اس لیے کہ اگر بالکل
اسکی وسمیت جاتی رہی تو ہم کو پھر اس وسمیت کے لانے کی ضرورت پڑیگی، ان دونون
زمینون کا اس سے زیادہ اچھا کوئی علاج نہین، بسا اوقات رقیقہ (وہ زمین جو اوپر
نرم ہو اور اندر تھریلی ہو) کے علاج کی بھی ضرورت پڑتی ہے، نیبوشاد کا خیال ہے
کہ ارض رقیقہ، ارض وسمہ (وہ جس کے اوپر کی سطح نم ہو) کے مشابہ اور ارض وسمہ
ارض عرقہ (وہ جس مین نمک ہو) کے مشابہ ہے اس لیئے اس کے نزدیک یہ تینون
زمینین مشابہ ہین، بعض کسانون اور فلاحین کا خیال ہے کہ رقیقہ اور نزہ (جس مین
پانی بہت کم ہو) ایک ہی زمین ہے اور بعض کہتے ہین کہ رقیقہ ہی عرقہ ہے لیکن ان
لوگون کا یہ خیال صحیح نہین ہے، بلکہ عرقہ زمین، نزہ اور رقیقہ کے درمیانی زمین ہے،
بہت ہی نرم زمین بھی فاسد زمین ہے یہ وسمہ سے بالکل مختلف اور متضاد
ہے اس کا ذائقہ حموضۃ (کھٹاپن) اور تفاہتہ (بے مزہ) کے مابین ہوتا ہے، یہ
زمین اپنی رقت کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہے اور یہ بھی قابل علاج ہوتی ہے اس کا
بھی علاج یہی ہے کہ اس کو بار بار دھوپ مین کھود کر درست کرین تاکہ کچھ حصّہ جل
جائے، لیکن بہت زیادہ نہ جلنے پائے، اسلیے کہ اگر زیادہ جل جائے گی تو بالکل
ریت ہو جائے گی پھر بجز ضعیف پیداوار کے اور کوئی اچھی چیز نہ ہو سکے گی، نیبوشاد
کے نزدیک ارض وسمہ اور ارض رقیقہ دونون برابر ہین یہ مقولہ ایک مضحکہ سا معلوم
ہوتا ہے، اس لئے کہ ہمارے نزدیک ارض رقیقہ، ارض دسمہ کے بالکل متضاد ہے
نیبوشاد کے نزدیک ارض رقیقہ کے اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ربیع مین اوسکو

کئی مرتبہ الٹ پلٹ دیا جائے اور پھر بکثرت کھاد تیار کرکے اس مین ڈالین لیکن خچر کی لید نہ شامل کرین کھاد سے یہ زمین بہت اچھی ہو جائے گی اور جس چیز کو بوئین گے اسکے اُگنے مین یہ معاون ہو گی، اس قسم کی وسمی زمین مین انگور کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہی، اس مین انگور کی بیل بہت سرسبز و شاداب ہوتی ہے اور اسکی شاخین اور جڑین موٹی اور مضبوط ہوتی ہین اور بہت ہی رسدار انگور پیدا ہوتے ہین، جس سے بہترین شراب بنائی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ تمام وہ درخت جو انگور کی طرح ہوتے ہین ایسی زمین مین بہت اچھی طریقہ سے پیدا ہوتے ہین، خواہ پودے ہون یا بیلین ہون نیبوشادنے جس جگہ ارض رقیقہ کا تذکرکیا ہے لکھا ہے کہ یہ زمین بہت ہی ضعیف اور کمزور ہوتی ہی، اس کو بار بار کھودنا نہین چاہیے، ورنہ یہ کھوکھلی ہو جائے گی اور زیادہ کمزور ہو جائے گی، ایسی زمین مین خصوصیت سے جو کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہے، جب یہ کھود کر درست کردی جائے تو پھر پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہیے تاکہ یہ پانی زمین کے نقص کا ازالہ کردے، اس صورت مین جو کی پیداوار بہت اچھی ہو گی، اور اگر اتفاقاً جو کے اُگنے کے قبل بارش ہو گئی تو پھر یہ جو کی فصل بہت اعلی ہو گی،

نیبوشادنے کم کھاری زمین کا نام بھی ارض رقیقہ رکھا ہے، اس کا یہ قول البتہ کچھ صیحح معلوم ہوتا ہے، یہ بھی ایک قسم کی کمزور زمین ہے جس کے خاص اوصاف ہین اور خاص علاج ہین، اس زمین کا علاج یہ ہے کہ اس مین گائے کا گوبر ڈالا جائے مگر اس گوبر مین اچھے قسم کی مٹی ملی ہوئی ہو، اور اس گوبر مین سیستان کی پتی اور اس کے پھل اور شاخ کو جلا کر ملادیا جائے کدو جلا کر اس کی راکھ ملادیجائے اور اس راکھ کو مٹی یا گوبر مین مخلوط کرکے ڈالین تو اس قسم کی زمین کے لئے بہت مفید

ہوگا، بلکہ بار بار کھاد بنا کر ڈالنے کی ضرورت ہے، اس قسم کی زمین مین ان چیزون
کی کاشت کرنی چاہیئے جو سطح زمین ہی پر پیدا ہوتی ہون مثلاً ٹھنڈے ساگ اور
جرجیر (تیرہ تیزک جسکو ہندی مین ترمرا کہتے ہین) اور حرف (سپندان) رانی وغیرہ
ریتیلی زمین اپنی ریت کے اختلاف کی بنا پر مختلف رنگ کی ہوتی ہے،
اس لئے پہلے بہل تعمق نظر سے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اسکی ریت کس رنگ کی مٹی
کے ساتھ شامل ہے، ریتیلی زمین ہمیشہ نرم ہوتی ہے اس لیے کہ ریتیلی زمین مین
ہمیشہ نرم اجزا ہوتے ہین ایسی زمین مین بہت ہی کمزور لیکن یکسان پیداوار ہوتی
ہے اور خصوصیت سے ریتیلی زمین مین ہر قسم کے انگور بالکل یکسان ہوتے ہین ایسی
زمین تمام عیوب سے منزہ ہوتی ہے لیکن بڑی بات یہی ہے کہ اس مین ریت
مخلوط ہوتی ہے، اس کا علاج بھی وہی ہے جیساکہ دونون دسمی اور ثقلی زمینون
کے بیان مین گذر چکا ہے ان زمینون مین سے جس قسم کی زمین ہوگی ویسا ہی علاج
کیا جائے گا، مناسب یہ ہے کہ جس وقت یہ زمین زراعت کے لئے الٹی پلٹی جائے
اس وقت اس مین گدھے کی لید جس مین سبزیون کی پتیان اور تنکے اور جو یا گیہون
کے بھوسے ملے ہون مخلوط کر دیجائے اور اس قسم کی اصلاح اگر فصل خریف مین
کیجائے تو بہت اچھا ہے ارض صلبہ (سخت زمین) اسکی بہت سی قسمین ہین، اُن
مین سے بعض کا رنگ سفید ہوتا ہے یہی ان کا اصلی رنگ ہے، اور بعض مین سفیدی
کم ہوتی ہے، جس زمین مین سفید غالب ہوتی ہے اوسکو حصیتہ (یعنی کچھ دار) کہتے ہین
اور جو اس سے کم سفید ہوتی ہے وہ صلبی زمین کہلاتی ہے ایسی زمین مین کھجور اور
پھول نہین لگائے جاتے البتہ ایسے درخت جنکے دانے کھانے مین آتے ہین انکی

کاشت ہو سکتی ہے،

طؔ مین ایک دوسرے مقام پر یہ ہے کہ ایک صلبی زمین ایسی بھی ہوتی ہے، جس مین سفیدی کم ہوتی ہے، لیکن خاکی رنگ غالب ہوتا ہے اس کا نام ہم نے شدیدہ رکھا ہے یہ زمین بہت سخت نہین ہوتی بلکہ کچھ نرم ہوتی ہے، سخت زمین، گیہون، جوار، چنا، مسور در بڑے بڑے درخت مثلاً اخروٹ، خندق، (بندق ولایتی میوہ سرخ رنگ کا پر کے برابر ہوتا ہے) زیتون اور اسی قسم کے میوہ جات کے لئے مناسب اور موافق ہوتی ہے،

ایسی زمین کا بہتر علاج یہ ہے کہ کثرت سے اس مین ہل چلایا جائے تاکہ اسکی صلابت دور ہو اور اسکی ابتدا نومبر سے کرنی چاہئے اور ہر دس دن کے بعد ہل چلایا جائے اور اس مین جو بڑے بڑے ڈھیلے ہون ان کو توڑ کر باریک کر دیا جائے اور کاشتکارون کو چاہئے کہ اسی مین گائے بکری اور بھیڑ وغیرہ کو رکھین تاکہ اسی کھیت کے اندر وہ پیشاب و پائخانہ کرین اور اسی مین سے آئین جائین تاکہ اسکی مٹی باریک ہوتی رہے، اور آدمی بھی اسی کھیت مین سے آمد و رفت رکھین بلکہ اچھا تو یہ ہے کہ اس زمین کو بھیڑ، بکری گائے اور انسان اپنے قدمون سے روندین تاکہ اچھی طرح باریک ہو جائے، اور ایسی زمین مین اگر مینگنیان ڈالی جائین تو اور اچھا ہے،)

ارض حجری کو ارض جبلی بھی کہتے ہین یہ اقلیم بابل مین بہت ہی ٹھنڈے مقامات کے قرب و جوار مین زیادہ تر پائی جاتی ہے، اور طؔ مین ہے کہ ارض جبلی وہ ہے جو نہ بہت زیادہ سخت ہو اور نہ بہت زیادہ نرم ہو بلکہ ارض حجری اور ارض رخاوی کے بین بین ہو اور حجری زمین ارض مذکورہ سے زیادہ سخت ہوتی ہے،

اس کا علاج یہ ہے کہ موسم گرما مین لوہے کے بڑے بڑے اوزار دن مثلاً کدال
یا پھاوڑے سے کھود کر الٹ پلٹ دیجائے اور پھر اس مین ویسا ہی عمل کرین جیسا
ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اس طرح مٹی کو اچھی طرح باریک کر دینا چاہئے اسلئے
کہ بجز اس صورت کے اور کسی طریقہ سے ایسی زمین مین کاشت نہین ہو سکتی، ایسی زمین
زمین ہمیشہ رات کے وقت ہل چلانا چاہئے، یا تو شروع رات سے آخیر تک یا
نصف شب سے آخیر شب تک اور دن مین زیادہ سے زیادہ دن نکلنے کے بعد دو
گھنٹہ تک ہل چلا سکتے ہین، کیونکہ یہ زمین رات کے وقت ٹھنڈی ہوتی ہے اسلیے
رات ہی کے وقت اس مین ہل وغیرہ چلانا چاہئے، اس مین اور صلبی زمین مین
رات کے وقت عمل کرنا چاہئے، کیونکہ اگر دن کے وقت اس مین عمل کیا جائے
تو سورج کی گرمی سے زمین گرم ہو کر بیلون کو نقصان پہنچائے گی، اور بیمار
ڈال دے گی، اور چونکہ یہ زمین بہت سخت ہوتی ہے اس لئے ایک ایک ہل
مین چار بیل جوتے جائین، اور دو بیل کافی نہ ہون گے، اور اس کا ہل بھی لانبا
اور مضبوط ہو تاکہ زمین گہری جوتی جا سکے اور پھر ڈھیلے توڑ دیئے جائین یہانتک
کہ ایک ڈھیلا بھی رہنے نہ پائے یہ سخت زمین بیلون کو تھکا دیتی ہے اس لئے
کسانون کو چاہئے کہ اپنے پاس کوزے اور ٹھنڈا پانی رکھین اور بعض بعض وقت
بیلون کے منھ اور گردن کو پانی سے دھو کر پونچھ دیا کرین اور سر پر پانی کو چھڑک
دیا کرین اس سے بیلون کو ایک قسم کا آرام پہنچتا ہے اور تھکن کم ہو جاتی ہے،
ارض حمرہ (سرخ) اس کو کسی علاج کی ضرورت ہی نہین اس لیے کہ اس
مین کوئی مرض ہی نہین ہوتا ہے، اسکی کاشت کا یہ طریقہ ہے کہ وسط خریف مین

چھوٹے چھوٹے ہلون سے جوت دی جائے مگر زیادہ عمیق نہ جوتی جائے، کیونکہ اس مین اسکی ضرورت ہی نہین ہے،

ارض رمادی، (خاکی رنگ کی زمین) وہ زمین ہے جو سفیدی مائل ہوتی ہے لیکن غبار آلود ہوتی ہے، یہ بھی خراب زمینون مین شمار نہین کی جاتی، اس لئے کہ اس مین بہت سی چیزین پیدا ہوتی ہین اور بہت سے درختون کی مثلاً کھجور، انگور وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے، کیونکہ اس زمین مین یبوست غالب ہوتی ہے اور ساتھ ہی تری کو جلد قبول کرلیتی ہے، لیکن جب کھجور، انگور، یا اور کوئی درخت اس زمین مین لگا دیئے جاتے ہین تو اس کو ہمیشہ پانی سے سیراب کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، ہان ایسی زمین ترکاریان اور ساگ وغیرہ نہین ہوسکتے، چونکہ اس زمین مین پانی رہتا ہے اس بنا پر وہان یا اس قسم کے غلون کی زراعت کے لیے بہت مناسب ہوتی ہے، ایسی زمین مین جو، گیہون اور سبز مونگ (جلبان) کی بھی زراعت ہوسکتی ہے اور یہ زمین (دخن) چنیا، مصور، لوبیا، چنا اور ماش کی کاشت کے قابل نہین ہوتی،

ارض عجبیہ، اس زمین کا رنگ بہت ہی سیاہ ہوتا ہے اور کبھی سیاہی کچھ کم ہوتی ہے، لیکن سفیدی بالکل نہین ہوتی اسکی سطح پر ایک قسم کی تری پائی جاتی ہے یہ زمین ارض رمادی کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے تمام خصوصیات اور ضروریات اسی کے مثل ہوتی ہین، یہ زمین کھجور کے درخت کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے، اور جب یہ زمین بار بار سیراب کیجائے تو بہت اعلیٰ درجہ کی زمین ہوجاتی ہے، خصوصاً یہ زمین بیلون کے لئے بہت موزون ہوتی ہے مثلاً انگور نیز تمام چھوٹی اد

ترکاریون کے موافق ہے، جیسے (کرنب) کرم کلہ (اسفاناخ) پالک (سلق) چقندر، (خس) تخم کاہو (قنبیط) سخت قسم کا چقندر (حرف) رائی وغیرہ اور چھوٹی ترکاریان بھی پیدا ہوتی ہین جیسے (نعنع) پودینہ (باذروخ) بقلتہ الحمقا، یاخرفہ (کرفس) اجمود وغیرہ، جن چیزونکی اس زمین مین کاشت ہوتی ہے ان کو پانی کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور اگر یہ عجمی اور مادی زمین ایسی جگہ پر ہو جہان پانی پہنچتا ہو اور وہ ایک مدت تک قائم رہے تو یہ نہایت عمدہ زمین ہوگی، اس مین ککڑی کھیرا، خربوزہ اور انگور کی کاشت اچھی طرح کیجاسکتی ہے، غرضکہ پھر اس مین دوبارہ کاشت ہوسکتی ہے لیکن اس کے بعد کچھ دنون کے لئے بغیر کسی کاشت کے چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ زمین پھر درست ہوجائے، ارض خزفیہ، (ٹھیکری والی زمین) اس زمین کی سطح پر موسم گرما کے زمانے مین ایک قسم کا خزفی قوام چڑھا رہتا ہے اور اس کا رنگ کچھ سرخی لئے ہوئے ٹھیکریون یا مٹی کے پکے ہوئے برتن کے مانند ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو عمیق کھودکر مٹی باریک کیجائے تاکہ اس کے سخت اجزار دوسرے نرم اجزار کے ساتھ مل جائین متواتر اس کو کوٹنا چاہیئے تاکہ بالکل نرم ہوجائے اور پھر اس پر جو اور باقلا کا بھوسہ گوبر مین ملاکر ڈالا جائے،

ارض خربقیہ، اس زمین کی بو (خربق) یعنی کٹکی کے بو کی جیسی ہوتی ہے بلکہ ایک قسم کی بدبودار ہوتی ہے، یہ زمین مذکورہ بالا زمینون سے بدتر اور خراب ہے یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام مزروعات کو خراب کردیتی ہے البتہ یہ باقلا کے لئے مناسب ہے،

ارض نزۃ (جوتر ہو) اور ارض عرقۃ (جو پسیجتی ہو) ان کا علاج یہ ہے کہ ان زمینون کے درمیان مین کنارون پر اور مختلف مقامات مین ہمیشہ آگ جلائی جائے جس کی وجہ سے ان کی تری اور عرقیت جاتی رہے گی، مگر اس علاج مین ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ کبھی یہ

زمینین اس علاج کی وجہ سے جل جاتی ہین اور ان کا مزہ خراب ہوجاتا ہے، یہانتک کہ
پہلی حالت سے بھی بدتر ہوجاتی ہے، اور ان کے علاوہ جن علاجون کا ذکر اوپر کیا گیا ہی
وہ بھی اس کے لئے مفید ہین، ان دونون زمینون مین (کرنب) کرم کلہ (قنبیط) سخت قسم
کا چقندر (آس) اور اسی قسم کے دوسرے درخت بھی ہوتے ہین،

ارض مالحہ (شور زمین) اس زمین کی بہت سی قسمین ہین، بعض تو محض کھاری ہوتی
ہین، بعض کھاری اور ترش ہوتی ہین، بعض مین کڑواپن بھی ہوتا ہے، بعض مین ایک
قسم کا قبض ہوتا ہے، جو زمین حقیقۃً کھاری ہوتی ہے اوسکی سطح پر ایک قسم کی سفیدی نمایان
ہوتی ہے، اور یہ حالت ابتدا ہی سے شروع ہوجاتی ہے اس کا نام صغریت نے ملوحۃ
طافیہ رکھا ہے، کیونکہ اسکی ملاحت زمین کے اوپر فوراً نمایان ہوجاتی ہے، یہ حالت اکثر
انگور کے کھیت مین پیدا ہوجاتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے انگور کے قرب وجوار
مین جو کی کاشت کی جائے جو اس کی ملاحت کو دفع کردے گا، اس قسم کی زمین کے علاج
عام اور خاص دونون ہین لیکن عام علاج کافی ہے ایسی زمین کھجور کے درخت کے لیے
بہت مناسب ہے اس کا عام علاج یہ ہے کہ (تشرین اول) کاتک کے مہینہ مین اگر
ابتدار ماہ مین بارش ہوجائے تو ایک ہفتہ کے بعد اس مین ہل چلایا جائے اور اگر بارش
آخر ماہ مین ہو تو اس مہینہ کے آخر دنون مین ہل چلایا جائے اور اگر ایسی کھاری زمین ہو
جس مین دوسرے ذائقہ بھی مخلوط ہون تو (تشرین ثانی) یعنی ابتدار اگہن مین دو تین دن
گذرنے کے بعد ہل جوت دیا جائے اور اس سے زیادہ تاخیر نہ کرنی چاہیے اس کے
بعد باقلا کی پرانی لکڑیان اس قدر چور ڈالی جائین کہ وہ بھوسہ بن جائین ان کو تمام زمین
پر پھیلا دیا جائے اور اس کے بعد اگر زمین زیادہ وسیع ہو تو بعض بعض مقامون پر

پانی چھڑک دیا جائے، اور اگر چھوٹی زمین ہو تو تمام پر پانی چھڑک دیا جائے،
اس زمین کے لئے یہ بہترین علاج ہے، اور اگر پھر اس زمین پر باقلا، جو، گیہون
کا بھوسہ علیق کی سوکھی پرانی کوٹی ہوئی لکڑی اور خشک برگ خطمی ان سبھون کو باہم ملاکر
پھیلا دین تو نہایت اچھی ہو جائیگی اگر بیک وقت یہ سب کے سب فراہم نہ ہو سکین
تو علیحدہ علیحدہ چھڑک دی جائین لیکن علیق کی لکڑی بغیر کسی چیز کے ساتھ ملائے ہوئے استعمال
نہین کیجاتی، ان سبھون مین باقلا اور جو کا بھوسہ بہت اچھا ہوتا ہے، اس طرح درست
کرنے کے بعد اس زمین کو اپنی حالت پر چھوڑ دین، لیکن جب موسم گرما آئے تو پانی مین
گوبر ملاکر ڈالدین جس کی وجہ سے زمین اچھی اور شیرین ہو جائے گی، پھر دوسرے سال
خریف کی فصل مین کاتک کے مہینہ مین گائے و بیل کے گوبر کو گدھے اور گھوڑے
کی لید کے ساتھ مخلوط کر کے ڈال دین، لیکن اس مین خچر کی لید نہ ہو، پھر اس مین جو،
باقلا، مسور اور چنے کی کاشت کیجائے، اس عرصہ مین (کتال) یعنی السی کا بیج چھڑک
کر خوب سیراب کر دی جائے، پھر انشاء اللہ یہ زمین بہت اچھی ہو جائے گی اور جو
بھی بویا جائے گا وہ اچھی طرح ہوگا،

ینبوشاد کے نزدیک ایسی زمین کے علاج کے لئے انگور کی پتیان شاخین
اور تمام ان درختون کی پتیان جن مین دہنیت پائی جاتی ہے مفید ہے مثلاً اخروٹ،
بادام، زیتون، پستہ، بندق یا خندق، بیدالخیر (رنڈ) وغیرہ، ان درختون کی پتیان اور
اور شاخین تمام فاسدہ زمینون کے لیے بہت زیادہ مفید ہین، اور خصوصیت سے
کھاری زمین کے لئے تو بہت زیادہ مفید ہین، اس کی ترکیب یہ ہے کہ اسکی پتیون اور
پتلی شاخون کو کوٹ کر بھوسہ بنا دیا جائے اور اس کو کھاری زمین پر چھڑک دیا جائے

اس کے بعد ہل چلایا جائے اور تھوڑے سے پانی کا چھڑکاؤ کردیا جائے پھر اس کو کچھ دن کے
لئے چھوڑ دیا جائے، اگر ایسا ہی عمل تمام فاسدہ زمینوں کے ساتھ کیا جائے تو وہ درست ہو جائیگی
لیکن جس زمین کا مزہ بہت ہی تلخ ہوتا ہے وہ اس ترکیب سے نہیں درست ہو سکتی بلکہ اسکے
لئے ایک دوسرا علاج ہے، جو زمین کہ خالص کھاری ہو یا اس مین اور دوسرا ذائقہ ہو، لیکن
ملاحت غالب ہو، تو اس پر زیتون کے تیل کا تلچھٹ جس مین نہ کوئی نمکینی ہو اور نہ کوئی دوسرا
ذائقہ ہو بلکہ صرف زیتون کا مزہ ہو، اس کو اولاً زمین کو بغیر جوتے ہوئے چھڑک دین اس کے
بعد جوت دی جائے، اور روغن زیتون کا تلچھٹ چھڑکا جائے غرضکہ اسی طرح سے یہ عمل تین بار
کیا جائے پھر گائے کا گوبر ڈالنے کے بعد اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے اور کچھ عرصہ کے بعد چھوٹے
ہل سے جوت دی جائے لیکن عمیق نہ جوتی جائے، اور پھر جو، میتھی، چنا، چقندر، لوکی، خطمی کی
زراعت کیجائے اور متفرق طور پر کھجور کے درخت بھی لگا دیئے جائین یہ تمام چیزین اسکی ملاحت
کو جذب کر لین گی، اس مین ہمیشہ گائے و بیل کا گوبر اور زیتون کا تلچھٹ ڈالتے رہین لیکن
گائے کا گوبر بہت دنون کا نہ ہو بالکل تازہ ہو، انشاء اللہ اس ترکیب سے زمین درست
ہو جائے گی،

کھاری زمین کا دوسرا علاج،

ابتداء اکتوبر مین زمین اُلٹ پلٹ دی جائے تاکہ بارش کی وجہ سے اس کا کھارا پن
دھل جائے اسی طرح اور دوسری خراب زمینین مثلاً ترش قابض وغیرہ کو درست کرنا
چاہئے، لیکن جس زمین مین تلخی غالب ہوتی ہے وہ بہت بد ترین زمین ہوتی ہے اسکی
درستی بہت مشکل ہوتی ہے، یہ تخم کو اُگنے سے قبل نیست و نابود کر دیتی ہے اس مین ایسی

خرابیان ہوتی ہین جو اس کو درست ہونے نہین دتیین، اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے پہل
فروری کے نصف آخیر مین اور مئی کے ابتدائی ایام مین جس قدر ہوسکے میٹھے پانی سے بھر دیا جائے
یہانتک کہ وہ بہت دنون تک باقی رہے اور اگر موسم سرما مین نصف ستمبر (کنوار) تک
رہے تو یہ اس کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، لیکن کنوار کے بعد پانی نہ رہنا چاہئے، اور اگر یہ
صورت نہ ہوسکے، تو پھر یہ کرے کہ سوکھا کدو، بقلی بارده اور انگور کی پتیان، ان تمام کو چھلکا
اور بیج وغیرہ کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے تراش کر خوب خشک کرلے، پھر ایک چمڑے کی مشک
مین جس مین میٹھا پانی ہو ملادے اور کھاری زمین کو ہلکا سا جوت کر اس مین یہ پانی چھڑک
دے، غالباً دس جریب (ایک جریب ۱۴۴ گز کا ہوتا ہے) کھیت کے لئے ۴ مشک پانی
کافی ہوگا، یا اس سے زیادہ بھی ڈالین تو کوئی حرج نہین ہے یہ ترکیب آخیر رات کے وقت
کیجائے یا صبح سے تین گھنٹہ دن تک، اور اگر یہ عمل بار بار کئی مرتبہ کیا جائے تو اور زیادہ مفید
ہوگا، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جب زمین مین ذرا تری باقی رہے تو جوتی جائے اسکے بعد
پانی چھڑکا جائے اور میٹھے پانی مین تھوڑی اچھی مٹی جس مین نہ کوئی ذائقہ ہو اور نہ خوشبو ہو
ملادی جائے، اس کو بھی چھڑک دیا جائے اور ہر مہینہ مین دو مرتبہ کھودی جائے اور یہ عمل
کم از کم ایک سال یا دو سال تک کیا جائے کم سے کم دو موسم گرما ضرور گذرنے دیا جائے انشاءاللہ
اس سے زمین درست ہوجائیگی اور بہترین علاج ہوگا، خصوصاً اگر یہ مرض قدیم نہ ہو تو ہمیشہ ایسا
کرنے کی ضرورت نہین ہے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر زمین بہت کھاری ہو اور قابض وخراب ہو تو اس کی
درستی کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ اس مین لعاب دار چیزین مثلاً (قطونا) روئی کا درخت
میتھی، باقلا، جو، ماش، (تخم الرشاد) ہالون یا ترہ تیزک، ترمس، یا اسی قسم کی چیزون کی کاشت

کیجائے ، یہ زمین یا تو پانی کے قیام کی وجہ سے یا دوسرے مذکورہ علاج سے زیادہ اچھی ہوجائیگی،
اور ان کے علاوہ اقلیم بابل مین اس کا قدرتی علاج یہ ہے اگر اس قسم کی زمین جو بہت
تلخ و ترش اور بدمزہ ہے اس پر چالیس دن تک اتفاقاً برابر ابر چھایا رہا اور پھر اتنے
دنون تک دھوپ نہ لگے تو یہ زمین خود بخود جید اور اچھی ہوجاتی ہے اور پھر کسی علاج
کی ضرورت باقی نہین رہتی اس کے بعد جب یہ درست ہوجائے تو اس مین لعاب دار
چیزون کی کاشت کی جائے ، اس لئے کہ یہ لعاب دار چیزین اس زمین کی بقیہ خرابی اور
بدمزگی کو جذب کرلین گی ، کبھی ان چیزون کی ایک ہی مرتبہ کی زراعت اس کے لیے کافی
ہوتی ہے اور کبھی کئی کئی مرتبہ انھی اشیار کی کاشت کرنی پڑتی ہے ، اگر اس زمین (
اڑلودرخت) زنزلخت ، بادام تلخ ، (آس) مورد اور غار کی کاشت کیجائے تو یہ چیزین اس
زمین کے لئے بہت زیادہ مفید ہونگی اور زمین کی تمام تلخی کو جذب کرلین گی ،

قوثامی کا اور میرا خیال یہ ہے کہ لعاب دار چیزون کے ساتھ اگر خطمی اور کشمش کے
بھی درخت لگائے جائین تو بہت زیادہ مفید ہون گے اور زمین کی تمام خرابیون کو دور
کردین گے ، ارض حامضہ (ترش زمین) کی صورت یہ ہوتی ہے ، کہ کبھی ارض نزہ اور
ارض عرقہ جو ارض رقیقہ ہوتی ہے ، کبھی اُن کی تری اور رقت مین ترشی آجاتی ہے ،
اس کا پتہ ذائقہ سے چلتا ہے ، کبھی تو صرف مٹی کے چکھنے سے معلوم ہوتا ہے ، اور کبھی پانی
ملا کر چکھنے سے معلوم ہوتا ہے ، لیکن یہ تمام خرابیان علاج سے بالکلیہ دفع ہوسکتی ہین،
جتنی مرتبہ بھی اس مین پانس ڈالی جائیگی یہ زمین اچھی ہوتی جائے گی وہ پانس جس سے
زمین کی حموضت دور ہو اس کی ترکیب یہ ہے کہ آدمی کے غلیظ اور گائے کے گوبر مین
انار کی راکھ ملا کر تیار کیجائے جس سے بہت جلد زمین درست ہوجائیگی ،

یاد رکھو: تمام خراب زمینین خواہ ان مین ملاحت ہو یا حرارت، حدت ہو یا
بدبو، رقت ہو یا ثقل، عرق ہو یا حموضت یا قبض وغیرہ ہو ان تمام کے لئے سیلاب کا میلا
پانی بہت زیادہ مفید ہے اس لئے کہ جب سیلاب کا گدلا پانی ایسی زمین مین کچھ دن ٹھہر
جاتا ہے تو اس زمین کی تمام خرابیون کو دفع کر دیتا ہے اور اچھی مٹی چھوڑ جاتا ہے، جس
قدر پانی گدلا ہوگا اسی قدر مصلح ہوگا، کیونکہ اگر زمین کو تبرید کی ضرورت ہے تو وہ دھوکر
ٹھنڈا کر دیتا ہے اور پھر بہترین مٹی چھوڑ جاتا ہے، اس لئے کہ سیلاب کا پانی نہایت لطیف
اور نفیس مٹی کو بہا لیجاتا ہے، جو ضعیف اور کمزور زمین کو قوی کر دیتی ہے، اور وہ بہترین
پانس کے قائم مقام بنجاتی ہے، اور اگر اس زمین مین ملاحت ہوتی ہے تو وہ اپنی رطوبت
اور شیرینی سے اسکی ملاحت اور حرارت کو دفع کر دے گا، اور اگر اس زمین مین صرف
حرارت ہو تو خصوصیت سے اس کے لئے یہ پانی تمام علاجون سے زیادہ مفید ہوگا، اور
اگر زمین بدبودار ہوئی تو یہ پانی اسکی بدبو کو دھوکر اپنی خوشبودار اچھی مٹی چھوڑ جائیگا،
جس سے یہ زمین بہترین بنجائیگی اور اگر یہ سیلاب ہر سال آتا رہے تو زمین کی تمام
خرابیان بدبو و بدمزگی وغیرہ سب کی سب جاتی رہینگی،

جب سیلاب چلا جائے اور زمین خشک ہو جائے تو اس زمین کو خوب اچھی
طرح جوت دیا جائے اور پھر اچھی قسم کی شیرین پانس ڈالدی جائے، اور اگر اس زمین
مین تری یا عرق پایا جاتا ہے تو بھی سیلاب کی مٹی اس کے لئے کافی ہے، اس زمین
مین ابتدائ (حزیران) اساڑھ سے ابتدار کنوار تک ہر ماہ مین ایک مرتبہ ضرور ہل چلایا
جائے غرض کہ اس چار ماہ کے اندر چار مرتبہ جوتنا اس زمین کو درست کر دیگا اور
سورج کی حرات سے اور مٹی کے اختلاط سے اس زمین کی تری وغیرہ خشک ہو جائیگی اور

زمین اچھی ہو جائیگی،

ان کے علاوہ فاسد اور غیر معتدل زمین کا علاج عام یہ ہی کہ اگر ایسی زمین پر چوبیس گھنٹے مسلسل پانی کی جھڑی لگے، اور پھر عسال کی بارش ہو تو وہ زمین کی تمام خرابیون دھو دیگی، نمکین تلخ اور بدمزہ زمین کو یہ بارش درست کر دیگی، اور تیسرا علاج وہی سلاب کا گدلا پانی اور اسکی مٹی ہے، یہ تمام بیماریون کو دفع کر دے گی، یہ تمام علاج اور بارش وغیرہ خدا کی مشیت پر ہے، پانی کا چوبیس ۲۴ گھنٹے برسنا پھر دو یا تین دن کے لئے کھل جانا پھر ہوا کا چلنا، اس کے بعد بارش کا ہونا اور اسی طریقہ سے کئی بار ہونا یہ سب کا سب خدا کی مشیت پر موقوف ہے،

فصل

ان اشیاء کے بیان مین جو زمینون کو درست کرتی ہین،

۱- جس زمین مین پتھر، اینٹ، ٹھیکری، چونا، سیسہ کی راکھ و سفیدی، کورا کرکٹ، مکانون کا کوڑا جس مین مختلف قسم کی چیزین ہون، راستون کا کوڑا جس مین چھوٹے کنکر، ٹھکریان ہون اور جس مین مختلف اور متضاد اوصاف کی چیزین ہون مثلاً نمک ٹھیکری یا مختلف قسم کی گٹھلیان ہون بہت ہی گرم مٹی ہو یا بہت ہی ٹھنڈی مٹی ہو یہانتک کہ بدبو پیدا ہو جائے یا ایسی ہے کہ جس مین تمام دوسرے جوہر ہون اور مٹی نہ ہو جیسے لکڑی کا برادہ، نرکل وغیرہ کے ٹکڑے، سنگریزے، کنکریان، چونا، غرضیکہ اس قسم کی چیزین شامل ہون، اس قسم کی چیزین اگر زمین پر زیادہ غالب ہون ہوئین تو فساد پیدا کر دینگی، ایسی زمین بجز کھجور کے درخت یا اور دوسرے بڑے درختون کے اور کوئی درخت نہین اُگ سکتا، اس خراب زمین کا علاج یہ ہے کہ ایسی زمین مین اچھی مٹی

ڈالی جائے اور سب سے اچھی اور مناسب مٹی وہ ہے جو سرخ ہو اور چھونے سے
فوراً ہاتھ مین چپک جائے اس کے بعد گدھے کی لید اور گائے کا گوبر ڈال دیا جائے
اور پھر جوت کر یہ چیزین ان مین زمین خلط ملط کر دی جائین اور اس قدر گہری جوتی جائین
کہ یہ تمام چیزین اس زمین کے عمق مین اُتر جائین پھر پانی سے زمین سیراب کیجائے
اس طرح کہ پانی تہ تک پہنچ جائے اور خشک ہونے سے قبل پھر سیراب کیجائے
یہان تک کہ ایک ہاتھ پانی رہ جائے اور جب کئی دن کے بعد خشک ہو تو پھر
اسی قسم کی کھاد چھوڑ کر زمین مین ملائی جائے اور پھر سیراب کی جائے غرضکہ یہ
عمل کئی بار کیا جائے، اس کے بعد (بادنجان) بیگن اور تمام ترکاریون اور ساگ
کی کاشت کیجائے، اگر ان بقول مین پودینہ زیادہ ہو تو زمین کے لئے بہت
مفید ہوگا، لیکن (قنبط)، کرم کلہ، (فجل) مولی، شلجم، (جزر) گاجر (کراس الشامی)
ساگ شامی وغیرہ کی کاشت نہ کیجائے، حقیقتہً یہ زمین ترکاری اور بیگن وغیرہ
کی زراعت کے لائق ہوتی ہے، نہ یہ پھول، غلہ اور ثمردار درختون کی کاشت کے
قابل ہوتی ہے، لیکن جب زمین مین مردار چیزون کی بدبو پھیلی ہو ایسی زمین بہت
زیادہ خراب ہوجاتی ہے، اس کا علاج وہی ہے جو تلخ اور بدبودار زمین کا علاج
ہے، یہ علاج فصل خریف مین جاڑے کی آمد کے وقت کیا جائے جس کے بعد
بارش بھی ہو تو یہ بارش اس علاج مین بہت ہی معین و ممد ثابت ہوگی،

قوثامی کہتا ہے کہ میرے دوستو، اور بھائیو، تمام قسم کی فاسد و خراب زمینین
مختلف قسم کے علاج سے درست ہو جاتی ہین، بعض تو خاص درختون کے لگانے
سے اور زراعت کرنے سے درست ہوتی ہین اور غالباً یہی علاج تمام قسم کی زمینون

کے لئے بہت مفید ہے، بجز تلخ اور بدبو دار زمین کے یہ زمین علاج کیوجہ سے بھی درست نہین ہو سکتی جب تک کہ خوب بارش نہو اور سالہا سال تک اس پر پانی موجود نہ رہے،

فصل

(ارض متخلخلہ (کھو کھلی زمین، نرم زمین، لسدار زمین، ٹھوس وسخت زمین روڑے دار زمین اور دوسری زمین کے اوصاف کا بیان،

ڈمین ہے کہ ارض مکسرہ (جو زمین کہ ناہموار ہوتی ہے) درختون کے بٹھلانے کے قابل نہین ہوتی، اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ تین گڑھے ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ کے گہرے اسی زمین مین مختلف مقام پر کھودے جائین، اور ہر گڑھے کی مٹی مٹی کے برتن مین محفوظ کر لیجائے پھر بالکل کھوکھلی زمین کی مٹی لیجائے، اور یہ مٹی ان گڑھون کی مٹی کے ہموزن لیجائے، پھر اس مٹی کو ان گڑھون مین ڈالکر خوب پیر سے دبا دیا جائے تاکہ ادھر اودھر پھیل نہ سکے، اب اگر دبانے سے یہ پوری مٹی ان گڑھون مین نہ آئے بلکہ کچھ باقی رہ جائے، تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ زمین بہت ہی سخت ہے درختون کے بٹھلانے کے قابل نہین ہے، صرف بقول اور غلہ کی کاشت کے قابل ہے، اگر یہ مٹی ان گڈھون مین پوری آگئی اور کچھ نہ بچی تو یہ زمین درختون کے قابل ہے، اسلئے کہ کھوکھلی زمین درخت لگانے کے قابل ہوتی ہے اور سخت زمین زراعت کے قابل ہوتی ہی،

ارض متلزز اور ارض متلبد کے متعلق قدمار نے تفریق کی ہے لیکن ان دونون مین بہت کم فرق ہے، اس لئے کہ ارض متلزز کے اجزار آپس مین بہ نسبت ارض

متلبد کے زیادہ پیوستہ ہوتے ہین، اور اس مین سخت زمین اور پتھر ہونے کی
بہت زیادہ قابلیت موجود ہوتی ہے، اور ارض متلبدؔ اور ارض مکتنزہ سے کچھ
سخت ہوتی ہے، لیکن ان تینون مین بہت کم فرق ہوتا ہے، ارض متلبد اور
مکتنز تقریبًا یکسان ہوتی ہین لیکن ارض متلزز ان سے متغایر ہے،

ارض رخوۃ اور ارض متخلخلہ مین یہ فرق ہے، کہ جو رخوۃ ہے وہ متخلخل نہین ہوسکتی
اور جو متخلخل ہے وہ رخوۃ نہین ہوسکتی، ارض متخلخل وہ ہے جس کے اجزار الگ
الگ ہون اور ہر ایک جزا اپنی جگہ پر یابس وخشک ہو، اور ارض رخوہ وہ ہے
جس کے اجزار مین ایک قسم کا تلزز یعنی سختی ہو، لیکن انکی طبیعت وفطرت مین
نرمی ہو، اسلیئے ان دونون کے اجزار مین تضاد وتخالف ہے، یہ بات پہلے بھی
گذر چکی ہے، کہ ہر رتیلی زمین، نرم اور ارض رخوۃ ہے کیونکہ ریت زمین کو بالکل
نرم کر دیتی ہے، ارض نسمہ وہ ارض رخوہ ہے جس کے اوپر ایک قسم کی رطوبت
اور تری طبعًا غالب ہے،

ارض متلززہ اور ارض متخلخلہ مین جو زمین متوسط درجہ کی ہو یعنی نہ جس مین زیادہ
تلزز ہو نہ زیادہ تخلخل ہو وہ انگور کی کاشت کے قابل ہوتی ہے، ایسی زمین کی علامت
یہ ہے کہ شیرین پانی کو جذب کرے اور اگر بعض بعض گڑھون مین باقی رہ جائے
تو پھر کچھ دن کے بعد اس کو بھی جذب کرلے، اگر یہ زمین باوجود کھوکھلاپن کے
ذرا باریک ہو تو پھر یہ زمین انگور کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی، لیکن جس
زمین مین تلزز سخت اور بہت زیادہ پایا جاتا ہو بالطبع سخت سنگریزے کی جانب
مائل ہوتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ پانی جذب نہ کرے بلکہ اسکے اوپر ہی رہجائے

تو ایسی زمین مین انگور کی کاشت نہین ہوسکتی بلکہ انگور خراب ہوجاتے ہین، البتہ
یہ زمین بقول وغیرہ کے لئے مناسب ہوگی، اور جو زمین پانی کو جذب کرلے،
اور اپنے اندر اس کو چھپائے اور اجزا زمین سرایت نہ کرجائے، لیکن سطح ارض بالکل
خشک ہو تو یہ بھی انگور کی کاشت کے لئے مفید نہین ہے، اور جو زمین پانی کے جذب
مین متوسط درجہ رکھتی ہو، یعنی کچھ تو جذب کرلے اور کچھ اوپر باقی رہ جائے تو اس
صورت مین کیچڑ ہوجائے گی،

فصل

وہ چیزین جو کہ رطوبت ارض پر دلالت کرتی ہے ان کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ
ان زمینون کے اوصاف کے بیان مین آئے گا، جہان پانی کے قریب اور بعد
سے بحث کیجائے گی اور یہ بیان اس کتاب کے تیسرے باب مین ہے، جس
مین زمین کی رطوبت اور یبوست سے بحث کیگئی ہے،

ط مین ہے کہ قوشامی نے یہ لکھا ہے کہ جو کچھ ہمنے اس تالیف مین بیان
کیا ہے یعنی اقسام ارض اور اُن کا اختلاف اور بعض کا بعض چیزون کی زراعت
کے لیے مفید ہونا اور بعض کا مخالف ہونا یہ ضرورت کے لئے کافی ہین، اس لئے
کہ جب انسان اتنی بات سمجھ جائے گا تو اس کو زراعت اور کاشتکاری اور درختون
وغیرہ کی پیداوار کا بخوبی علم اور اندازہ ہوجائے گا،

صغریت نے ط مین لکھا ہے، کہ درختون کا لگانا، تمام نباتات کی کاشت اور
آفات وعاہات کی دفعیہ کی ترکیب اور علاج ہر ملک وشہر مین یکسان نہین ہوتا بلکہ
ملک کے لحاظ سے ہر چیز مین فرق ہوجاتا ہے، بعض ملک مین بعض چیزین مفید

ہوتی ہین اور دوسرے ملک مین مفید نہین ہوتی، اس نے لکھا ہے کہ ہمنے جو
کچھ کتاب الفلاحتہ النبطیہ مین لکھا ہے وہ تمام اقلیم بابل یا اس کے موافق جو ملک
ہین اسکے لئے مفید اور مناسب ہے، اس کتاب کے مؤلف کا بیان ہے کہ مین
نے جو کچھ کتاب ط سے اس تالیف مین نقل کیا ہے وہ اندلس کے مغربی حصے کے
موافق ہے باوجودیکہ اقلیم بابل، اقلیم رابع مین سے ہے، بعض لوگ کہتے ہین کہ اندلس
کا کچھ حصہ اقلیم رابع مین ہے،

جب مین نے اس کتاب کو غور سے دیکھا اور اقلیم بابل کی حالت کا اندازہ
اور اس کے موسم کا خیال کیا تو وہ ہمارے ملک کے تقریباً موافق ہے، اس لئے
میری طبیعت نے مجھ کو مجبور کیا کہ ان بعض چیزون کا مین بھی تذکرہ اس کتاب
مین کردون یا ان کو اس کتاب مین نقل کردون جو کتاب الفلاحتہ مین ہین،

فصل

کتاب ابن حجاج اور فلاحتہ النبطیہ کے دلائل اچھی اور خراب زمینونکی متعلق

انسطومیوس آفریقی کا مقولہ ہے کہ جس زمین کے پودے طویل اور بڑے
ہون اور جنکے پتے دبیز اور سرسبز ہون اور ایک دوسرے سے گتھے ہون اور رس دار
ہون تو وہ اچھی زمین ہے، اگرچہ وہ جنگلی درخت کیون نہ ہو اور خودرو ہی کیون نہ ہو،
اور اگر وہ درخت متوسط درجہ کے ہون تو وہ زمین متوسط درجہ کی ہے، اور اگر
نبات کمزور ہون پتیان ہلکی اور شاخین مرجھائی ہوئی کمزور ہون تو وہ زمین خراب ہے
اسی طریقہ سے جس زمین مین کانٹے اور سوکھی گھاس وغیرہ ہو وہ زمین بھی خراب ہے

قسطوس کے نزدیک اچھی زمین وہ ہے کہ جس مین تمام درخت اچھے طریقہ سے اُگین اور متوسط وہ ہے جس مین ویسی روئیدگی نہ ہو، اور خراب زمین وہ ہے جس مین کم زراعت ہو، البطولیوس کے نزدیک اچھی زمین کی یہ بھی علامت ہے کہ سخت حرارت کی وجہ سے زمین پھٹ نہ جائے اور دراز نہ پیدا ہو جائین اور زیادہ بارش سے پھسلاہٹ نہ ہو، اور سطح ارض پر عرصہ تک پانی نہ رکا رہے بلکہ جلد جذب کرلے لیکن یہ زمین انگور کی کاشت کے قابل نہین ہوتی، ق مین ارض طیبہ کی یہ علامت ہے کہ اگر پے در پے بھی بارش ہو تو جذب کرلے اور گرمی مین شدت حرارت کی وجہ سے پھٹ نہ جائے،

جہ کا بیان ہے کہ جن لوگون نے فن فلاحت مین کتابین لکھی ہین ان لوگون سے زمین کی بہت قسمین کی ہین، بعض زمین کا نام ارض بیض (سفید) بعض کا ارض سودا (یعنی سیاہ) بعض کا ارض رملیہ (ریتیلی زمین) رکھا ہے، وہ لوگ کہتے ہین کہ اچھی زمین وہ ہے جسکی مٹی لسدار اور مثل شمع (موم بتی) کے چکنی ہو، وہ اسی کو ارض ہشتہ بھی کہتے ہین یہ وہ زمین ہے جسکی مٹی مین چکنا پن نہ ہو، لیکن وہ لوگ ارض ہشتہ ابیضا اور ارض رملیہ کو بعض مزروعات کے لیے اچھی زمین نہین سمجھتے بلکہ برائی بیان کرتے ہین، رملی دو قسم کی ہوتی ہے جس مین سے اول بہت اچھی اور دوسری کم درجہ کی ہوتی ہے، اسی طریقہ سے بعض ایسی زمینین ہوتی ہین جو اوصاف مین قسم اول سے زیادہ قریب ہوتی ہین اور بعض قسم ثانی سے زیادہ قریب ہوتی ہین، اور بعض متوسط ہوتی ہین، زمین کو سونگھ کر اور چکھ کر بھی اسکی اچھائی اور خرابی کا اندازہ کیا جاتا ہے اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اچھی زمین کی مٹی پانی مین تہ نشین نہین ہوتی بلکہ وہ پانی کی سطح پر رہتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ اگر صرف زراعت کی زمین ہو تو سطح ارض سے دو

مٹھی مٹی لیجائے اور اگر درخت لگانے کی زمین ہے تو تقریباً دو ہاتھ نیچے کی دو مٹھی مٹی
لیکر ایک شیشے کے برتن یا کسی اور وسیع منھ کے برتن مین مٹی ڈالدیجائے اور پھر وہ
اس مین بارش کا پانی یا میٹھا پانی بھر دیا جائے اس کے بعد پانی خوب ہلایا جائے
تاکہ مٹی بخوبی ملجائے اس کے بعد تھوڑی دیر تک چھوڑ دیا جائے، اگر اس مٹی کا
اثر پانی کی سطح ہی پر رہا اور اوپر ہی تیرتی رہی تو وہ اچھی زمین ہے، لیکن اگر
تمام تلچھٹ پانی کی تہ مین بیٹھ گیا تو وہ خراب زمین ہے، اور اس زمین کی درستی
پانس وغیرہ سے ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ وہ پانی چکھا اور سونگھا بھی جائے، اگر
وہ پانی میٹھا ہوا تو وہ زمین بھی میٹھی ہے، اور اگر پانی شیرین اور خوشگوار رہا تو وہ
بہترین زمین ہے اور اگر پانی کڑوا اور نمکین ہوا تو خراب زمین ہے اور اگر بدبودار
ہے تو زمین ازحد خراب اور ردی ہے اور اس مین کسی چیز کی زراعت کی صلاحیت
نہین ہے،

ق، نے کہا ہے کہ اگر لذت نمکین ہے تو وہ ارض سنجہ ہے،

خ، نے لکھا ہے کہ وہ پانی اور مٹی دونون سونگھی جائے گی، پس اگر اسکی بو
اچھی ہوگی وہ اچھی زمین ہے اور یہ خوشبو اس کے اعتدال پر دال ہے اور اگر خراب
بو ہوئی تو وہ زمین بھی خراب ہے، اسی طریقہ سے اگر زمین نرم ہو اور بو مین تغیر ہو تو
تو یہ بھی اوس زمین کے تعفن کی نشانی ہے کیونکہ اوس زمین کا مزاج خراب ہے
یہ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ کھاری ریت اور کھاری زمین اور کھارے پانی سے انسان
کو کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے اور ہمیشہ دور رہنا چاہئے اس کی بحث گذر چکی ہے،
اگر کوئی مٹی پانی مین گوندھی جائے اور وہ لت پت ہو کر موم کی طرح چکنی ہو گئی تو

وہ زمین اچھی ہے ورنہ بہت خراب ہے،

لوگ اچھی اور خراب زمین کا اس طرح بھی اندازہ کرتے ہین کہ جس زمین کا اندازہ کرنا ہو اس مین ایک ہاتھ گہرا ایک گڈھا کھودین اور اسکی مٹی ضائع نہ ہونے دین کھودنے کے بعد وہ مٹی اسی گڈھے مین پھر ڈالدیجائے اگرچہ مٹی اس کے بھرنے کے بعد بچ جائے تو وہ اچھی زمین ہے اور اگرچہ نہ بچے تو وہ متوسط ہے اور اگر تمام مٹی گڈھے مین سما جائے اور پھر کچھ گڈھا خالی رہ جائے تو وہ خراب زمین ہے ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یہ صحیح نہین ہے،

ک، نے کہا ہے کہ بقول کے لئے اچھی زمین وہی جو نہ سخت ہو نہ سپید ہو نہ چکنی اور چمڑی ہو اور نہ موسم گرما مین پھٹتی ہو، ان کے علاوہ دوسرے شخص کا یہ خیال ہے کہ بقول کے لئے سب سے زیادہ انسب وہ زمین ہے جو بہت سخت اور خشک نہ ہو اس لئے کہ تھوڑا پانی اوس کو کافی نہ ہوگا، ایسی زمین جو متشق اور سخت ہوگی وہ موسم سرما مین ڈھیلی پڑ جائے گی اور گرمی مین خشک ہو کر سخت ہو جائیگی ان دونون حالتون مین بقول کا جلد خاتمہ ہو جائے گا،

ص سے یہ کہا ہے کہ جو زمین ایسی ہو، کہ جسکی سطح تو اچھی ہو اور اس کے نیچے کی سطح خراب اور ردی ہو تو ایسی زمین مین غلون کی کاشت کرنی چاہئے وہان اگر درختون کی کاشت کی ضرورت ہو تو ایسے درختون کی کاشت کرنی چاہئے جنکی جڑین اندر زمین کے نہ جاتی ہون بلکہ سطح ارض پر پھیلتی ہون جیسے شفتالو، سیب، اور اسی قسم کی چیزین، اس لئے کہ اگر درختون کی جڑین نیچے خراب زمین تک پہنچین تو درخت کا خاتمہ ہو جائے گا،

ایسی زمین مین ابتدار سال مین گھاس اگتی ہے لیکن جب ہوا مین حدت و حرارت پیدا ہوتی ہے تو وہ گھاس کو جلا دیتی ہے لیکن اس کے لیے پانی کثرت سے چاہیئے، اس پر بھی ایک خطرہ یہ لاحق ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوا مزروعات کی جڑ تک پہنچ گئی تو زمین کا نقص سطح ارض پر نمایان ہوجائے گا اور اس زراعت کو خراب کر دیگی اور زمین فاسد ہوجائیگی،

لوگون کا خیال یہ بھی ہے کہ یہ اثر بہت عرصہ تک زمین کے اوپر نہین رہیگا ایسی زمین کا علاج از حد بدبودار پانس سے کرنا چاہیئے اس سے زمین درست ہوجائے گی، بلکہ اس کے سوا کوئی صورت نہین ہے، بعضون کا خیال ہے کہ جو زمین بہت اچھی ہو اس مین زراعت کرنی چاہیئے، اور جو اس سے کم درجہ کی ہو، اس مین درخت لگانا چاہیئے،

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم ابن البصال اور شیخ حکیم ابوالخیرہ رحمہا اللہ کی کتابون مین اس زمین کے ظاہری حصے کے متعلق جو زراعت اور غراست دونون کے قابل ہین ان کے طبائع کا بیان ہے اور ان مین سے ہر ایک کے علاج کا ذکر ہے کہ وہ زمین جسکی مٹی سپید ہو وہی درختون اور سبزی کے لائق ہے. خ کا بیان ہے کہ اس زمین کی طبیعت مین برودت اور پیوست پائی جاتی ہے، ص نے کہا ہے کہ جب تک اس مین چونا ہوگا اس مین گھاس کمزور اُگیگی اور یہی اس کی خرابی پر دال ہے اس لئے کہ اچھی اور موٹی گھاس ہمیشہ اچھی زمین مین اگتی ہے، ایسی زمین کو داشت کی بہت ضرورت ہے، اس لئے کہ جب اس کی بار بار تعمیر ہوگی اور بار بار جوتی جائے گی اور اچھی پانس ڈالی جائے گی تو یہ زمین

برودت کی وجہ سے بہترین بنجائیگی اور اس مین درخت بڑے تومند ہونگے اور اگریہ زمین نرم ہوئی اور جوتی گئی اور پانس ڈالکر اچھی بنائی گئی تو اس مین تمام چیزون کی زراعت ہوسکے گی لیکن اس کے نبات کو حار درطب پانس کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی اور اسی طرح بہت زیادہ تعمیر کی ضرورت ہوگی اور یہ زمین اپنی ٹھنڈک کی وجہ سے زیادہ پانی کی متحمل نہ ہوسکے گی، اس زمین مین انجیر، زیتون، خروب، امرود، انار، بادام، بہی، پستہ، انگور وغیرہ اچھی طرح ہوتے ہین خصوصیت سے اس مین بادام، انجیر اور خروب کے درخت بہت اچھے ہون گے، بادام اور انجیر کو زیادہ داشت کی ضرورت نہ ہوگی، اگرچہ انجیر اور انگور دوسری زمینون مین بھی اچھے ہوتے ہین، لیکن ایسی زمین کا انگور بہت شیرین ہوتا ہے، غرضیکہ اس قسم کی زمین نباتی عشبی، نیل، اور قسوہ (ایک قسم کا جنگلی درخت ہے) وغیرہ کی زراعت بہت اچھی ہوگی، رخ نے کہا ہے اس زمین کے پودون کو ضرر بہت پہنچتا ہے، اور اس کی بہت سی قسمین ہین جیسے ارض بیضا جبلیہ (پہاڑی زمین سفید) ارض بیضا جرداء (چٹیل میدان) ارض بیضا ندیہ (سفید تر زمین) ارض سمنیہ، ارض صلبہ، ارض کدرنیہ، ارض حلوہ، ارض بیضا، مالحہ، لیکن یہ زمین اچھی نہین ہوتی کیونکہ یہ زمین پانی سے خشک اور پژمردہ ہونے کے بعد تر ہوتی ہے، اس کا پتہ ذائقہ سے معلوم ہوتا ہے،

جبہ، نے لکھا ہے کہ اس زمین کی ایک قسم یہ بھی ہے جس سے بہت سے اجزاء باریک ہوتے ہین اور ایک ارض غبراء بھی ہے، غبرا ایک قسم کا رنگ ہے جو سرخ و سپید اور سیاہ رنگ کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، رخ نے لکھا ہے کہ یہ زمین

قابل زراعت ہوتی ہے یہ موٹی اور چکنی بھی ہوتی ہے خواہ پہاڑی ہو یا غیر پہاڑی ہو
یہ ارض بیضا سے زیادہ اچھی ہوتی ہے اور اس سے کم جوت کی ضرورت
ہوتی ہے، اس زمین مین زیتون انار، بلوط، خروب، پستہ، امرود، زعرور (کیل)
مشتہی، بادام، انگور، سُرخ انجیر، طیل، خبیص، شعری (شفتالو) اور ہر قسم کے سیاہ انجیر
پیدا ہوتے ہین، اور سبزی مین سے چقندر، کرم کلہ، مولی، گاجر، شلجم، اور اسی قسم کی چیزین پیدا
ہوتی ہین اس زمین کی مصلح کبوتر کی بیٹ، شیرین پانی اور سرخ مٹی ہے،
خ، اور دوسرون کا قول ہے کہ اس زمین حرارت اور یبوست دونون ہوتی ہی
لیکن حرارت یبوست سے زیادہ ہوتی ہی بعض مینین سرخ اور بعض سرخ اور نرم ہوتی ہین،
بعض ذرا سیاہی مائل ہوتی ہین مثل منقی کے رنگ کے جو کہ ہندیہ کے نام سے متعارف ہے،
ان مین سے بعض مین ریت مخلوط ہوتی ہے جس کا نام رس ہے، اسکی دو قسمین ہین ایک
مین تو ریت ہوتی ہے اور دوسری سرخ چکنی نفیس مٹی ہوتی ہے، جس مین ریت
بالکل نہین ہوتی، ان مین سے بعض جبلی اور بعض سہلیہ ہوتی ہے جبلی بہت سخت
ہوتی ہے اور بڑی محنت و مشقت کے بعد قابل زراعت ہوتی ہے انکی بڑی داشت
اور مرمت کی ضرورت ہے جب اسکی مٹی باریک ہوتی ہے تو قابل زراعت ہوتی
ہے، غرضیکہ اسی طریقہ سے ایک مرتبہ زراعت کے قابل ہوتی ہے یہ زمین بہت زیادہ
پانی جذب کرتی ہے اور عرصہ تک تری و نمی باقی رہتی ہے، ص، نے لکھا ہے کہ اس
زمین کے لئے زیادہ پانس کی ضرورت نہین ہوتی ہے، کیونکہ اس مین حرارت کافی
ہوتی ہے، اسی طریقہ سے اس مین درخت بھی کم لگائے جاتے ہین، لیکن اگر اس مین
کئی بار زراعت کیجائے تو پانس بھی کئی مرتبہ ڈالنی چاہئے، پھر بھی پانس کی زیادتی

زمین کو نقصان پہنچائے گی اور کمزور کر دیگی، بعضون کا خیال ہے کہ چوپایون کی دو سال کی تھوڑی سی پانس اس زمین کو اچھا کر دیگی، لیکن اگر اس زمین مین کاشت نہ کیجائے اور ویسی ہی چھوڑ دی جائے تو کوئی سبز گھاس نہین اگ سکتی،

ص، نے لکھا ہے کہ اس زمین مین، انجیر، اخروٹ، بادام، شہتوت، چلغوزہ چیڑ، سرو، لیمون، خروب، پستہ (آس) عناب، زعرور، غبیرا، سیب، آلو بخارا اور عیون البقیر، (ایک قسم کا آلو بخارا) وغیرہ کی کاشت اچھی ہوگی، اور گلاب بھی بہت اچھا اور خوش رنگ ہوگا جس مین سرخی غالب ہوگی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ زمین زراعت کے قابل ہوتی ہے، درخت کے لگانے کے قابل نہین ہوتی، بعض لوگ کہتے ہین سرخ پتھریلی زمین درختون کے لئے موزون ہوتی ہے، ایسے ہی سیاہ زمین بھی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ مٹی مین سبزی کی کاشت کی بھی صلاحیت ہے، اس مین مندرجہ ذیل چیزین اچھی اگتی ہین، پیاز، لہسن، بیگن، مولی، گاجر، شلغم، رائی، سپند، کلونجی، زیرہ، تلی، وغیرہ،

رلیس وہ سرخ مٹی ہے جس مین کچھ ریت ملی ہوئی ہو یہ بہت کمزور مٹی ہوتی ہے لیکن جب اس مین کئی مرتبہ پانس ڈالی جائے اور ہل چلایا جائے تو اس مین زیتون کی زراعت ہو سکتی ہے، اور اس زمین کی ایک دوسری قسم اور بھی ہے جو چکنی اور سرخ ہوتی ہے، اس مین پانی تیزی کے ساتھ جذب نہین ہو سکتا، اس زمین کو بھی ارض رلیس کہتے ہین اس مین، زیتون، انجیر، شفتالو، خروب، بلوط، امرود، غبیرا، زعرور، شاہ بلوط وغیرہ کی کاشت ہو سکتی ہے اور اسکی بھی داشت ویسی ہی کرنی چاہئے جیسا کہ اوپر کی زمین کے متعلق بیان کیا گیا، سیاہ مٹی، خ نے لکھا ہے کہ اسکی طبیعت

مین حرارت اور یبوست ہوتی ہے یہ زراعت کے قابل کم ہوتی ہے اس مین کوئی غلہ
یا درخت اس وقت تک اچھا نہین اگ سکتا جب تک کہ اچھی طریقہ سے جوتی نہ جائے
اور پانی نہ دیا جائے اور اگر یہ زمین پہاڑی ہو تو وہ بھی سخت محنت کے بغیر کام کے
قابل نہین ہو سکتی، ان مین بھی زیتون، خروف، شاہ بلوط، غبیرا، امرود، آلو بخارا،
قراصیا وغیرہ پیدا ہو سکتے ہین، اور اس مین انجیر اور شفتالو کی پیداوار اچھی نہین
ہو سکتی اور نہ ان مین پھل زیادہ آئین گے، اس کے علاوہ قول، جو مسور، چینیا، درہ،
زیرہ، ایک قسم کا زیرہ، کلونجی، رائی، ہرا دھنیا، وغیرہ کی بھی کاشت ہو سکتی ہے،
اور دوسرے لوگون نے کہا ہے کہ اس مین سے ایک وہ زمین ہے جس کی
مٹی نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، یہان تک کہ اگر اس پر کدال
یا پھاوڑا مارا جائے تو وہ اچٹ جاتا ہے، اور اس مین بعض ایسی بھی ہوتی ہین جو خاکی
اور سیاہی مائل ہوتی ہین اور بعض مین کچھ تری نمی ہوتی ہے، غ نے کہا ہے بعض
بہت زیادہ سیاہ ہوتی ہین یہانتک کہ حد اعتدال سے متجاوز ہو جاتی ہین اور ان
مین رطوبت کا نام و نشان تک باقی نہین رہتا کہ جس سے نہ پودے زندہ و قائم رہ
سکین، اسکی درستی کے لئے قدیم پانس کی ضرورت ہے کیونکہ قدامت کی وجہ سے
اسکی حرارت مفقود ہو جاتی ہے اور صرف رطوبت ہی رطوبت باقی رہ جاتی ہے،
جہ نے کہا ہے کہ بعض زمینین چکنی اور موٹی ہوتی ہین اور پانی کو جذب کرنیوالی
ہوتی ہین، ان کے علاوہ ایک دوسرے نے کہا ہے کہ وہ زمین جو گرمی کے موسم مین پھٹ
جاتی ہے اس مین کوئی درخت اچھی طرح نہین اگتا اس مین البتہ گیہون، اور روئی کی
کاشت کی صلاحیت ہوتی ہے، اس زمین مین اکثر کانٹے اگتے ہین مثلاً حرشف،

(کانٹادار درخت) عدالیق وغیرہ اور جس مین حرشف زیادہ پیدا ہوتا ہے وہ خراب زمین
ہے، اعلیٰ متوسط اور ادنی زمین مذکورہ بالا صفتون سے پہچانی جاتی ہے. ترتبہ المدمنہ
کھاد دپانس والی زمین، یہ وہ زمین ہے جو آبادی کے قریب ہوتا کہ اس مین حیوانات
کے گوبر وغیرہ بہت زیادہ شامل ہون اسی وجہ سے اس کا نام مدمنہ بھی پڑا، اور یہ
زمین اسی پانس سے درست ہو جاتی ہے، اسکی سطح کا رنگ بعض وقت سیاہی مائل
ہوتا ہے، اگر زمین خود بہت اچھی ہو تو پانس کی زیادتی اسکے لئے نباتات کے مضر ہو گی،
اور اگر رملیہ یا بیضار، جبلیہ، یا حرشتہ مصرمنہ یا کوئی ایسی زمین ہو جس کی درستی کے لئے
پانس کی ضرورت ہو، تو پانس کی کثرت اس کے لئے بہت نفع بخش ہو گی، اور
جو اس زمین سے بالکل مختلف ہو یعنی آبادی سے فاصلہ پر ہو تو اس کو برانیہ کہتے ہین،
ارض مدمنہ مین بار بار ہل چلانا چاہئے تاکہ اوپر اور نیچے کی مٹی خوب مخلوط ہو جائے اور
اس کی حالت معتدل ہو جائے اس زمین مین تمام غلّے اور روئی کی پیداوار ہو سکتی
ہے اور اگر زمین سیراب کیجائے تو ترکاریون اور بقول بھی پیدا ہونگی اسی طریقہ سے
تمام وہ درخت بھی اُگین گے جن کے لئے پانس مفید ہوتی ہے لیکن جن درختون کے
لئے پانس موافق نہ ہو انکی پیداوار اچھی نہ ہو گی اور نہ بہت دنون تک رہ سکین گے
جیسے بہی اور شفتالو کے ددخت ان درختون مین نہ پھل زیادہ آئین گے نہ بہت دنون
تک ایسی زمین مین رہ سکتے ہین،

زرد مٹی، ص، نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس کی طبیعت و مزاج برودت
اور یبوست مین قریب قریب ارض بیضا کے ہوتا ہے، البتہ عمدگی مین ارض بیضا اور
ارض سودا، جبلیہ سے کمتر ہوتی ہے، یہ بہت کم مفید ہوتی ہے اور بہت ہی کمزور

ہوتی ہین، یہ زمین بار بار ہل چلانے اور پرانی کھاد وغیرہ ڈالنے سے درست ہوسکتی ہے،
خصوصیت سے بیل، گائے، بکری، کی وہ پانس جو کم از کم ایک سال کی ہو، البتہ مفید
ثابت ہوگی اور اگر ایک سال سے کم دنون کی ہو تو مفید نہ ہوگی، کہا جاتا ہے کہ اسکی
ایک قسم مکدنہ ہوتی ہے جو کدان کے مشابہ ہوتی ہے جو مرطوب اور سفید ہوتی ہے
اس کا نام طفایہ بھی ہے اور بیر بھی کہتے ہین گرمی مین یہ پھٹ جاتی ہے لیکن بہ نسبت
دوسرے کے نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، جو بہت خراب ہوتی
ہے، ص نے کہا ہے کہ اس مین کی وہی زمین مفید ہوتی ہے جس مین رطوبت ہو
اور اس مین وہی درخت اُگ سکتے ہین جنکی جڑین بہت مضبوط ہون مثلاً خروب، بادام
زعرور، بلوط، قسطل، اخروٹ، لیمون، شہتوت، وغیرہ اور یہ زمین بنیر جوتے ہوئے
اور پانس وغیرہ ڈالے ہوئے درست نہین ہوسکتی،
حرشا مٹی کا نام مصرمنہ، اور محبینہ بھی ہے، خ نے کہا ہے اسکی طبیعت مین برودت
اور یبوست ہے اسکی دو قسمین ہین، ایک تو وہ ہے جو موٹی ریت کے ساتھ مخلوط ہو
دوسری وہ ہے جس مین چھوٹی چھوٹی، کنکریان اور چھوٹے پتھر پائے جائین، یہ بھی
دو قسم کی ہوتی ہے (جبلی) پہاڑی اور (سہلی) نرم، پہاڑی وہ ہے جس کے متصل
اس قدر پتھر پائے جائین کہ ہل چلانے سے کوئی اثر نہ ہو تو وہ بیکار ہے، نرم وہ
ہے جس مین چھوٹی چھوٹی کنکریان ہون لیکن وہ زمین ہل کے قابل ہو، ایسی زمین
مین بار بار ہل چلانا چاہیئے تا کہ تمام خلط ملط ہو کر قابل زراعت ہوجائے اسکو بار بار جوتنا چاہئے پانی اور پانس
خصوصاً بکریون اور چڑیون کی پانس کی زیادہ ضرورت ہے، اور یہی حال پہاڑی
زمینون کا ہے، حرشا زمین مین اخروٹ، پستہ، دکارہ، انجیر، دیقال، گلاب، آلو بخارا،

انگور، کشمش، بادام، رند (ایک قسم کا خوشبودار درخت) (دعرعر) چیڑ، سرو، آس، دادی مشتہی، غرضیکہ تمام وہ بڑے چھوٹے درخت جو پہاڑون پر اُگتے ہین اُگ سکتے ہین،

ط، نے کہا ہے کہ سرخ انجیر کی بھی اچھی پیداوار ہوتی ہے اس کے علاوہ لوکی اچھی ہو گی اور ترکاریون کے اقسام کی چیزین جلد تیار ہونگی، جیسے بیگن، وغیرہ اور خوشبودار چیزین بھی پیدا ہوتی ہین، مثلاً تتلی، سوسن، (ایک قسم کا پھول) نیلوفر، مردرو ش، مروہ، (خوشبودار گھاس) وغیرہ، اور غلہ مین مندرجہ ذیل اشیا رپیدا ہوتی ہین مسور لوبیا، چنا اور اسی قسم کی چیزین، خصوصیت سے اگر ان کو ذرا تاخیر سے بویا گیا اور جوت مین پوری جد وجہد کیگئی تو غلہ کی بہت اچھی پیداوار ہو گی، لیکن اگر اسکی جوت مین کوتاہی ہی تو غلہ بھی کم ہو گا،

ص، نے کہا ہے کہ اگر اس جگہ کی مٹی دوسری جگہ منتقل کر دی جائے تو زمین اچھی ہو جائے گی، اور لوکی کی پیداوار اچھی ہونے لگے گی،

خ، نے کہا ہے کہ ریت کی تین قسمین ہین، ایک تو بہت باریک اور ملائم ریت ہوتی ہے دوسری سخت اور موٹے ذرون کی ریت اس ریت مین کوئی چیز پیدا نہین ہوتی تیسری وہ ریت جس مین بہت زیادہ مٹی ملی ہو، یہ ریت گرم مٹی کے نام سے متعارف ہے،

ط اور دوسرے مصنفین نے لکھا ہے، مرطوب ریت اپنے ضعف کی وجہ سے موسم کے تغیر کو بہت جلد قبول کر لیتی ہے، موسم سرما مین ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور گرمی مین بہت گرم ہو جاتی ہے لیکن حقیقتہً اسکی تاثیر ٹھنڈی ہے اور یہی حال تمام ریتیلی زمین کا ہے ہے اگر ریت مین مٹی ملی ہو لیکن ریت کا حصہ غالب ہو تو وہ ٹھنڈک کی جانب زیادہ

مائل ہو گی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ موسم کی وجہ سے بہت جلد بدل جایا کرے گی،
اور اگر مٹی زیادہ ہو گی تو تغیر بھی بہت کم ہو گا، ص نے کہا ہے کہ اسی طریقہ سے اس زمین
کے درختون کے پتون اور پھلون کے جھڑنے مین بھی اختلاف ہے،

ص نے کہا ہے، اچھی وہ ہے جوان دونون کے درمیان مین ہو، اور پانس
کی کثرت سے درست ہو جائیگی، اس قسم کی زمین مین عمل جلد ہوتا ہے اور یہ زیادہ پانی کو جذب
نہین کرتی، بہتر یہ ہے کہ جب پیاسی ہو تو پانی ڈالنا چاہئے، لیکن ریتیلی مذکورۂ زمینین
پانی کو جلد جذب کرتی ہین، اس لئے جس قدر مناسب ہو اسی قدر ڈالنا چاہئے،
کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ سطح ارض پر تو ایک قسم کے خشکی کے آثار نمودار ہوتے ہین لیکن
اندرون حصہ مین بہت کافی تری رہتی ہے، اس زمین مین ہر قسم کے کھجور کے درخت،
صنوبر، طرفا، سرو غرضیکہ تمام وہ اشجار جو ریتیلی زمین اُگتے ہین، اُگین گے، اور سبزی
مین رجلہ یعنی حمقا بھی ہوتا ہے، حرّیہ مٹی بڑی نہرون مین پائی جاتی ہے، اور اس پر
خاکی رنگ غالب ہوتا ہے اور مستوی ہوتی ہے، اس مین بھی ریت ہوتی ہے، لیکن
غالب نہین ہوتی،

اقسام ارض مین سے بعض طرب اور رخوہ بھی ہین، خ نے کہا ہے کہ یہ تمام زمیتون سے
اچھی زمین ہے، اور بہت زیادہ عمل کو قبول کرتی ہے اس مین ہر قسم کے نباتات ہوتے ہین
اور ہر ہوا اور پانی کے لئے موافق ہوتی ہے، اس کو زیادہ پانس کی بھی ضرورت نہین ہوتی
صرف موسم سرما مین اس کے لئے پانس کی ضرورت پڑتی ہے، اور زیادہ موافق اور مناسب
پانس وہی ہوتی ہے جو کہ زیادہ دنون کی ہو اور اس مین ایک قسم کی بو آگئی ہو، یہ پانس خواہ
صرف بکری یا بھیڑ کی ہو خواہ آدمیون کی ہو یا مختلط ہو غرضیکہ ہر قسم کی پانس مفید ہوتی ہے،

اس زمین مین ہر قسم کے فواکہ، پھول، سبزی، ترکاری، وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے، اس زمین مین انجیر ودیفال، قرطبی ابیض، فارق، بہی، سیب، لیمون، نارنگی، اعناف، انار، ترمس، وغیرہ کی اچھی پیداوار ہوتی ہے، فرصاد، گلاب، اخروٹ، قنم، مشتہی، خوخ، قراصیا وغیرہ کی بھی پیداوار ہوتی ہے، لیکن ان کی عمر اس زمین مین زیادہ نہین ہوتی، کیونکہ پھل بہت جلد پک جاتے ہین، اور کبھی پودون کی کثرت سے ان درختون کو ضرر بھی پہنچ جاتا ہے جسکی وجہ سے ان کی تیاری سردی کے زمانہ تک متاخر ہو جاتی ہے، اسی طریقہ سے کبھی انجیر بھی تاخیر سے ہوتا ہے یہانتک کہ بارش کا زمانہ آجاتا ہے، پیاز، معاثی، السی، مہدی، چاول، نیل، روئی، قطانی، دھنیا، چینا، درہ، زعفران، غرضیکہ تمام، وہ چیز جو باغون اور کھیتون مین پیدا ہوتی ہین، خواہ وہ نباتات ہون یا اشجار سب کے سب اس زمین مین پیدا ہوتے ہین۔

ارض غلیظہ کے متعلق خ نے اور ان کے علاوہ دوسرون نے یہ لکھا ہے کہ اسکا رنگ سفیدی اور زردی کے درمیان مین ہوتا ہے، یہ زمین بہت سخت چکنی ہوتی ہے اس مین ہل چلانا بہت دشوار ہے، اور موسم گرما مین مثل جنگلی زمینون کے پھٹ جاتی ہے، اور جب بارش ہوتی ہے تو بہت لسدار اور چکنی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ پانی جلد جذب نہین ہوتا، لیکن بہت زیادہ پانی کی محتاج ہے، اس زمین کے لئے گائے وبیل، بھیڑ، بکری کی بدبو دار کھاد مفید ہوتی ہے، ص نے کہا ہے کہ ارض غلیظہ مین راکھ دیا نس خوب ملائی جائے اور خوب جوتی جائے یہانتک کہ خوب باریک ہو جائے، لوگون کا خیال ہے کہ یہ زمین قابل زراعت تو ہوتی ہے لیکن درختون کے لگانے کے قابل نہین ہوتی، اور یہی حال تمام پھٹنے والی زمینون کا ہے، اس زمین مین مولی، شلجم، پیاز، لہسن، زیرہ وغیرہ ہوتے ہین،

ق نے لکھا ہے کہ درخت صرف اسی زمین مین لگائے جا سکتے ہین جس مین نہ تو شقوق ہون اور نہ پتھر ہون اور ارض متشققہ وغیرہ مین درخت نہین لگائے جا سکتے، اسی طریقہ سے جنگلی زمین مین اکثر درخت خشک ہو جاتے ہین،

فصل

ان زمینون کا بیان جو نہ تو قابل زراعت ہین اور نہ قابل غراست (یعنی درختون کیلیئے) اور نہ کسی دوسری چیز کی کاشت کے قابل ہین،

ص اور خ نے کہا ہے، جو زمین بہت زیادہ پیلی ہوتی ہے، لکڑی اور کپڑا وغیرہ کے رنگنے کے کام آتی ہے، اور جو زمین بہت زیادہ سرخ ہوتی ہے اور جسکا نام مغرہ بھی ہے اسکی تین قسمین ہین، ایک وہ جسکی مٹی چمکدار ہوتی ہے اور اس سے گندھک کی بو آتی ہے، اس کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے،

۲۔ دوسری کنکر دار ہوتی ہے یہ سخت ہوتی ہے اس کے نیچے پتھر ہوتے ہین اس سے چونا بنایا جاتا ہے،

۳، تیسری موٹی اور سخت ریت دار ہوتی ہے،

اور تربتہ الزرقا یعنی نیلی زمین اس زمین مین برتن بنائے والی مٹی مخلوط ہوتی ہے، اور ارض صفرا الکدنہ وہ ہے جس کے نیچے پتھر کی چٹانین ہون، ارض سبلخیہ اور معادنیہ زرنیخیہ کبریتیہ، نحاسیہ، اور حدیدیہ کی طرح ہین، اسی طریقہ سے ارض لاجہ کی بہت سی قسمین ہین، ارض طفل (سوکھی مٹی) طین ارمنی، طین رومی، (خاتم الروس) طین الجوہری، طین سلوتی، ارض حماۃ، (کالی کیچڑ) طفل الوادی اور اسی قسم کی زمینین بعض لوگون نے ان زمینون

کا نام ارض جہملہ رکھا ہے،

ارض وسمہ، ارض عرقہ، ارض نزۃ، ارض مالحہ، ارض رملیہ، اور مختلف قسم کی مذکورہ زمینون کا بیان، اور ان کے مختلف علاج کا تذکرہ کیا جا چکا ہے ان تمام چیزون کا ماخذ کتاب فلاحۃ النبطیہ، اور سیخین ابو عبداللہ اور ابی الخیر رحمہا اللہ کی کتابین ہین جو ایک حد تک انسانی ضرورتون کے لئے انشاء اللہ کافی ہونگی بلاشبہ ایک خدا کی ذات ممد و معاون ہے اور وہی معبود حقیقی ہے،

الباب الثانی،

بانس، اوس کی قسمون، اوسکی منفعتون، اسکی ترکیبون و تدبیرون، اس کے استعمال اس کے عمل اوران درختون اور نباتات کے بیان مین جن کے لئے یہ مفید ہوگی، اور جن کے لئے مفید نہ ہوگی اور سرجین (گوبر ولید) کے بیان مین، یہ تمام موا ابن حجاج کی کتاب سے لئے گئے ہین،

یونیوس نے کہا ہے کہ گوبر اچھی زمین کی بہتری مین اضافہ کرتا ہے اور ردی و خراب زمین کی بہت زیادہ اصلاح کرتا ہے اور قوت دیتا ہے معتدل زمین کو اچھی زمین سے بھی کم گوبر کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ارض ضعیفہ کو گوبر کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ایک مرتبہ خوب اچھی طرح زمین مین گوبر نہ ڈالا جائے بلکہ تھوڑا تھوڑا کئی مرتبہ ڈالا جائے، اس لئے کہ اگر ٹھنڈی زمین مین گوبر نہ ڈالین یا زیادہ گوبر ڈالدین تو اس مین احتراق کا مادہ پیدا ہوجائے گا، اور درختون پر گوبر ڈالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اسکی باریک جڑون اور موٹی جڑون پر ڈالا جائے، اور موٹی جڑون پر اس ترکیب سے گوبر ڈالا جائے کہ پہلے اس پر مٹی ڈالدی جائے اور پھر اس پر گوبر ڈالا جائے، اور پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا جائے، اس لئے کہ ایسی صورت مین درخت گوبر سے نہ جلے گا، اور مٹی گوبر کی حرارت کو جڑ تک پہنچنے نہ دیگی، اور گوبر کے اوپر کی مٹی سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ گوبر کی گرمی باہر نہ نکلنے دیگی، بلکہ اس کی گرمی کو اندر کی جانب لوٹا دے گی،

یونیوس نے کہا ہے کہ سب سے بہترین پانس چڑیون کی ہوتی ہے لیکن مرغابی اور آبی چڑیون کی بیٹ مفید نہین ہے اس وجہ سے کہ ان چڑیون کی بیٹ رطوبت کی وجہ سے بہت ردی ہوتی ہے لیکن اگر اس کو بھی دوسری پانسون کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ بھی نافع ہو جاتی ہے اور کبوتر و فاختہ وغیرہ کی بیٹ کی پانس حرارت کی وجہ سے بہترین ہوتی ہے یہ پانس کمزور زمین کو قوی بنا دیتی ہے اور پھلون مین اضافہ کرتی اور تقویت پہنچاتی ہے اور بیماریون کو دور کرتی ہے، اس کے بعد دوسرا نمبر پانسون مین انسان کا غلیظ ہے، اس لئے کہ اس مین بھی جانورون کے بیٹ جیسی قوت ہوتی ہے خصوصیت سے اس مین گھاس وغیرہ کے تباہ کرنے کی خاص قوت ہے، اور تیسرا نمبر گدھے کی لید کا ہے اس لئے کہ یہ زراعت کا تزکیہ کرتا ہے، اور درختون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، چوتھا نمبر بکری کی مینگنی کا ہے، اس لئے کہ اس مین بھی حرارت ہوتی ہے، پانچوان نمبر بھیڑ کی مینگنیون کا ہے، یہ بکریون کی مینگنی سے زیادہ چکنی ہوتی ہے، اس کے بعد گائے کا گوبر ہے یہ تمام گوبرون سے کم درجہ کا ہوتا ہے، اور سب سے زیادہ خراب گھوڑے اور خچر کی لید ہے، لیکن یہ لید اگر دوسری پانسون سے ملا دی جائے تو بہت ہی مفید ہوگی ان تمام کو یونیوس نے اقسام کی شکل مین مرتب کیا ہے،

لیکن فسطوس کے نزدیک تمام چڑیون کی بیٹ مین حمام یعنی کبوتری یا فاختہ وغیرہ کی بیٹ سب سے اچھی اور انفع ہے، اس وجہ سے کہ یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام سبز گھانسون کو جلا کر خاک کر دیتی ہے، اس کے بعد گدھے کی لید کا نمبر ہے، اس کے بعد بکریون کا اس کے بعد گائے کا اور عموماً نبات کے لئے بہت نفع بخش گھوڑے اور براذین (ایک قسم کا گھوڑا) کی لید ہے اور تمام مخلوط پانسین سب سے زیادہ

زیتون کے درختون کے لئے مفید ہین اور کسینوس نے اپنی کتاب مین ایک فصل ہی
گھوڑون کے لید کے متعلق الگ کر دی ہے، اور بہت زیادہ اسکی تعریف و توصیف
کی ہے، اور کاشتکارون کے تجربہ پر اسکو محمول کیا ہے۔

سیداغوس اسپانی نے کہا ہے کہ پانس کی حرارت اور رطوبت حیوانات اور
پرندون کے مزاج کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ حار مزاج ہونگے تو انکی پانس بھی حار
ہوگی جیسے کبوتر و فاختہ اس کا مزاج حار و یابس ہے اگر اس کا مزاج رطب ہوا تو
پانس بھی رطب ہوگی، اسی طریقہ سے تمام گوبر، بیٹ اور غلیظ مین قیاس کرلینا چاہیئے،
ان پانسون سے منفعت ہے کہ وہ حرارت عزیزہ کو صاف کرتی ہین اور اپنی
گرمی و حدت سے زمین کے مسامات کو کھول دیتی ہین جس سے درخت کی شاخین
آسانی سے پھیل سکتی ہین، یہانتک تو سیداغوس کے اقوال تھے،

یونیوس نے کہا ہے کہ ایک سال کی پانس کو کبھی استعمال کرنا ہی نہین چاہیئے
اور کسانون کو اس سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ اس سے کوئی منفعت نہین
ہوتی بلکہ نقصان پہنچتا ہے۔ اس مین ایسے کیڑے پیدا ہوجاتے ہین جو زراعت کو
نقصان پہنچاتے ہین، لیکن جس پانس پر تین یا چار سال گذر گئے ہون وہ بہت ہی
نفیس اور اعلی درجہ کی پانس ہے اس لئے کہ جس قدر بھی اس زمانہ گذریگا اوسکی تازگی
اور بدبو جاتی رہیگی اور خشونت مین کمی ہوجائیگی اس قدر یونیوس نے لکھا ہے،

سولون نے لکھا ہے کہ پانس پر جس قدر زمانہ گذرے گا، اسی قدر لطیف اور
ٹھنڈی ہوتی جائے گی اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی لیکن کم از
کم ایک سال کی پانس درختون کے لئے مفید ہوگی، اور اس سے کم دنون کی پانس

درخت اور نباتات کو نقصان پہنچاتی ہے، اس لئے کہ اس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین جو بقول کے لئے بہت مضر ہوتے ہین، اور نباتات کو کمزور کر دیتے ہین، شولون نے پانس کا بیان ایک مستقل فصل مین کیا ہے، اور یہ لکھا ہے کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ درخت زیادہ پھل لائین تو اس کو چاہئے کہ اس مین چڑیون اور پرندون کی بیٹ استعمال کرے اس لیے کہ اسکی وجہ سے درخت بہت زیادہ بڑھتا ہے اور شاخین پھیلتی ہین، اور پھل زیادہ آتے ہین جسکی یہ خواہش ہو کہ درخت کی جڑ پھیلے اور بڑھے خصوصیت سے کمزور اور نحیف درختون کے لئے تو اسکو چاہئے کہ چوپایون اور گایون کی پانس استعمال کرے، اس لیے کہ اسکی یہ خاصیت کہ جڑون کو پھیلاتی اور بڑھاتی ہے اور اس مین اضافہ کرتی ہے،

اور جس زمین مین رطوبت غالب ہو اسکے لئے وہ پانس زیادہ مفید ہو گی جس مین یبس اور خشکی زیادہ ہو جیسے چڑیون کی بیٹ اور گدھونکی لید اور جس زمین مین رطوبت وسستی بہت کم ہو، اس کے لئے گائے کی پانس مفید ہو گی اسی طریقہ سے اندازہ کر کے پانسون کا استعمال کرنا چاہئے،

یونیوس نے کہا ہے کہ نرم زمین مین بھیڑ اور بکری کی مینگنی ڈالنی چاہئے کیونکہ یہ سب سے نرم پانس ہوتی ہے، اور سفید زمین مین گائے کی پانس استعمال کرنی چاہئے اس لئے کہ اس مین حلاوت و سمیت ہوتی ہے اور اس قسم کی زمین کمزور ہوتی ہے، یہ پانس اوسکو قوی کر دیگی،

کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین قوثانی نے یہ لکھا ہے کہ پانسون کے استعمال کے دو طریقے ہین ایک تو وہ صرف تنہا استعمال کیجائے دوسری وہ ہے کہ لوگ اوسکو

تیار کرین اس طرح پر کہ ایک دوسرے کو خلط ملط کرین اور اس مین مٹی ملائین اور کبھی اور کوئی چیز ملا کر تیار کرین، خالص پانس اوس زمین کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، جو فاسد ہوتی ہے اور جس مین شیرینی اور اچھائی کا نام نہین ہوتا خصوصاً گائے کا گوبر اس کے بعد ہرن گاؤ، خر، بھیڑ و بکری، پوٹلا[1] بھینس و گھوڑا اور گدہے کی پانس کا درجہ ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی پانس کبوتر و فاختہ و قمری کی ہوتی ہے،

لیکن غیر معروف انواع کی چڑیون کی پانس اس وقت تک مفید نہین ہو سکتی جبتک کہ اور پانسون کے ساتھ مخلوط نہ کرنی چاہئے، اس کے بعد انسان کا غلیظ ہے اس لئے کہ یہ چڑیون کی پانس سے بھی زیادہ معتدل ہے اور اس مین گرمی زیادہ پائی جاتی ہے یہ پانس زمین مخلوط ہونے کے بعد اس مین گرمی پیدا کر دیتی ہے، اور اسکی صلابت کو دفع کر دیتی ہے اور اسکی برودت کو غلیظ کر کے خشک کر دیتی ہے، یہ کھجور، انگور، اور تمام چھوٹے بڑے درختون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس سے نشو و نما مین اضافہ ہوتا ہے، اور بحکم خداوند تعالیٰ یہ تمام آفات سے نباتات کو محفوظ رکھتی ہے،

اور آدمی کی وہ پانس جو بہت پرانی اور سیاہ ہو اور اس مین دوسری پانس کی مٹی ملی ہوئی ہو تو وہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، انشاء اللہ کسی اور مقام پر اوسکی زیادہ وضاحت کیجائیگی یہ تو صرف مفرد پانس کا بیان تھا،

بعض نباتات درختون کی لکڑیان، پتیان، شاخین، جڑین، تنے اور پھل خشک کر کے اس کا بھوسہ بنایا جاتا ہے اور وہ زمین مین ڈالدیا جاتا ہے سب سے اچھا باقلا

[1] بھیڑ و بکری کی مخلوط نسل کو پوٹلا کہتے ہین،

باقلا کا بھوسہ ہے جو کھاد کے لئے سب سے زیادہ مفید ہے، اس کے بعد جو، گیہون، کدو، علیق، گلاب، گل خیرو، بنفشہ، نیلوفر، خطمی، شلجم کا پتہ، گاجر، خس، انجیر، کی لکڑی اور اوسکی پتی، کھجور کی شاخ وخوشہ ان تمام کا بھوسہ مفید ہے، سب سے پہلے زمین مین پانس ڈالی جائے، اس کے بعد بھوسہ ڈالا جائے، اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا بھوسہ جمع کیا جائے اور جلا کر اونکی راکھ کھیتون مین ڈالدی جائے، تو یہ تمام زمینون اور درختون کے لئے مصلح ہو گی، بلکہ یہ بقول، انگور، غلہ واجناس غرضکہ وہ تمام نباتات کے لئے مفید ونفع بخش ثابت ہو گی، یہی اس باب کی اصل شئے تھی،

قوثامی نے لکھا ہے، کہ نباتات کی کاشت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو پانس ان درختون مین ڈالی جائے اس مین درختون کا کچھ بھوسہ بھی ملا دیا جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ درخت گٹھلی دار ہون تو گٹھلیان جلا کر اور اگر ان مین گٹھلیان نہ ہون تو شاخون کو جلا کر اسکی راکھ پانس مین ملا دی جائے اور پھر اون درختون مین دیجائے، یہ پانس ان درختون کے لئے جنکی راکھ ملائی گئی ہے بہت زیادہ مفید ہو گی اسی طرح راکھ کے ذریعہ سے درختون کا علاج کیا جاتا ہے، مثلاً انگور کے درخت کا علاج اوسکی شاخ، پتی، اور تخم کی راکھ کے ساتھ کیا جائے، اسی طریقہ سے تمام اشجار اور نباتات کا علاج کیا جا سکتا ہے، اور اگر درخت کے اجزا، جلانے کے قابل نہ ہون بلکہ سڑائے جا سکتے ہون تو پانس مین سڑا کر ملا دئے جائین،

قوثامی نے ایک اصول کلی یہ بتایا ہے کہ جس طرح تمام حیوانات کی پانس نافع اور مستعمل ہے اسی طریقہ سے تمام نباتات کی راکھ نافع اور مستعمل ہے، مذکورۂ بالا اصول سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ پانس مین مفردات مرکبات سے اچھے ہین،

لیکن اگر دوسری چیزین بھی مخلوط کر دی جائین تو وہ بھی مفید ہو جاتی ہین،

صغریت نے لکھا ہے کہ تمام پانسون سے افضل فاختہ وکبوترا ور تمام پرندونکی پانس ہے لیکن آبی چڑیون اور بط کی بیٹ مفید نہین ہے اکثر بابل کے ملک مین کبوتری، وراشین (ایک قسم کی چڑیا ہے) اور فاختہ کی پانسون کو ملاکر، جو، درہ، چاول، چینا، مصور، لوبیا کے کھیتون مین ڈالتے ہین جس کی وجہ سے پیداوار اچھی ہوتی ہے، اور جب کبھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کھیتی جلد تیار ہو اور پھل زیادہ آئین تو دانون کے ساتھ اس پانس کو بھی ڈالتے ہین، خصوصًا ان زمینون مین جو کہ رقیقہ، ضعیفہ، عرقہ، اور رنزہ ہوتی ہین، یہ طریقہ کارآمد ہے اور کبھی اسی طریقہ سے پھلدار درختون مین بھی اس کو ڈالتے ہین، اس کے بعد جودت مین اور نباتات کی نشو ونما کے لئے دوسرے درجہ پر کی پانس انسان کی پانس ہے اس پانس مین ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کانٹے، گھاس اور تمام نقصان پہنچانے والی گھاس کو تباہ کر دیتی ہے،

سوساد نے انسان کی پانس کے استعمال کا یہ طریقہ تبلایا ہے کہ پہلے اس کو خوب خشک کر لینا چاہئے یہان تک کہ سیاہی آجائے، پھر ایک گڈھے مین ڈالکر شیرین پانی کے ساتھ خوب حل کیا جائے یہانتک کہ بالکل ملجائے پھر خشک کر دینا چاہئے اس کے بعد انگور کے شاخ کی راکھ ملا دی جائے اگر یہ پانس انگور مین دیجائے تو بہت زیادہ مفید ہوگی، اور اگر دوسرے کسی درخت اور نباتات مین یہ پانس ڈالنی ہو تو اسی درخت کی راکھ مخلوط کیجائے،

سوساد کا قول ہے کہ یہ بہترین پانس ہے، لیکن اگر اسکی بدبو سے تکلیف

ہوتی ہو تو اوسکی بدبو زائل کی جاسکتی ہے، اور اوسکی صورت یہ ہے کہ سرخ زمین
کی اچھی خوشبودار مٹی چڑیون کی پانس کے ساتھ خلط ملط کرکے اس پانس کے ساتھ
ملادیجائے تو اوسکی بدبو زائل ہوجائیگی، لیکن ذرا اسکو عرصہ تک خشک ہونے کے
لئے چھوڑ دینا چاہئے، گدھے کی پانس کا درجہ اس پانس کے بعد ہے، لیکن یہ
پانس انگور، اور زیتون کے لئے غیر مفید ہے اس لئے ان دونون مین ڈالنے
سے پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر ڈالی گئی تو دو یا تین دن کے بعد ان کی جڑون
مین خراب اور نقصان پہنچانیوالی نبات پیدا کردیگی، جس سے بہت زیادہ نقصان
ہوگا، اور اگر ان درختون مین اس کے ڈالنے کی ضرورت ہو تو دوسری پانسون
کے ساتھ اس کو ملادیا جائے، جیسے انسان یا چڑیا کی پانس یا مٹی یا اور دوسرے
پانسون مین ملادی جائے، اس کے بعد بھیڑ کی مینگنی کا درجہ ہے، یہ خاصکر نئے
پودون، پھولون، اور سبزیون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے،
بھیڑ کی مینگنی مین تمام پانسون سے زیادہ وسمیت یعنی چکناہٹ ہوتی ہے
اس بنا پر یہ ارض مالحہ (نمکین)، ارض مرہ (تلخ) ارض حارہ (گرم) ارض حامضہ (ترش)
اور اُن کی پیداوار کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس کے بعد گھوڑے اور
خچر کی پانس کا مرتبہ ہے، بعض لوگون نے گائے کی پانس کو بھیڑ، بکری کی پانس پر
ترجیح دی ہے، اور اس کا مرتبہ گدھے کی پانس کے بعد رکھا ہے، خنزیر کی پانس
مین احتراق کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے یہ بڑے بڑے درختون اور کھجور اور نباتات
کی جڑون کو جلادیتی ہے، غرضیکہ اس مین کوئی منفعت نہین ہے،
سوساد نے کہا ہے کہ سب سے اچھی کھاد کبوتر، و فاختہ کی ہے اس کے بعد

بجز آبی چڑیون کے تمام چڑیون کی بیٹ ہے، اور تیسرا درجہ انسان کی
پانس کا ہے، چوتھا درجہ بکری کی پانس کا ہے پانچوان درجہ بھیڑ کی پانس کا ہے، چھٹا
درجہ گدھون کی پانس کا ہے ساتوان درجہ گائے کی پانس کا ہے، آٹھوان درجہ گھوڑے
اور خچر کی لید کا ہے اس کے بعد بقیہ اور پانسین تقریبًا مساوی حیثیت کی ہین،
قوثامی نے لکھا ہے کہ ان پانسون کو بھوسہ اور راکھ مین خوب مخلوط کر دیا جائے
یہان تک کہ بو آنے لگے اور ان دواؤن اور معجونون کے مثل ہو جائے جنکو انسان
استعمال کرتا ہے اور پھر اس سے کھجور، انگور اور دوسرے درختون اور نباتات کا
علاج کیا جائے تو تمام آفات سے محفوظ رکھے گی،
اور کبھی نباتات کا علاج خون اور پیشاب سے بھی کیا جاتا ہے، اس لئے کہ
خون کو درختون اور نباتات کے سرسبز و شاداب کرنے مین عجیب قوت حاصل ہے،

فصل

پانسون کے تیار کرنے کی ترکیب

ط، مین ہے، اگر نباتات اور اشجار کے لئے اچھی زمین کے مطابق پانس
تیار کرنی ہو تاکہ اس سے امراض دفع ہون تو اس کا عام اصول یہ ہے، کہ زمین
مین بہت بڑا عمیق حوض یا گڈھا کھودا جائے جو کہ بہت وسیع اور کشادہ ہو، جس
قدر وسعت ہو گی اسی قدر اچھا ہے اس کے بعد اس مین ہر قسم کی
پانس انسان حیوان اور طیور کی پانس ڈالی جائے لیکن آبی پرندون کی بیٹ نہ
ڈالی جائے، ان سب کو اچھی طرح خلط ملط کر دین، پھر اس مین قنبیط اور انگور کی

پتیان اور بعض نہرون یا کنوؤن کی سیاہ مٹی ڈالدی جائے پھر ایک بڑی لکڑی
سے خوب چلایا جائے اور شراب کی تلچھٹ اور انسانون کا پیشاب بھی ملا دیا جائے
پھر اس کے بعد روزانہ یا تیسرے دن خوب چلایا جائے یہان تک کہ اس سے
بدبو نکلنے لگے اور سیاہ ہوجائے پھر انگور کی شاخ اور پتیان جلا کر ڈالیجائین جسقدر یہ راکھہ ڈالی جائے گی اُسی
قدر بہترین پانس تیار ہوگی پھر اسکو روزانہ چلایا جائے، جب یہ تمام چیزین خوب مخلوط
ہوجائین تو کچھ دن اپنی حالت پر چھوڑ دیجائے اور روزانہ اس مین پیشاب ڈالا جائے
یہان تک کہ بہت زیادہ بدبو پیدا ہوجائے اور سیاہی بھی اس قدر غالب ہوجائے
کہ دیکھنے والا اس مین کسی چیز کی تمیز نہ کرسکے، پھر گڈھے سے نکال کر کچھ زمین مین
پھیلا دیجائے اور کچھ اسی حوض مین خشک کردی جائے، جب خوب خشک ہوجائے
تو یہ پانس انگور کے لئے بہت زیادہ مفید ہوگی، اور مشیت خداوندی سے اس کی
وجہ سے انگور کی تمام بیماریان اور آفات کا ازالہ ہوجائے گا، اور انگور بہت ہی سرسبز
وشاداب اور قوی ہوگا، اور اگر ان پھلدار درختون کی پانس تیار کرنی مقصود ہو جنمین
برودت ہو مثلاً انار، بہی، سیب، امرود، زعرور، شفتالو، کشمش، عناب، لسوڑا، وغیرہ
توان درختون کی راکھ کے ہموزن وہ مٹی لیجائے جو خوب روندی گئی ہو اور ان
دونون کو خوب ملا دیا جائے اس کے بعد اس مین کبوتر اور شین اور چمگاڈر کی بیٹ
ملا کر ایک بڑی لکڑی یا لکڑی کسی ڈنڈے سے خوب ملایا جائے اور اس مین اونٹ
یا انسان کا پیشاب بھی ملایا جائے یہانتک کہ سیاہ ہوجائے اور بہت زیادہ بدبو
ہوجائے پھر انسان کی پرانی کھاد زیادہ مقدار مین ڈالکر خوب ملایا جائے اور
پیشاب روزانہ ڈالا جائے تاکہ بدبو مین اضافہ ہوتا رہے اور زیادہ ہوتی جائے،

اس پانس کے لئے اونٹ کا پیشاب انسان کے پیشاب سے بھی زیادہ مفید ہے
لیکن اگر یہ پیشاب میسر نہ ہو تو چمگاڈر کا پیشاب زیادہ ڈالنا چاہئے پھر اس مین مولی
کی جڑ اور اسکی پتیان ملا دیجائین جس سے بہت جلد عفونت مین زیادتی ہوگی جب
بدبو بہت زیادہ ہوجائے تو اسکو اور زیادہ چلانا چاہئے، پھر اس کو زمین پر پھیلا دینا
چاہئے، جب یہ خشک ہونے کے قریب ہو بلکہ تھوڑی سی تری رہ جائے تو ان
درختون کی جڑون مین ڈالنا چاہئے، انشاء اللہ اسکی وجہ سے یہ درخت بہت زیادہ
سرسبز شاداب ہونگے،

کیلا، اور ہندی گول، خربوزہ، وغیرہ کی کھاد بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے
اور گدھے کی پانس خوب ملائی جائے، اور اس مین جنگلی کانٹون کی راکھ ملائی جائے
اور اس پر نبیذ کی تلچھٹ چھڑک دیجائے اور اس کو خوب پھینٹ دیا جائے،
پھر کچھ دنون تک اپنی حالت پر چھوڑ دیجائے، تاکہ خوب بدبو پیدا ہوجائے اور
سیاہ ہوجائے اس کے بعد دور کی مٹی اور گرد وغبار ڈالکر لکڑی سے چلایا جائے
اور پھر کیلے اور خربوزے کی جڑون مین یہ پانس ڈالدی جائے انشاء اللہ اس سے
بہت قوت ہوگی اور شادابی وغیرہ مین بہت اضافہ ہوگا،

انجیر، لیمون، بادام، پستہ، اخروٹ، تلخ بادام، غرضیکہ ان تمام درختون کے
لئے جن کے پھل گرم ہوتے ہین اونکی کھاد تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے
کے گوبر مین گیہون اور جو کی جڑین اور انکی گھاس وغیرہ اور اسی طرح شیلم،
(ایک درخت ہے جو جو اور گیہون کے کھیتون مین پیدا ہوتا ہے) کی گھاس
اور جڑین گوسالہ مین ڈالدی جائین تاکہ گائے اوپر خوب بیٹھے، روندے، پیشاب

و پائخانہ کرے یہانتک کہ وہ نمک کی طرح چور ہو جائے اور اس کے گوبر اور پیشاب مین لت پت ہو جائے اور اس مین سے تیز بد بو آنے لگے۔ پھر اس مین سرخ اچھی مٹی ملادی جائے، اس کے بعد زمین مین پھیلا کر خشک کر لی جائے جب کچھ تری باقی رہے، اسی وقت استعمال کیجائے،

عام پانس و کھاد بنانے کا طریقہ جو ہر قسم کی نباتات صغیرہ و کبیرہ کے لئے مفید و مناسب ہو، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جو اور گیہون کی جڑ اور کانٹا اور عوسج اور انجیر کی لکڑیان و پتیان جلا کر راکھ بنائی جائے اور اسی قدر گائے اور کبوتر کی پانس اور باقلا جو اور گیہون کا بھوسہ، کدو کی مالت، انگور کی پتیان اور اسکی جڑین، نہر، اور حوض وغیرہ کی کائی چھوٹے نرکل جڑ کے ساتھ ان تمام کو ایک گڈھے یا حوض مین جمع کیا جائے اور اس کے چارون طرف نالیان بنادی جائین تاکہ بارش کا پانی اس سے باہر نہ جائے بلکہ دوسری جگہون سے بہ کر آئے اور وہین ٹھہر جائے یہان تک کہ عفونت پیدا ہو جائے، اس لئے کہ بارش کا پانی پانس کیچڑ اور زمین کے لطیف اجزا بہا کر اپنے ساتھ لاتا ہے، اور جب یہ پانی اس پانس مین آئے گا، اور پانس کے تمام اجزا، مین حلول کر کے سڑیگا، تو لکڑی سے خوب متھا جائے یہانتک کہ سب اجزا، آپس مین مخلوط ہو جائین اور ان مین عفونت پھیل جائے اور خوب سیاہ ہو جائین، یہ کھاد تمام درخت اور نباتات کے لئے مفید ہو گی لیکن خربوزے اور کیلے مین یہ پانس نہ استعمال کیجائے،

کھیرا، ککڑی، کدو، شلجم، گاجر، کراث شامی (یہ ایک قسم کا ساگ ہے) اور ان کے علاوہ تمام وہ چیزین جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہین اون کے لئے بھی

مذکورہ بالا کھاد اس صورت مین مفید ہوگی جب وہ انسان کی پرانی پائنس کے ساتھ ملادیجائے اور کھیرے وککڑی کیلئے گائے اور گدھے کی لید اور انسان کے پائنس مین تھوڑی اچھی مٹی ملاکر کھاد بنائی جائے، بینگن، قرنبیط، کرم کلہ، مولی، پیاز، لہسن، راسن اور اس قسم کی نباتات کے لئے اس طریقہ سے کھاد تیار کرے، کہ انسان اور گدھے کی پائنس مین کسی چیز کی راکھ اور اگر غرب (ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے) کی راکھ ملجائے تو بہت مفید ہوگی پھر بلوط کی پتیان اسکی شاخین اسکی جڑین تمام گڈھے مین ڈالدیجائین اور پھر اس پر شیرین پانی چھڑکا جائے یہانتک کہ تعفن پیدا ہوجائے اس کے بعد اچھی طرح الٹ پلٹ دین پھر نکال کر زمین پر پھیلادی جائے یہانتک کہ وہ مثل سوکھی دوا کے ہوجائے پھر یہ مذکورہ بالا درختون کے لئے استعمال کیجائے بہت ہی مفید ثابت ہوگی،

چھوٹے نباتات مثلاً پودینہ، کاسنی، طرخون (اسکی جڑ غالباً عقرقرحا ہے) چقندر، کراث نبطی، (گندنا ایک قسم کا ساگ ہے) جرجیر، رائی، باذروج، نرم ساگ، اجوائن اور اس قسم کے نباتات کے لئے کھاد بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ آدمی، کبوتر، گدھے اور گائے کی پائنس ملادی جائے، لیکن آدمی کی پائنس غالب ہو، پھر اس مین اتنی ہی باریک پسی ہوئی اچھی مٹی ملادی جائے اور ان سب کو ایک گڈھے مین جمع کردیا جائے، اور پھر اس پر خون ڈالا جائے، جس جانور کا بھی خون ہو، لیکن سب سے افضل خون آدمی اونٹ اور بھیڑ کا ہے پھر اس پر پانی چھڑک دیا جائے اس کے بعد خوب ملایا جائے اگر بارش کا پانی بھی اسی کے ساتھ مخلوط ہوجائے تو اور زیادہ بہترین کھاد تیار ہوگی جب اس مین خوب تعفن پیدا ہوجائے اور سیاہ ہوجائے تو خشک کرکے پسی

ہوئی مٹی یا گرد وغبار ملا کر ان نباتات کی جڑون مین ڈالدی جائے تو یہ نباتات بہت سرسبز وشاداب ہونگے،

خس کے لئے اس طریقہ سے پانس تیار کیجائے، آدمی، کبوتر، مرغی اور چمگادڑ کی پانس اور خس کی پتی طرفا اور جھاؤ کے درخت کی راکھ ان سب کو ملادیا جائے، اس مین اندازاً انسان کی پانس نصف ہو اور نصف اور چیزین ہون، ان سب کو ایک گڑھے مین جمع کر کے کسی جانور کا خون ڈالدیا جائے پھر بارش کا پانی ڈالا جائے، پھر کچھ دن چھوڑ دے یہانتک کہ خوب تعفن پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے تو سکھا کر خس کی جڑون مین استعمال کرے اور شاخون پر چھڑک دے انشاءاللہ بہت مفید ثابت ہوگا،

پانس کو بدبودار بنانے کی یہ ترکیبین ہین جو کافی ہین، جو کچھ اس مین تعفن ہے وہ مثل خمیر کے ہے، چمگادڑ اور انسان کی پانس اور خون اسی طرح زمین کے لئے مفید ہے جس طرح آٹے کے لئے خمیر ہے اس لئے اسکی گرمی مین زیادتی ہوگی اور عفونت مین اضافہ ہوگا،

فصل

طاؔمین ہے کہ بہترین پانس اور کھاد وہ ہے جس پر بعد سڑنے وگلنے بعد دو سال گذر جائین اور اگر تین سال گذر جائین تو اس سے بھی بہتر ہے اور اگر چار سال گذر جائین تعفن وبدبو کا ازالہ ہو جائے تو یہ تمام پانسون سے بہترین اور افضل پانس ہوگی،

قوثاؔمی نے لکھا ہے، کہ کسانون کے لئے میری یہ وصیت ہے، کہ پانس اور کھاد کو ایک سال سے قبل بغیر ملائے سڑائے اور گلائے ہوئے کبھی نہ استعمال کرین

اس لئے کہ قبل ایک سال کے یہ مضر اور نقصان دہ ثابت ہوگی، کیونکہ ایک سال
کے بعد بھی اس مین کامل جودت نہین آتی دو تین چار سال کے بعد بہترین پانس
ہوجاتی ہے، جو کھاد ایک سال کے قبل استعمال کیجاتی ہے اس مین نقصان دہ اور
ضرر رسان کیڑے پیدا ہوجاتے ہین، اس لئے کم سے کم سال کے بعد دو ماہ گذرنے
دین اور اگر زمین نزہ اور عرقہ ہوئی تو وہ درختون کی جڑون کو کھاجاتے ہین، اسی طریقہ سے
وہ کھاد بھی قابل استعمال نہین ہوتی جس پر چار سال سے زیادہ گذر گئے ہون، اسلئے کہ
اس سے کھاد و پانس کی قوت جاتی رہتی ہے، جس کھاد کا پانچوان سال یا اس سے
بھی زیادہ مدت گذر جائے توکسی کام کے قابل نہین ہوتی اس کی حالت مثل اوس
مٹی کی ہوتی ہے جس مین تھوڑی سی پانس ملی ہوتی ہے اور جس کھاد پر سات سال گذر
جائین تو بالکل مٹی کے حکم مین ہے، زیادہ سے زیادہ مثل اچھی مٹی کے ہے، یہ اس
وقت ہے جبکہ پانس زیر سماء ہو لیکن اگر زیر سقف ہو تو وہ سات سال کے بعد بھی
استعمال کے قابل ہوتی ہے اور تقریباً دس یا بارہ سال کے بعد بے کار ہوتی ہے،

فصل

سبزی، نباتات اور درختون مین پانس کے استعمال کا طریقہ اور بعض سبزیون پر چھڑکنے کی ترکیب

طاہر ہے، کہ ان تمام پانسون کے استعمال کا یہ طریقہ ہے کہ درختون کے
چھوٹائی اور بڑائی کے لحاظ سے اس کی جڑ کے پاس کھود کر پانس دیجائے، لیکن
اس کھاد کو درختون پر چھڑکا نہ جائے اگرچہ یہ کھاد جڑون کے لئے مفید ثابت ہوگی

لیکن بسا اوقات، چھڑکنے سے مضر ثابت ہوتی ہے، پتیون اور شاخون کو سخت نقصان پہنچا دیتی ہے، خصوصیت سے پھل دار درخت اور انگور کے لئے، ہان اگر یہ پانس بیگن، کرم کلہ، فرنبیط اور بڑی ترکاریون پر چھڑکی جائین تو مفید ہونگی، اسی طریقہ سے اگر یہ چھوٹی ترکاریون پر چھڑکی جائین تو بہت مفید ہونگی، لیکن زیادہ نہ چھڑکی جائین بلکہ بہت ذرا ذرا چھڑکی جائین، اور کچھ جڑون مین بھی ڈالدی جائین تو بہت نفع بخش ہونگی،

طامین یہ بھی ہے کہ انگور پر پانس کا چھڑکنا سب سے زیادہ مفید ہے اور جو مٹی کے اس پر اسی طرح ہے جیسے باہر سے مٹی لائی جاے، وہ بہت نفع بخش ہوگی، اور اس سے پھلون مین اضافہ ہوگا، کہا جاتا ہے کہ اگر انگور پر گرد وغبار جم جائے تو وہ بہت نفع بخش ہوتا ہے، اور طامین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر زیادہ پانس چھڑک دیجائے تو بہت مضر ہوگی، اور طامین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر پانس نہ چھڑکی جائے بلکہ پسی ہوئی مٹی کے ساتھ چھڑک دیجائے جیساکہ دوسری سبزیون پر چھڑکی جاتی ہے، البتہ چھوٹی ترکاریون کے لئے پانس کا چھڑکنا مفید ہوتا ہے، طامین یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ جب بقول پر پانس چھڑکی جائے تو پانی چھڑک دینا چاہئے تاکہ اس کی وجہ سے وہ گرد اس پر جم جائے جو شاخون پر ہے،

سوسادنے لکھا ہے کہ وہ پانس جن مین حرارت ہوتی ہے خصوصیت سے وہ جو درخت کی جڑون اور نباتات صغیرہ کی لکڑیون سے تیار کی گئی ہو درخت کے لگانے وقت زیادہ مفید ہے، اسکی صورت یہ ہے، کہ پہلے درخت کی جڑ پر ایک دوسری زمین کی مٹی ڈالی جائے اور پھر اس مٹی پر یہ پانس ڈالی جائے پھر اس کے اوپر سے مٹی ڈالدی جائے تو بہت مفید ہوگی، اس کام کے لئے خصوصیت سے سرخ مٹی

جو کہ حار ہوئی ہے، یا کوڑے کرکٹ کی مٹی زیادہ موزون ہوتی ہے، صغریت نے
لکھا ہے، کہ اس کام کے لئے اس زمین کی مٹی لی جائے جہان انسان کی آمد و
رفت نہ ہو اور جس مین پانس کا جز نہ ہو تو یہ مٹی درختون اور نخل اور نباتات صغیرہ و کبیرہ
کے لئے بہت مفید ہو گی، ابو بکر بن وحشیہ یعنی صغریت نے لکھا ہے کہ اس مقصد کے
لئے صحرا اور وسیع میدانون کی مٹی جس پر ہوا کے جھونکے آتے ہین زیادہ مفید ہو گی
اور کہا ہے کہ درخت اور نخل کے لئے کھاد کا مٹی کے درمیان مین رکھکر استعمال کرنا زیادہ
مفید ہے، بیگن، کھیرا، لکڑی، خربوزہ یہ تمام وہ ترکاریان جنکا بڑی ترکاریون مین شمار
ہے ان کے لئے ضرورت ہے کہ انکی پتیون پر بھی پانس چھڑکی جائے اور جڑون مین
بھی ڈالی جائے، اور طامین ہے کہ کرم کلہ، قنبیط، سلق، خس، پالک، حرف بھی بڑی
ترکاریون مین داخل ہین پانس چھڑکنے کے قبل تھوڑی کھاد دو ٹیون کے درمیان
مین ڈالدینا چاہیئے، اور یہ مٹی کسی ویران اور غیر آباد مقام کی ہو یا گھور پر کی ہو تو زیادہ
موزون و مناسب ہو گی، ایسا ہی صغریت نے لکھا ہے، اور بسا اوقات پانس کی
کی کیاریون اور نالیون مین ڈالدی جاتی ہے، تاکہ پانی کے ذریعہ سے پانس ان درختون
کی جڑون تک پہنچ جائے بعض لوگون کے نزدیک یہ بھی مفید طریقہ ہے،

لیکن اکثر لوگون کی یہ عادت ہے کہ پہلے پانس ڈال لیتے ہین تو پھر پانی سے
سیراب کرتے ہین، اور ایسا ہی عام طریقہ ہے، اور طامین ہے کہ جب گرم پانس
بڑے درختون پر پڑیگی اور پھر اس پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اس سے اسکی حدت
مین اضافہ ہو جائے گا، یہانتک کہ وہ پتون کو جلا دیگی اور اس مین سوراخ کر دیگی
اور اسکی قوت زائل کر دیگی، بقول اور چھوٹے نباتات کی جڑین اسی طرح پوشیدہ

رہتی ہین جس طرح بڑے نباتات کی جڑین ہوتی ہین، اس لئے چھوٹے درختون مین شاخ اور جڑون مین پانس دیجائے اور بڑے درختون کی صرف جڑون مین دیجائے شاخ اور پتیون کو محفوظ رکھا جائے،

فصل

پانس سے زمین کو فائدہ پہنچانا اور اس کے ڈالنے کے وقت کا بیان ماخوذ از کتاب (ط)

صنغریت نے کہا ہے، کہ جن پانسون کا ذکر ہوچکا ہے وہ ہر ایک زمین کیلئے مفید ہین خواہ اس مین نباتات و درخت ہون یا نہ ہون، یہ پانس اگر خراب زمین مین بھی ڈالی جائے گی تو زمین کو درست کردے گی اور اگر اچھی زمین مین ڈالی گئی تو اس کو اور اچھی اور بہترین بنادیگی اور زمین مین زیادہ قوت پیدا کرے گی اسی طرح درختون اور نباتات کے لئے مفید ہوگی اور انکو قوی کردے گی، اور زمین سے تمام بیماریون کو دور کردیگی خواہ وہ مرض ہوا کی روارت کی وجہ سے ہو یا حرارت یا برودت کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا عفونت کی بناپر ہو غرضکہ معتدل اور فاسد زمین کو اچھی اور بہترین زمین بنادیگی ارض ضنیعفہ جس کا دوسرا نام رقیقہ بھی ہے اس کو اور ارض نزہ اور عرقہ کو پانس کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے،

فصل

جن پانسون کا تذکرہ ہوچکا ہے وہ عموماً تمام فاسد زمینون کے لئے مفید ہین،

لیکن خاص منفعت درخت، نباتات اور ارض ضعیفہ کو حاصل ہوتی ہے، خواہ اس مین
درخت و نباتات ہون یا نہ ہون، خواہ بڑے درخت ہون یا چھوٹے، کمزور زمین
کے لئے ضرورت ہے کہ کئی بار پانس ڈالی جائے بلکہ بار بار ڈالی جائے ایسی زمینون
کو اگر موسم خریف، شتا اور ابتدار ربیع مین روزانہ پانس کی حاجت ہو تو ہر دوسرے
دن اس قسم کی زمین مین ہل چلانا چاہئے اور تیسرے دن پانس ڈالنا چاہئے،
یہ عمل وس، پندرہ دن یا بیس دن تک غرضیکہ اس وقت تک کیا جائے، جبتک
کہ زمین کے اچھے ہونے کا اندازہ نہ کرلیا جائے، اس لئے کہ اگر پانس زیادہ ہوگی
تو زمین کو خراب کردیگی، اور نباتات و زمین دونون کو جلادے گی، اور پھر اس کے
علاج کی ضرورت پڑجائے گی، اس لئے ضرورت کے مطابق پانس استعمال کرنی چاہئے
کیونکہ جب زمین مین پانس زیادہ ہوجائے اور وہ خود پانس اور کھاد کے مثل ہوجائے
تو وہ گرم ہوجاتی اور اسکی سخونت بڑھ جاتی ہے یہانتک کہ اسکو اس علاج کی ضرورت
ہوتی ہے کہ اس زمین مین دوسری کی اچھی مٹی لاکر ڈالی جائے یا شیرین پانی ڈالا
جائے جو اسکی حدت کو کم کردے اور زمین کو درست کردے، اس لئے زمین مین
زیادہ پانس دینے کی ضرورت نہین ہے اور پانس کے منافع مین سے یہ بھی ہے
کہ وہ آفتاب اور ہوا کی تسخین مین مدد و معاون ہوتی ہے، اور اس برودت اور
غلظت کو ایک مناسب درجہ مین رکھتی ہے جو نباتات زمین اور پانی سے حاصل
کرتے ہین، پانس درخت نخل، انگور اور تمام بڑے نباتات کے لئے مفید ہوتی
ہے، اس لئے کہ یہ سخونت کو زمین کے اندر جڑون کے ذریعہ سے پہنچاتی ہے
طاہین ہے کہ ٹھنڈک کے زمانہ مین پانس زمین کی سطح کو گرم کردیتی ہے،

جس سے ہوا کی ٹھنڈک دور ہو جاتی ہے، اور اگرمی کے زمانے مین زمین کی اندرونی تہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے، کیونکہ زمین کا عمق گرمی مین گرم ہو جاتا ہے اور اس سے نباتات کو نقصان پہنچتا ہے، صغریت نے لکھا ہے کہ جب زمین بہت اچھی ہو تو اس مین پانس کی ضرورت نہین ہوتی، لیکن خراب زمین کو البتہ پانس کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اسی قدر ضرورت ہوتی ہے جو خرابی کو دور کر دے، اس سے زیادہ کی ضرورت نہین ہے، اور جو زمین متوسط ہو یعنی نہ بہت ردی ہو نہ بہت اچھی ہو اس کے لئے بھی ہمیشہ پانس کی ضرورت ہے، اور ارض رقیقہ وضعیفہ کو بھی ہمیشہ پانس کی ضرورت ہے تاکہ اوسکی خرابی اور ضعف دفع ہو، بعض پانس سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ مکھیان اور چڑیان زراعت کے قریب نہین آتی ہین،

قوثامی نے لکھا ہے کہ جب طیور اور چمگادڑ کی پانس کو خشک خون کے ساتھ ملا کر اس کی کھاد تیار کیجائے اور پھر اس کو یا تو وہ بالکل پیس ڈالین یا ٹکڑے ٹکڑے کر دین اور پھر ان کو غلہ کے ساتھ بو دین یا چھڑک دین خواہ ارض رقیقہ اور ضعیفہ یا عرقہ اور نزہ ہی کیون نہ ہو یہ کھاد زمین اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید ہو گی نباتات مین نشو و نما جلد ہو گی پھل بہت جلد آئین گے اور اس کے علاوہ تمام امراض و جانور اور کیڑے، مکوڑے، مثلاً سانپ، چوہا، کیڑے غرضیکہ سب کے سب دفع ہو جائین گے اس وجہ سے کہ جب یہ پانس زمین پر پڑیگی اور اس کو پانی کی رطوبت پہنچیگی تو ایک قسم کی عفونت پیدا ہو گی اور پھر نباتات مین ملکر جب یہ پوری زمین مین پھیلے گی تو سخت بدبو اٹھیگی جس سے تمام چڑیان چوہے اور کیڑے وغیرہ بھاگ جائین گے کیونکہ اس بدبو کو وہ برداشت نہین کر سکین گے،

فصل

کھاد کے قوی کے بیان مین،

پالنس کئی قسم کی ہوتی ہین بعض حار ہوتی ہین، بعض بارد ہوتی ہین، بعض سمیت ہوتی ہے، بعض مین نرمی پائی جاتی ہے، یہ تمام پانسین اپنے مخالف مزاج کی زمین مین استعمال کیجاتی ہین، اگر زمین حار ہے تو پانس بارد استعمال کیجائیگی اگر بارد ہے، تو پانس حار استعمال کیجائیگی غرضیکہ اسی طریقہ سے علاج کیا جائیگا،

ط۔ مین ہے کہ حار پانس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کی پانس، اور اسی کے ہموزن چڑیون کی بیٹ اور اسی کے ہموزن بکری کی مینگنی اور اسی کے ہموزن چمگاڈڑ کی پانس اور اتنا ہی روغن زیتون کا تلچھٹ ان سب کو ملا کر ایک عرصہ تک چھوڑ دیا جائے یہانتک کہ بدبو اور کیڑے بھی پیدا ہو جائین اور پھر خشک ہو جائے اس کے بعد یہ اس انگور مین دیجائے جس مین ٹھنڈی ہوا لگ گئی ہو، یا اسی قسم کے درختون مین دیجائے جسکو ٹھنڈک سے نقصان پہنچ گیا ہو، نرم پانس گائے کا گوبر بکری کی مینگنی اور کھور کی مٹی ملا کر پیسکر تیار کیجاتی ہے اس مین انسان اور چڑیون کی پانس نہین ہوتی ہے،

اور کہا ہے کہ اگر ایسی پانس کی ضرورت ہو جس مین بہت تیز حرارت ہو اور جسکی وجہ سے گم شدہ حرارت پھر پیدا ہو جائے تو مذکورہ بالا حار پانس مین پودینہ، یاسمین، نسرین، نمام (ایک قسم کا پودینہ) بادروخ، اور کرفس وغیرہ کی راکھ ملا دیجائے ان راکھون کو اور دوسرے گرم نباتات کی راکھون کو ملانے سے ایک عجیب کیفیت

حاصل ہوتی ہے، غرضکہ اس راکھ کو مذکورہ پانس مین خوب ملا دیا جائے یہانتک کہ
تعفن پیدا ہوجائے پھران درختون مین استعمال کیجائے جسکو سخت ٹھنڈک پہنچ چکی ہو،
دسمی پانس جسکا دوسرا نام شیرین پانس ہے گائے کے گوبر سے بنائی جاتی
ہے، غلون کے بھوسے رطب اور لعابدار نباتات کی پتیون کو ملا کر تیار کیجاتی ہے،
بارد پانس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کے ساتھ خشخاش بری، بالبستانی کی
پتیان، اسکا درخت اور اسکی شاخین خوب ملا دیجائین، یہان تک کہ تعفن پیدا ہوجائے
بعض لوگ کہتے ہین کہ انسان گدھے اور گائے کی پانس مین یہ سب بھوسہ ملا دیا
جائے تو یہ پانس مشیت الٰہی سے ان تمام نباتات کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی
جس کو حدت، حرارت، یرقان، یا گرم ہوا لگ گئی ہو، اس کے علاوہ بارد پانس
بنانے کا دوسرا طریقہ چاول کی فصل مین دیکھو اور گرم پانس کی ترکیب سلق کی زراعت
کے بیان مین دیکھو،

فصل

یہ گرم پانسین کبھی انگور کے لئے نہ استعمال کیجائین ورنہ اسکی جڑ جل کر خشک
ہوجائیگی اور ایسی بیماری پیدا ہوجائیگی جس سے پھل خشک ہوجائے گا، جب درخت
اور نباتات، گرم پانسون سے متحمل نہ ہوسکین تو اس مین ان غلون کے بھوسے
ملا دینے چاہئین جو غذا مین استعمال کئے جاتے ہین، جب انکے بھوسے اسمین
سڑ جائین گے تو اس کو معتدل بنا دینگے اور انگور کے لئے باقلا جو اور گیہون کا
بھوسہ بہت زیادہ مفید ہے، اور پھر پانس کی گرمی سے نقصان کا اندیشہ نہین رہتا،

ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم ابن بصال اور حکیم ابوالخیر وغیرہ نے اپنی کتابون مین پانس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جو پانس زراعت مین استعمال کیجاتی ہے وہ سات کی قسم کی ہوتی ہے،

انشاء اللہ ان کا ذکر آئے گا، پرانی پانس مین نئی پانس کے مقابلہ مین زیادہ رطوبت ہوتی ہے، اور نئی پانس مین پرانی پانس کے بہ نسبت زیادہ حرارت ہوتی ہے، لیکن وہ غیر مفید اور مضر ہوتی ہے، اسی وجہ سے ایک سال کے بعد پانس استعمال کرنی چاہیے، یا اس سے بھی زیادہ دنون کے بعد اور اگر ضرورت پڑجائے تو پرندونکی بیٹ اور راکھ کو پکاکر استعمال کیا جائے انشاء اللہ اسکی ترکیب آگے آئیگی،

کبوتر، فاختہ، تیتر، اور جنگلی کبوتر، کی بیٹ مین سخت حرارت اور یبوست ہوتی ہے، خواہ یہ پرانی ہو یا نئی اس سے ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے جنکو بہت ٹھنڈک پہنچ گئی ہو، اور انسان کی پانس سے بھی ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے جنکو گرمی نے ضرر پہنچایا ہو پانس گرم زمین کو مرطوب بناتی اور غلظت کو تحلیل کرتی ہے، اور بار و مین سخونت پیدا کرتی ہے کمزور کو قوت بخشتی ہے، اچھی زمین کو اور اچھا کرتی ہے، باقلا، جو اور گیہون کا بھوسہ بھی زمین کے لئے مفید ہوتا ہے، خواہ سب ملا کر استعمال کئے جائین یا فرداً فرداً سڑا کر یا اس سے قبل ہی،

فصل

پرندون کی بیٹ

خ مین ہے کہ پرندون کی پانس نباتات کے لئے زہر قاتل ہے سوا حمام

یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس کے یہ تمام پانسون سے افضل ترین پانس ہے، اس کا
مزاج بہت زیادہ حار اور یابس ہوتا ہے، ص مین ہے کہ اس مین اعتدال سے
زیادہ حرارت اور رطوبت پائی جاتی ہے،

خ مین ہے کہ نباتات کے لئے سب سے زیادہ مضر پانس آبی چڑیون کی پانس
اور مرغی اور مرغابیون کی پانس ہوتی ہے، لیکن حمام یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس سے نباتات
بہت جلد بڑھتے ہین اور اگر اس کے نمو مین کوئی شئے حائل ہوئی تو اسکو یہ دفع
کردیتی ہے، اور اگر نباتات کو برودت اور جمود لاحق ہو تو یہ شیرین پانی مین ملا کر
استعمال کیجاتی ہے، جس سے برودت کا ازالہ ہو جاتا ہے، یہ تمام درختون اور
نباتات کے لئے مفید ہے، خصوصیت سے مہندی اور زیتون کے لئے تو اسمین
عجیب منفعت ہے،

ص نے لکھا ہے کہ جب نباتات کو بہت ٹھنڈک پہنچ جائے تو یہ پانس
مثل بارش کی کام دیتی ہے، اس کا استعمال پانی مین حل کر کے کیا جاتا ہے، اور
بغیر ضرورت کے کسی وقت اس کو استعمال کرنا نہین چاہیئے، کہ ارض ضعیفہ کے
لئے بھی یہ پانس بہت مفید ہے، یہ پانس اپنی حرارت مین دوسرے درجہ پر ہے،

ق نے کہا ہے تمام چڑیون اور بطون وغیرہ کی پانس تمام درختون اور
نباتات کے لئے جنکو پانس کی ضرورت ہو مفید ہوتی ہے اور ہر قسم کے امراض
کا ازالہ کر دیتی ہے، ط مین ہے کہ کبوتر و فاختہ، وراشین، اور چڑا چڑی کی پانس
سب مساوی درجہ کی ہوتی ہین، انسان کی پانس بھی اچھی پانس ہوتی ہے،
خ، نے کہا ہے اس کا استعمال خشک کر کے پیسکر ہوتا ہے، اسکی طبیعت مین

حرارت، رطوبت، اور لزوجبت پائی جاتی ہے، ص نے کہا ہے کہ اس کے مزاج
مین رطوبت، لزوجبت اور متوسط درجہ کی حرارت پائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ
انسان کی پانس مین جب تعفن پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بارد اور مرطوب ہو جاتی ہے،
خ نے کہا ہے کہ جب انسان کی پانس پرانی ہو جاتی ہے تو اسکی رطوبت مین اضافہ
ہو جاتا ہے، ص اور دوسرون نے کہا ہے، کہ انسان کی پانس، موسم گرما کی ترکاریون
مین مثلاً کدو، بیگن، خرفہ، پیاز، قنبیط، یربوز، مہندی وغیرہ کے لیے بہت زیادہ مفید
ہے، اسی طریقہ سے خس اور نخل کے لئے بھی بہت زیادہ مفید ہے، اس کا استعمال
حوض کے پانی کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر یہ گرمی کے موسم مین سبزیون مین استعمال
کیجائے تو بہت مفید ہوتی ہے ذرا بھی نقصان نہین پہنچاتی، جب گرمی کے زمانہ
مین شدت گرمی کے وجہ سے درخت وغیرہ سوکھ جائین تو اس کا استعمال پانی مین
ملا کر کرنا چاہیئے، یہ بہت زود اثر ہو گی اور بہت جلد نفع ہو گا، کہا جاتا ہے، کہ انسان
کی پانس تمام پانسون سے بہترین پانس ہے یہ تمام نباتات اور گھاس کو جو زراعت
کو نقصان پہنچاتی ہین زائل کر دیتی ہے لیکن زیتون کے درخت کے لئے مضر ہے،
اور انگور کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، کہا جاتا ہے یہ اپنی افضیلت مین تیسرے
درجہ پر اور کبوتر و فاختہ کے پانس کے بعد اس کا درجہ ہے، بھیڑ، بکری، اونٹ،
ہرن، بارہ سنگھا، بھیڑ و بکری کے بچون کی مینگنیون کے متعلق خ نے لکھا ہے
کہ یہ میگنیان اپنے اوصاف مین یکسان ہین یہ حار اور رطب ہوتی ہین لیکن کبوتر
و فاختہ کی بیٹ سے کم درجہ کی حرارت و رطوبت ہوتی ہے، جب تک یہ سڑ
نہ جائے اور اس مین جو نباتات سڑنے کے وقت پیدا ہوتی ہین وہ سوکھ اور مر نہ جائین

اس وقت تک اس کا استعمال نہین کرنا چاہیے، اور اگر یہ نباتات مردہ نہون تو نقصان پہنچائین گے اگر یہ گیہون اور روئی کی زراعت کے پہلے استعمال کیجائے تو اسکی تعفن بہت زیادہ مفید ہوگی اور جنگلی پھٹنے والی زمین کے لئے یہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، جب یہ مینگنیان دوسری پانسون کے ساتھ مل کر سڑ جائین تو تمام نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے،

ق نے کہا ہے، کہ بہترین مینگنی بھیڑ اور بکری کی ہوتی ہے، گائے کا گوبر اور اونٹ کی مینگنی تمام نباتات کے لئے جنکو اسکی ضرورت ہو بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ بھیڑ کی مینگنی اپنی حرارت مین چوتھے درجہ مین ہے اور بکری کی مینگنی قوت مین اس سے بھی کم ہے اور اس کے بعد گائے کی گوبر کا درجہ ہی،

خ نے کہا ہے، خنازیر کی پانس نباتات کے لئے زیادہ مضر ہے، بلکہ سمّ قاتل ہے اور دوسرون نے کہا ہے کہ اسکی پانس تمام نباتات کے لئے بجز تلخ بادام کے مضر ہے، جانورون کی پانس مثلاً، گھوڑا، گدھا، خچر، ان تمام کے متعلق خ نے لکھا ہے، کہ یہ سب ایک قسم کی ہین انکی طبیعت مین حرارت اور رطوبت دونون ہوتی ہے، مذکورہ پانسون کے علاوہ اور بھی مفید پانس ہی، یہ پانس تنکے گھاس، پتھر اور ہڈیون کے تنقیہ اور صفائی کے قبل استعمال کیجاسکتی ہین، ص نے کہا ہے کہ یہ بہت اچھی پانس ہے صاف کرنیکے بعد خالص استعمال کیجاتی ہے، لیکن صرف موسم سرما مین تعفن اور سڑنے کے بعد کدو، بیگن، کھیرے اور قرقاص وغیرہ مین بھی استعمال کیجاتی ہے اسی طریقہ سے تازہ گوبر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ پانس گدھے کی لید کی بھی اچھی ہوتی ہے، اس کے

بعد خچر اور گھوڑے کی ہوتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہترین لید گھوڑے اور خچر کی ہوتی ہے
لیکن اس صورت مین جبکہ خالص ہو اور اگر یہ حار پانس سے ملادی جائے تو اور
اچھا ہو جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانس جو جانور کے گوبر اور لید امیگنی اور چڑیون
کی بیٹ سے مخلوط ہو وہ بہترین اور اعلیٰ درجہ کی پانس ہے اور یہ زیتون کے لئے بہت
زیادہ مفید ہوتی ہے، اور وہ پانس جس مین مکانون کا کوڑا کرکٹ شامل ہو وہ خراب
پانس ہوتی ہے، لیکن جس وقت اس مین تعفن پیدا ہو جائے اور خوب سٹر گل جائے
اور ایک سال گذر جائے تو درخت اور سبزی اور زراعت کے لئے بہت زیادہ
مفید ہوتی ہے، اور اس مین خرفہ، یربوز (ایک قسم کا یمانی ساگ ہے) (سرمن)
بتھوے کا ساگ، بقلہ الانصار جسکو رنب بھی کہتے ہین اور سلوقیہ وغیرہ خصوصیت سے
ہوتے ہین،

ص نے کہا ہے کہ وہ پانس جسمین حرارت، رطوبت، ملاحت، لزوجت ہو
بمقابلہ دوسرون کے بہت کم استعمال کیجاتی ہے، مگر اس قسم کی بھی کھاد ایک سال سے
قبل نہین استعمال کرنی چاہئے ورنہ اس مین ایک قسم کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو اپنے
آس پاس کی چیزون کو بہت نقصان پہنچاتا ہے یہ پانس ایک سال کے بعد تمام
سے افضل اور تمام سے زیادہ مفید اور زمین کے بہت زیادہ موافق ہو جاتی ہے،
اس لئے کہ ایک سال بعد اس کے تمام اجزا مین اعتدال پیدا ہو جاتا ہے، اور
اگر اس پر دو سال گذر جائین تو اور اچھی ہو جاتی ہے اسی طریقہ سے اگر تین سال گذر گئے
تو وہ بہترین پانس ہو جاتی ہے، اور اس کے بعد تو وہ تمام زمینون کے لئے حتیٰ کہ
ریتیلی زمین کے لئے بھی مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اگر یہ نئی ریت مین حمامات

کی راکھ کا تیسرا یا چھٹا حصّہ ملا دیا جائے تو سخت تعفن پیدا ہوگا اور پھر یہ زمین درست ہو جائیگی، حمامات کی پانس، یہ وہ پانس ہے جس مین راکھ اور کوڑا و کرکٹ ملا ہوا ہو یہ پانس کھاری یا بس غیر مرطوب ہوتی ہے، یہ تنہا صرف ارض غلیظہ کے تحلیل کرنے کیلئے یا اس کے مسامات کھولنے کے لئے استعمال کیجاتی ہے کیونکہ اگر زمین سخت یا غلیظ ہو یا سبزیون کے لئے غیر موافق ہو تو ان بند مسامات کے کھولنے اور زمین کو درست کرنے کے لئے یہ مفید ہوتی ہے، یہ تنہا اس وقت تک قابل استعمال نہین ہوتی جبتک کہ کئی سال نہ گذر جائے تاکہ ہوا کی وجہ سے کچھ رطوبت پیدا ہو جائے اور اسکی حرارت و رقت مین کمی آجائے یا وہ زمین جس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین اُن کے ہلاک کرنے مین البتہ خاص وصف رکھتی ہے، یہ کیڑے اکثر تعفن وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہین، مثلاً دود، اور طرطان وغیرہ جو نباتات کی جڑون کو کھا جاتے ہین،

ص نے کہا ہے حمامات کی راکھ مین یبوست اور ملاحت ہوتی ہے اور رطوبت نام کو بھی نہین پائی جاتی اس سے تمام وہ کیڑے جو باغون اور کھیتون مین پیدا ہوتے ہین اور جو نباتات کو نقصان پہنچاتے ہین ان کا ازالہ کلی ہو جاتا ہے،

اگر یہ صورت کیجائے کہ کسی حوض مین حمامات کی راکھ پھیلا دیجائے اور اوپر سے خوب پانس بچھا دی جائے اور پھر زراعت کیجائے تو یہ کیڑے جب نباتات کو دیکھین تو یہ راکھ ان کے سامنے ڈالدیجائے، یہ راکھ ان کیڑون اور نباتات کے درمیان حائل ہو جائیگی یہانتک کہ وہ فرار ہو جائین گے، یہ راکھ ارض غلیظہ کو بالکل رقیق کر دیتی ہے، کہا جاتا ہے کہ راکھ حار ہوتی ہے اور جب نباتات کو سردی زیادہ پہنچ جائے تو بہت مفید ہوتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ کی کتاب مین ہے، کہ

یونیوس نے کہا ہے کہ راکھ بقول کے لئے تمام پانسون سے بڑھکر ہے، اس لئے
کہ لطیف اور باریک راکھ طبعًا شدید الحرارت ہوتی ہے، اس لئے یہ ایک جانب تو بقول
کے لئے غذا بنتی ہے اور دوسری طرف تمام کیڑون اور جو زمین مین پیدا ہوتے ہین ان کو
ہلاک کر دیتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ یونیوس کا وہم ہے اس لئے
کہ اس رماد مین بہت زیادہ یبوست ہوتی ہے اگر زمین حار ہو اور اس مین راکھ
ڈالدیگئی تو اس زمین سے رطوبت فنا ہو جائیگی، اور زمین بہت کمزور ضعیف ہو جائیگی
ہان اسکی غرض زمین مین ڈالنے سے البتہ یہ ہونی چاہیئے کہ اسکی وجہ سے کیڑے
نہ رہنے پائین، اور جب اسکو زمین مین ڈالنا ہو تو اس کے ساتھ مرطوب و متعفن
پانس ملا دیجائے تاکہ اسکی یبوست کم ہو جائے،

ک نے لکھا ہے کہ بقول کے لئے افضل ترین پانس یہ راکھ ہے اسکی وجہ
سے کیڑون کا ازالہ ہو جاتا ہے، اس کے بعد کبوتر (حمام) وغیرہ کی بیٹ کا درجہ ہے
اس کے علاوہ بکری کی مینگنی اور دوسری پانسون کا بھی استعمال ضرورت کے وقت
کرنا مفید ہوتا ہے، لیکن جو پانس بقول مین استعمال کیجائے وہ مرطوب نہ ہو ورنہ
اس سے کیڑے پیدا ہونگے جو اس کو نقصان پہنچائین گے، ط مین ہے کہ بکری کی
مینگنی اور گائے کا گوبر دونون زراعت کے لئے مصلح اور مفید ہین جانورون کا گوبر
درختون کے لئے اور انسان کی پانس نخل وغیرہ کے لئے اور (حمام) کبوتر وغیرہ
کی پانس تمام درختون کے لئے مفید ہے، اگر یہ پانس بوتے وقت دانون کیسا تھ
ملا کر تر زمین مین استعمال کیجائے تو غلون کو بہت مفید ہو گی، لیکن اگر خشک زمین
مین استعمال کیجائے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا، لیکن جب دوسری پانس نہ ملے تو

اسی کو استعمال کرین، ص اور خ کا قول ہے، کہ کبھی یہ بھوسے اور کٹی ہوئی گھاس مین راکھ ملا کر تیار کیجاتی ہے، خ نے کہا ہے، اسکو تھوڑی سی مٹی سے چھپا دیا جائے اور اگر میسر ہو تو گرم پانی ورنہ ٹھنڈا پانی اس پر کئی مرتبہ چھڑکدیا جائے یہانتک کہ بارش کا موسم آجائے اور اگر گرم پانی میسر نہو تو انسان کا پیشاب چھڑک دیا جائے پھر اس کو اپنی حالت پر ایک سال تک چھوڑ دیا جائے اور اس عرصہ مین کئی مرتبہ الٹ پلٹ کر دیا جائے اس کے بعد اس مین سے پتھر وغیرہ نکال کر صاف کر دیا جائے اور پھر خوب چلایا جائے یہانتک کہ تعفن پیدا ہو اور خراب اجزات نکلنے لگین، پھر ایک سال کے بعد استعمال کیجائے تو وہ ہر فصل و موسم مین ہر قسم کے درختون کے لئے مفید ہوگی خصوصیت سے یہ زیتون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، ص نے کہا ہے کہ اس طرح کی مرکب پانس بہت زیادہ قوی ہوتی ہے،

دوسرا طریقہ،

مختلف جانورون کی پانس ایک گڑھے مین جمع کر کے اس پر راکھ ڈالدی جائے اور پھر شیرین پانی ڈالا جائے اور خوب الٹ پلٹ دیا جائے یہانتک کہ وہ متعفن ہو جائے تو یہ پانس زیتون اور ضمار کے لئے بہت مفید ہوتی ہے اور اگر اس مین تین ڈھیر مٹی ملادی جائے تو زراعت کے لئے مفید ہو جائے گی،

ایک اور ترکیب

ص اور دوسرون نے کہا ہے مرکب پانس کا ایک بوجھ یا اس سے کم لیا جائے

اور ویسا ہی تین بوجھ مٹی کا ملا کر پانس تیار کیجائے، خ نے کہا ہے کہ ایک جز، راکھ کا اور ایک جز زیت کا بھی ہو پھر ان سب کو خوب ملا کر ایک سال تک چھوڑ دیا جائے اس عرصہ مین اگر بارش نہ ہو تو کئی مرتبہ ٹھنڈا اور گرم پانی چھڑکا جائے پھر یہ انشاء اللہ بہترین پانس ہو جائیگی، اور جب ضرورت ہو استعمال کیجا سکتی ہے،

دوسری ترکیب

ص نے کہا ہے کہ کبوتر وغیرہ کی بیٹ کا ایک بوجھ اور مٹی کا دس بوجھ خ نے کہا ہے اور زیتون کی گٹھلیون کا ایک بوجھ یہ سب ملا کر پانس تیار کیجائے تو بہترین پانس تیار ہو جائے گی اور یہ ایک سال کے بعد استعمال کیجائے،

ق نے کہا ہے مین نے بعض پانسون کا ایسا تجربہ کیا ہے جسکا نبطیون اور دوسرون نے بھی تذکرہ نہین کیا ہی، لکھا ہے کہ مین نے ان مذکورہ بالا مشہور پانسون کو جلا کر ان کی راکھ استعمال کی ہی اس کو بھی مین نے جودت اور منافع مین درختون اور نباتات کے لئے بہترین پایا، میرا خیال ہے کہ حمامات کی راکھ مین جو پانس ڈالی جاتی ہے وہ اسی طرح جلا کر ڈالی جاتی ہے،

ص نے لکھا ہے کہ لوگون کا قول ہے کہ پانس ایک سال سے قبل استعمال نہین کیجا سکتی لیکن اگر کوئی شخص ایک سال کے قبل استعمال کرنا چاہے تو اسکو چاہئے کہ جن پانسون کی اوسکو ضرورت ہو ان سبکو برابر برابر اکٹھا کر کے ایک جگہ پر رکھے اور پھر علیحدہ علیحدہ گڑھے کھودے پھر ہر ایک گڑھے مین پانس کے بیسوین حصہ کے برابر (حمام) کبوتر وغیرہ کی بیٹ ڈالدے یا اس سے زیادہ، اس کے بعد اوسکو

پانس سے چھپاکر چھوڑ دے وہ پانس ایک مہینہ مین گل جائے گی اور قابل استعمال ہو جائیگی اور وہ ایسی ہو جائے گی جیسے تین سال کی پانس،

مین نے ایک مرتبہ جانورون کا گوبر، مکان کا کوڑا و کرکٹ، اور گوساون کی سیاہ مٹی اور راکھ ان تمام کو ملا کر ایک وسیع میدان مین ڈال دیا، یہانتک کہ بارش ہوئی اور پھر پھاوڑون سے منتشر کیگئی کیونکہ بارش کی وجہ سے اس مین رطوبت باقی رہی اس کے بعد اس سے پتھر وغیرہ صاف کردے اور اس کو قدمون سے خوب روندا گیا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا، یہان تک کہ وہ چڑیون کے بیٹ کے قوام کے مانند ہو گیا اور اس سے ایک قسم کی تعفن آنے لگی، پھر اس مین زیتون کی جڑ نصف بوجھ اوسط درجہ کا ڈال دیا گیا تو مین نے اس مین بڑا فائدہ پایا اور بہت مفید ثابت ہوئی مین نے ایسا ہی کئی سال کیا، یہ تھوڑی سی مرکب پانس بہت سی مفرد پانس کا کام دیتی ہے،

فصل

(عربونکے مہینون کے لحاظ سے پانس دینے کا وقت)

ط، مین ہے کہ مہینہ کے ابتدا مین نہ درخت لگائین نہ زراعت کرین نہ کوئی بیج بوئین یہانتک کہ چاند شمس کے محاذات سے گذر جائے اور جب چاند گھٹنا شروع ہو جائے تو کھیتون مین پانس دیجائے اور زراعت کیجائے چاند کی یہ حالت سولھوین تاریخ سے شروع ہوتی ہے اور آخر ماہ تک رہتی ہے، اس سے صرف زیتون مستثنیٰ ہے اس مین جب چاند ترقی پر ہو تو پانس دینا چاہئے اسکیلئے

ابتدائے ماہ سے نصف تک کی تاریخین ہین اس صورت مین بہت نفع ہوگا اور اگر چاند کے گھٹتے وقت پانس دیگئی تو نفع ہوگا، جس رات مین چاند بدر ہوتا ہے، تو وہ نباتات کی قوت، نمو، حسن، اور منظر مین اضافہ کرتا ہے،

فصل

شمسی سال کے حساب سے پانس دینے کا وقت انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان باب الجامع کے بیان مین آئے گا،

فصل

پہلے گذر چکا ہے کہ بہت سے درخت اور نباتات ایسے بھی ہین جنکو پانس کی ضرورت نہین ہوتی اور بہت سے ایسے اشجار و نباتات ہین جنکو پانس کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اشجار و نباتات جنکو پانس کی ضرورت نہین ہوتی وہ کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین مذکور ہین یعنی اخروٹ، بندق، اثل، اثل (جھاؤ کا درخت) خروب شامی، بلوط، شاہ بلوط، غار، شجر الحیہ الخضراء، زیتون بری ورد (گلاب) وغیرہ غرضیکہ اسی قسم کے درخت جو جنگلون مین اکثر اگتے ہین، جنکی طبیعت مین خشونت و غلظت ہوتی اور جنکو غلیظ اور سخت زمین موافق ہوتی ہے، ان کو پانس کی ضرورت نہین ہوتی اور اگر پانس دی جائے تو ان کے لئے مفید ہوگی، لیکن اگر پانس نہ دیجائے تو نقصان نہ ہوگا، اس لئے کہ سخت سفید اور گرم زمین ان درختون کے لئے بہت موزون و انسب ہوتی ہے،

یہی وجہ ہے کہ ان درختون کی زمین کو جوتنے اور درست کرنے کی ضرورت نہین ہوتی ہان اگر اس مین ہل وغیرہ چلایا جائے اور پانس دیدیجائے تو بہت مفید ہو گی، قوتامی نے لکھا ہے، کہ تمام وہ اشجار جنمین دھنیت پائی جاتی ہے، ان کو پانس کی ضرورت نہین ہوتی لیکن اگر پانس دے دیجائے تو مفید ہو گی مضر نہ ہو گی، یہ اس قسم کے درخت ہین جو اپنے ہی جیسے درختون سے مرکب ہوتے ہین، وہ درخت جو پانس کے متحمل نہین ہوتے، ریحان، یاسمین، لیمون نارنگی، کیلا، وغیرہ ہین، وہ درخت جنکے لئے پانس سم قاتل ہے (سفرجل) بہی حب الملک ہیب، گلاب، رند، صنوبر، کشمش وغیرہ، گوندوالے درختون کو پانس خراب کر دیتی وہ سبزی اور خوشبو کے درخت جنکے لئے پانس مضر ہوتی ہے کیلا، مردودش، بنفشہ، پودینہ، ریحان، باذروخ اور سبزیون مین سے مولی شلجم، گاجر، وغیرہ ہین، وہ درخت جو پانس کے متحمل ہوتے ہین اور پانس ان کیلئے مفید ہے، زیتون، انجیر، بادام، نخل، امرود، انار، عناب، پستہ وغیرہ ہین،

تیسراباب

پانی کے ان اقسام کے بیان مین جو درخت اور سبزی کی سیرابی کیلئے مختلف طریقہ پر استعمال کئے جاتے ہین، اس کا بھی ذکر ہے کہ باغون مین بالیان کیونکر کھودی جائین ہین اور زمین کو برابر اور مسطح کر کے کس طرح پانی پہنچایا جاتا ہے، ان چیزون کا بھی ذکر ہے جن سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ زمین سے پانی دور ہے یا نزدیک ہے:

ط نے لکھا ہے کہ پینے کا عمدہ پانی شیرین کہلاتا ہے جس مین کوئی ایسا مزہ نہین ہوتا جو اس پر غالب ہو، شیرین کا ذائقہ سادہ ہوتا ہے اور کڑوا پانی سب سے خراب ہوتا ہے، اس کے بعد تلخ اور شور پانی ہوتا ہے، پھر اسکے بعد کسیلا اور قابض پانی ہوتا ہے، اس کے بعد وہ پانی ہوتا ہے جس مین بعض معدنیات کا مزہ آجاتا ہے،

خ نے لکھا ہے کہ پانی کی چھ قسمین ہین، (۱) شیرین پانی سب سے زیادہ ہلکا ہوتا ہے اور انسان اور نباتات کی غذا مین استعمال کیا جاتا ہے، (۲) بارش کا پانی یہ نہایت عمدہ پانی ہوتا ہے تمام نباتات کے لئے مفید ہے خصوصاً ردئی اور ان پودون کے لئے جو ایک تنے پر قائم ہوتے ہین، اور جنکی جڑین زمین کی سطح سے قریب ہوتی ہین، یہ پانی ترکاریون کے لئے

بھی مفید ہے، ص نے لکھا ہے کہ یہ سب سے اچھا پانی ہوتا ہے، تمام نباتات اسکی وجہ سے سرسبز ہوتے ہین کیونکہ اس مین شیرینی اور رطوبت کافی ہوتی ہے چقندر، انگور، بیگن، وغیرہ کے لئے اکسیر ہے،

(۳) نہرون کا پانی، خ مین لکھا ہے کہ نہر کا وہ پانی جو شیرین اور صاف ہے وہ نباتات کی سیرابی کے لئے مفید ہے مثلاً کدو، بیگن لہسن، پیاز، ساگ اور دوسرے قسم کے اشجار وغیرہ، بعض جنگلی درختون کے لئے بھی مفید ہے، جیسے السی اور ہر قسم کے خوشبودار درختون کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے، جیسے خرفہ کا ساگ، رائی، اور صنوبر وغیرہ، یہ تمام نباتات نہر کے پانی کے محتاج ہوتے ہین، بشرطیکہ ان مین کھاد زیادہ ہو، اسی طرح وہ پودے جنکی جڑین کمزور ہین اور زمین کی سطح کے قرب ہین نہر کے پانی اور کھاد کے محتاج ہین اور یہ دوسرے پانی کے مقابلہ مین نہر کے پانی سے زیادہ بڑھتے ہین،

ص نے لکھا ہے، نہر کے پانی مختلف طبائع کے ہوتے ہین، یبوست رطوبت اور سختی یہ سب ان مین موجود ہوتی ہے، چونکہ یہ زمین کی رطوبت کو خشک کر دیتا ہے اسلئے کمزور پودے اسکی سیرابی کے محتاج ہوتے ہین،

(۴) کڑوا اور شور پانی، ص نے کہا ہے کہ باغ کے بعض پودون کے لئے یہ دونون مفید ہین جیسے، عرفج، رجلہ، یربوز، (یہ سب یمن کی ترکاریان ہین) اور قطف، دستی، خس، ہندبار، (کاسنی) سوسن، ملوخیہ وغیرہ، یہ دونون قسم کے پانی سے سیراب ہوتے ہین اور السی، کدو، بیگن، حنا، پودینہ وغیرہ کو سیراب کرنے کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہین،

(۵) چشمون کے شیرین پانی، خ نے لکھا ہے کہ یہ پانی باغ کے درختون کیلئے کار آمد ہوتا ہے جسکا ذکر ہمنے اوپر نہین کیا ہے، ص نے لکھا ہے کہ کنوان اور چشمہ کا پانی ان پودون کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے جنکی جڑین زمین مین زیادہ دور تک دبی ہون جیسے گاجر، اور شلغم، وغیرہ، اس پانی کے بغیر یہ اچھی طرح نہین ہو سکتے خواہ زمین بارش کے پانی سے تر ہو یا نہ ہو کنوین اور چشمہ کا پانی سخت موسم سرما مین بھی پودے کو متحرک کر دیتا ہے اور اسکی خرابی کو دفع کر دیتا ہے پودے سال کے تین وقتون مین چشمہ کے پانی کے محتاج ہوتے ہین، موسم سرما، خریف، اور ربیع کے زمانہ مین، لیکن موسم سرما مین یہ پانی پودے کو اپنی رطوبت اور حرارت سے متحرک کر دیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس مین کھاد کثرت سے ڈالنی چاہئے، اسی طرح فصل خریف اور ربیع مین بھی یہ پانی پودون کا مصلح ہے

(۶) کھارا پانی، یہ اور دریا کا پانی نباتات کیلئے مصلح نہین ہے بلکہ تمام درختونکا مفسد ہے، لوہا، گندھک، تانبے کے کانون کا پانی بھی نباتات کے موافق نہین ہے، بہر حال سب سے عمدہ شیرین پانی ہوتا ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا،

فصل

اُن علامات کا بیان جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانی سطح زمین سے قریب ہے یا دُور،

جو شخص ایک کنوان کھودنا چاہتا ہے تو اسکو مختلف قسم کے نباتات کی تحقیقات اور زمین کی رنگت، بو اور ذائقہ وغیرہ کے پہچاننے کی ضرورت ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کرینگے،

ظ مین ہے کہ جن پہاڑون مین پانی زمین کے متصل ہی وافر طریقہ پر ہوتا ہے، انکی سطحون پر ایک نمایان تری ہوتی ہے جو چھونے، بغور دیکھنے سے نظر آتی ہے خصوصاً دن کے آخری یا ابتدائی حصہ مین زیادہ نمایان ہوتی ہے، اگر تمکو اس مین شبہہ ہو تو ایک دور مقام سے تھوڑی سی مٹی لاؤ اور پہاڑ کے تپھرون پر یا زمین کی سطح پر اس کو چھڑک دو اور تھوڑی دیر انتظار کرو پس اگر یہ مٹی نم ہو جائے تو تمکو یقین کرنا چاہئے کہ اسی پہاڑ نے اس کو نم کیا جو زمین کے متصل واقع ہے، جس قدر یہ پہاڑ زمین کی سطح سے قریب ہوگا اور جتنا اس مین پانی زیادہ ہوگا اسیقدر مٹی مین نمی اور تری آئے گی، لیکن اگر پانی کم اور زمین کی سطح سے دور ہوگا، تو نمی بھی کم ہوگی،

بعض اوقات پہاڑون مین پانی کا پتہ اسکی روانی کی آواز سے بھی چلتا ہے، جو غور سے سننے کے بعد سنائی دیتی ہے اور زمین کی صورت سے بھی پانی کا پتہ لگتا ہے آیا اس مین چکنائی ہے یا کھردراپن ہے نرمی ہے یا سختی اور دوسرے قسم کے حالات سے بھی اندازہ ہوتا ہے اگر مٹی چکنی اور سیاہ رنگ کی ہو یا گرد آلود ہو تو تمکو یقین کرنا چاہئے کہ اس مین پانی موجود ہے بلکہ اسکی گہرائی مین پانی کثرت کے ساتھ ہے، اور اگر زمین نرم، چکیلی اور سیاہ رنگ کی ہو حتی کہ وہ گوندھی جائے تو اس سے روغن نمودار ہو تو وہ روغن دار کہلائیگی اس مین بھی پانی افراط سے ہوتا ہے اور اگر زمین سخت، کھردری بنجر ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس مین پانی مطلقاً نہین ہے، اسی طرح اگر زمین کی سطح پر مختلف قسم کے ڈھیلے نظر آئین اور وہ سخت اور کھردرے ہون، اور زمین کی سیاہی کے باوجود انکی رنگت زردی مائل بہ سفیدی ہو تو اس مین بھی پانی کا بالکلیہ وجود نہ ہوگا، اور اگر ان ڈھیلون کی رنگت سوکھی ٹھکریون کی طرح ہو تو اس مین بھی یقین رکھنا چاہئے

کہ پانی نہین ہے کیونکہ اس مین کنکریون کی طرح سخت مٹی ہے جو اسپر دال ہے، کہ اس مین کوئی تری یا نمی نہین ہے،

پانی کی قربت یا بعد کا پتہ مٹی کے ذائقہ اور اسکی خوشبو سے بھی چلتا ہے اگر اسکا اندازہ کرنا چاہو تو زمین مین ایک ہاتھ کا گڈھا کھودو اور نیچے کی مٹی لیکر شیرین پانی سے اسکو صاف کرو اور اسکو کسی صاف و شفاف ظرف مین رکھو، پھر پانی اور مٹی دونون کو چکھو، اگر ان دونون کے ذائقہ مین تلخی ہو تو اس زمین مین پانی نہ ہوگا، اور اگر ان کا ذائقہ تیز کھارا ہو تو اس مین بھی پانی نہ ہوگا، لیکن اگر ہلکا کھارا ہو تو یہ زمین پانی سے کچھ قریب ہوگی، اور اگر اس مین کوئی ذائقہ نہ ہو تو وہ پانی سے زیادہ قریب ہوگی اور اگر بد ذائقہ ہو تو پانی اس زمین کی سطح سے بالکل قریب ہوگا دوسری صورت یہ ہے کہ مٹی کو سونگھو، اگر اسکی بو اس مٹی کیطرح ہو جو نہرون اور باؤلیون سے نکالی گئی ہو اور خشک ہو گئی ہو تو زمین سے پانی چند ہاتھ کے فاصلہ پر ہوگا، اسی طرح اگر عفونت یا کائی کی بو ہو تو بھی پانی قریب مین ہوگا،

ط، ص، خ کی کتابون مین مذکور ہے کہ پانی اس زمین سے بھی قریب ہوگا جس مین سرو، بطم، علیق، عوسج (ایک قسم کا کانٹا ہے) صعتر وغیرہ پیدا ہوتے ہون، ط کی کتاب مین ہے کہ عوسج صغیر پانی پر دال ہے لیکن عوسج کبیر چونکہ وہ خشک زمین مین ہوتا ہے، اسلئے وہان پانی دور مقام پر ہوتا ہے بر خلاف اس کے عوسج صغیر تر اور نرم زمین مین اگتا ہے جسکی سطح سے پانی قریب ہوتا ہے، اور طرفار، بردی (ایک قسم کا بانس ہے) سماق (ایک قسم کا میٹھو ہوتا ہے) حماض (ایک قسم کا ترش ساگ ہوتا ہے) اور لسان الحمل (ہری بار) وغیرہ مرطوب اور نرم زمین مین ہوتے ہین، اور آجام (ایک

قسم کا جھاڑ دار درخت ہوتا ہے) گاؤ زبان ، فودنجات ، بابونغ خطمی ، ترشیا وشان ، ونس ، سعدی دگندنا کی طرح کا ساگ ہے اتیل اکلیل الملک (ایک قسم کی گھانس ہے) خروع (بید انجیر) ضومران ، اسل ، خبازی ، خند قوقا وغیرہ چرا گاہون مین اُگتے ہین ، اور قنطوریون صغیر اورحی عالم صغیر اور اس کے مثل اس مرطوب زمین مین ہوتے ہین جسمین پانی کم ہوتا ہے ، گو اسکی پتیان شاخین اور اسکی سبزی اس پر شاہد ہوتی ہے کہ اس مین پانی زیادہ ہے اور سطح زمین سے قریب ہے لیکن یہ بات حقیقت سے دور ہوتی ہے . قصب (نرکل) اور شیل (ایک قسم کی گھاس ہے) سے بھی پانی کے قریب اور شیرین ہونے کا پتہ چلتا ہے ،

ط مین لکھا ہے کہ ان پودون کی جڑین اور رگین چونکہ زمین کے اندر ہوتی ہین اس وجہ سے پانی کا پتہ چلتا ہے حتی کہ موسم گرما اور خریف مین بھی یہ اس بات کی شہادت دیتے ہین کہ زمین مین پانی کثرت سے ہے ، ط اور دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ پانی کے قرب اور اس کے ذائقہ کے پتہ چلانے کا ایک طریقہ اور ہے اور وہ یہ کہ زمین مین خصوصاً اس جگہ پر جہان پر یہ پودے اگتے ہین جنکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین ، ایک گڈھا تقریباً تین ہاتھ کا کھودنا چاہئے اور ایک تانبے یا سیسہ کا ظرف لیا جائے جو طشت یا بڑے تسلہ کی طرح ہو جس مین تقریباً دس رطل یا اس سے زیادہ پانی سما سکے بعضون نے مٹی کا ظرف بھی بتایا ہے ، ط مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ظرف نصف کرہ کی شکل کا ہو جس مین سات سے اکیس رطل تک پانی آسکے پھر سفید اون کا ایک ٹکڑہ لیا جائے جسکو خوب اچھی طرح دھویا جائے کہ کسی چیز کا ذائقہ اس مین باقی نہ رہجائے اسکے بعد خشک کر دیا جائے اور پھر اس کو ایک دھاگہ سے اس کو ظرف

کے درمیان مین اس طرح باندھا جائے کہ جب وہ ظرف الٹ دیا جائے تو یہ ٹکڑہ
زمین سے متصل نہ ہونے پائے، بعضون نے لکھا ہے کہ اس ظرف کے اندرونی حصہ مین
قیر (ایک قسم کا روغن ہے) چربی یا تیل چڑھا دینا چاہیئے بالخصوص مٹی کے ظرف کو ضرور
روغن دار بنا دینا چاہیئے، جب آفتاب غروب ہو جائے تو اس ظرف کو گڈھے کے
اندر منھ کے جانب الٹکر رکھدینا چاہیئے اور نرم گھاس اور مٹی سے ایک ہاتھ تک اس
گڈھے کو بھر دینا چاہیئے بعضون نے لکھا ہے کہ گڈھے کو پوری طرح سے مٹی سے بھر دینا
چاہیئے، جب صبح ہو تو طلوع آفتاب سے قبل اس گڈھے کو کھولا جائے اور اونکے
اس ٹکڑہ کو بغور دیکھا جائے، اگر پانی زمین سے قریب تر ہوگا تو اس ٹکڑہ مین پانی جمع
ہو جائے گا، اور اگر پانی ذرا دور ہوگا تو اس مین تھوڑی سی تری ہوگی اور اگر اس ٹکڑہ مین کوئی
اثر نہ ہو، تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ پانی کچھ بھی نہین ہے، اس طرح اگر خشک ہو تو یا تو پانی
نہین ہوگا، یا پانی اور زمین کے درمیان کوئی چٹان حائل ہوگی، جس مقام پہ پانی کثرت
سے ہوگا وہان پر پانی کا حباب ٹکڑہ پر دکھائی دیگا، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ پانی
چکھا جائے جو مزہ پانی کا ہوگا وہی زمین کا بھی ہوگا یا اس کے قریب قریب ہوگا،
ص نے لکھا ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ اور آزمائش کی ہے اور اسی طرح سب چیزین
پائین جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، کنوین کے پانی کا ذائقہ چکھنے کا بھی ایک طریقہ ہے وہ
یہ کہ کنوان کھودنے سے قبل اسی جگہ پر ایک گڈھا کھودین جو ایک ہاتھ کے برابر ہو اور اُسکے
اندر سے مٹی کا ایک ٹکڑہ اٹھالین اور اسکو ایک ختم کے نئے پیالے مین رکھین اور
اسکے اوپر میٹھا پانی یا بارش کا پانی ڈالکر مٹی کو اس مین حل کرین اور دوسرے تک چھوڑ
دین، پھر اسکو چکھین اگر پانی میٹھا ہو تو اسی جگہ کا پانی بھی میٹھا ہوگا، اور اگر ایسا نہ ہو تو جیسا

اس پانی کا جیسا ذائقہ ہوگا اسی قسم کا زمین کے پانی کا بھی ذائقہ ہوگا،

فصل

مکان یا باغ مین کنوان کھودنے کا طریقہ،

خ اور دوسرے لوگون نے لکھا ہے کہ وہ کنوان جسکا سفلی حصّہ مستدیر ہو اور علوی یعنی منھ مستطیل ہو تو وہ عربی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کا علوی اور سفلی دونون مستطیل ہو وہ فارسی کہلاتا ہے، لیکن مستطیل سے مستدیر کے اسفل مین پانی زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ اسکی گولائی اتنے ہی ہو جتنی کہ مستطیل کی لنبائی ہو، کیونکہ یہ اس شکل مین سایہ زیادہ رہتا ہے،

ط مین ہے کہ جب تم کنوان کھودو اور زمین سخت نظر آئے تو تم اس کا دائرہ بڑھا دو، اور اگر نرم ہو تو چھوٹا کرو، جب پانی نکل آئے، تو اسکو کسی کوزہ مین لیکر چکھو، اگر شیرین ہو تو کھود ڈالو اگر بدمزہ ہو تو تھوڑی دیر توقف کرو اور دوبارہ چکھو پھر بھی اگر کچھ شور معلوم ہو تو کام جاری رکھو، اگر اس مین تلخی یا کھاراپن ہو تو کنوان کو کسی چیز سے ڈھک دو اور دوسرے دن پھر اس مین کام شروع کرو اور کنوان کھود ڈالو،

خ نے لکھا ہے کہ زیادہ گہرے کنوئین کا منھ بہت بڑا رکھنا چاہئے تاکہ اس کا چبوترہ بھی بڑا ہو سکے، اگر کنوئین کی گہرائی پانچ قدآدم ہو تو منھ کا طول سولہ بالشت رکھنا چاہئے تاکہ کنارہ مین دو ہاتھ داخل ہو جائے، اور نو بالشت کے اندازے باقی رہے، اگر گہرائی اس سے بھی زیادہ ہو تو اس کا منھ اور بڑا کرو تاکہ چبوترہ بھی بڑا ہو اور اس کا دائرہ تقریباً بارہ بالشت کا ہونا چاہئے،

ط مین ہے کہ اگر کنوان کھودنے والون کو یہ معلوم ہو کہ پانی کا سوت کم ہے اور
پانی خشک ہو جائیگا، تمکو چاہیئے کہ اسکو اور زیادہ گہرا کھودو اور جتنی کوشش اس پر کر چکے
ہو اسیقدر اور محنت کرو اگر اس پر بھی پانی زیادہ نہ ہو اور تم پانی کو زیادہ کرنا چاہتے ہو،
تو اس کنوان سے ذرا ہٹکر دوسرے جانب ایک نیا کنوان کھودو لیکن اسکی گہرائی پہلے
کنوین سے ڈیڑھ ہاتھ کم رکھو، پھر اس سے ہٹ کر ایک تیسرا کنوان کھودو جسکی گہرائی
پانی تک پہنچنے کے بعد دوسرے سے ایک ہاتھ کم رکھو اسی طریقہ سے چار کنوین الگ
الگ کھود ڈالو پہلا دوسرے سے دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے زیادہ
گہرا ہو، پھر ان چارون مین نیچے کی جانب سے ایک راستہ بناؤ جو پہلے کنوین تک پہنچے
تاکہ پہلا ان چارون کے خزانہ کی حیثیت رکھے، اس طرح پر تمام پانی ایک کنوین
مین جمع ہو جائے گا،

ص کا قول ہے کہ وہ سوت جس سے کنوین مین پانی آتا ہی اگر کنکر والی
زمین مین ہو تو اس مین پانی زیادہ ہو گا، اور اگر ریتیلی زمین مین ہو تو اس سے کم ہوگا
اور پتھریلی ہو تو پانی اس مین بہت کم نکلے گا، بلکہ صرف پسیجے گا، پانی کے بڑھانے کی
خارجی ترکیبین بھی ہین، مثلاً جب کنوان کھودتے وقت یہ پتہ چلے کہ اس مین پانی کم ہی
تو ایک ملوک (یہ ایک پیمانہ جو ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے) میٹھا نمک لیا جائے اور اسی
کے ہموزن اس مین جاری نہر کی کیچڑ ملادی جائے اور پھر رات بھر چاند اور ستارون
کی روشنی مین رکھین جس سے وہ منجمد ہو جائیگا، دوسرے دن اصل سوت مین یا
کنوئین ہی مین اسکی سات کنکریان داہنے ہاتھ مین رکھکر پھینکا کرین اسی طرح روز سات
سات کنکریان پھینکا کرین، یہانتک کہ وہ ختم ہو جائے، اس کے اختتام پر کنوین مین

پانی خود بخود زیادہ ہو جائے گا ،

اگر پانی کی زیادتی کے لئے تم کنوین کو زیادہ گہرا کرنا چاہتے ہو تو ستمبر کے مہینہ مین پانی گرنے کے بعد اور اکتوبر مین پانی برسنے کے قبل کھودا جائے اور قمری مہینہ کے حساب سے ۷، ۲۱، ۲۲، کی تاریخون مین کھودنا مناسب ہوگا ،

ص نے لکھا ہے کہ کنوان باغ یا کھیت کے کسی بلند مقام پر کھودنا چاہیے. لیکن باغ کے دروازے کے قریب اور کھیت کے وسط مین کھودنا زیادہ مناسب ہوگا. کیونکہ بلند مقام سے پانی ہر طرف پہنچے گا، اور دروازہ سے قریب رہنے کی صورت مین پانی اند جلد داخل ہو سکے گا ،

کنوین کی کھودائی اگست ،ستمبر، اکتوبر کے مہینون مین شروع کرنی چاہیے، اس کے کھودنے سے قبل گردونواح کے کنوؤن کا پانی، انکی مٹی کا رنگ ،اور انکی گہرائی کا پتہ چلانا چاہیے اور اسی سے اپنے کنوین کے متعلق قیاس کر لینا چاہیے، مزدور اگر پانی تک پہنچ جائین لیکن پانی کو خشک ہوتے دیکھین تو برابر کھودتے چلے جائین، یہان تک کہ پانی کو وافر مقدار مین پالین، اگر کنوین کے نیچے کی مٹی زرد مائل بہ سفیدی ہو یا سفید مائل بہ زردی ہو اور اس مین تراوٹ کم ہو تو پانی کم نکلے گا، اسی طرح اگر اندر کی مٹی پتھریلی ہو اور پانی اطراف وجوانب سے پسیج کر نکلتا ہو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ پانی کے درمیان مین یہ پتھریلی زمین حائل ہو گئی ہے اسلئے اور زیادہ کھودنا چاہیے یہانتک کہ پانی کے چشمون پر پتھر کا جو طبق حائل ہے وہ ٹوٹ جائے اور پانی کی تہ تک پہنچ جائے ،

ط- مین ہے کہ اگر کنوین مین کوئی پتھر حائل ہو جائے تو اس پر آگ جلائی جائے،

تاکہ آگ اور بخارات کی حرارت سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے،

خ کا قول ہے کہ کنواں نرم زمین مین کھودنا چاہیئے اگر کنواں کو تابوت کی ضرورت
ہو تو اس کا طول ۲۰ بالشت اور عرض بارہ بالشت رکھنا چاہیئے اور سب سے چھوٹا تابوت
بارہ بالشت لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہوتا ہے،

طمین ہے کہ اگر تمکو اس بات کا خطرہ ہو کہ کنوین مین ایسے بخارات ہین جو عمل
سے مانع ہوتے ہین تو اس کے دریافت کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ چراغ روشن
کرکے اندر لٹکاؤ اگر وہ جلتا رہے اور گل نہ ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس مین بخارات نہین
ہین اور اگر گل ہوجائے تو اس مین بخارات موجود ہون گے، اس کے دفع کرنے کی
بہت سی صورتین ہین مثلاً ایک آدمی ایک بڑا کپڑا اندر لٹکادے جس مین ایک رسی
بھی بندھی ہو اور اس کپڑے کو سرعت کے ساتھ اندرہی حرکت دے پھر اس کو منھ تک
لے آئے اور پھر جلدی سے نیچے پھینک کر حرکت دے اس طرح بار بار کرے، اگر
کنواں کشادہ ہو تو اور زیادہ تعداد مین لوگ کپڑون کو ڈال کر حرکت دین پھر چراغ
جلا کر اسکی آزمائش کرین، اگر گل نہ ہو تو معلوم ہوا کہ بخارات غائب ہوگئے دوسری صورت یہ کہ لکڑی کا ایک
گٹھا کنوین کی وسعت کے لحاظ سے بنائین اور اسکو رسیون مین باندھکر اندر لٹکائین اور
کئی آدمی ملکر اس کو حرکت دین اور کھینچکر منھ تک لائین اس کو نیچے سے اوپر اور اوپر سے
نیچے بار بار حرکت دین اس طریقہ پر کہ گویا وہ نیچے کسی چیز کو توڑنا چاہتے ہین اس ترکیب سے
ردی بخارات نکل جائین گے،

تیسری ترکیب یہ ہے کہ کنوین کے منھ کے قریب دس آدمی یا دس سے زیادہ
اسکی وسعت کے لحاظ سے کھڑے ہوجائین اور ہر شخص اپنے ہاتھ مین دس دس رطل ٹھنڈا

پانی ایک برتن مین سے لے اور سب ایک ساتھ ہی کنوین کے اندر پھینکدین اور پھر اسکو
خوب حرکت دین، انشاء اللہ اس سے بھی بخارات نکل جائین گے، بعض نے یہ صورت
لکھی ہے کہ کنوین مین بہت گرم پانی کافی مقدار مین ڈالین اور پھر اس کو ایک موٹے
کپڑے سے ڈھک دین تھوڑی دیر کے بعد ہٹالین، انشاء اللہ بخارات سب نکل جائینگے
بعض نے یہ لکھا ہے کہ مٹی یا کسی اور برتن مین آگ جلا دین جب اس مین دھوان نکلنے
لگے تو اس کو اندر ڈالدین اور بار بار اوپر سے نیچے لے جائین یہانتک کہ بخارات اڑ جائین،
خ نے لکھا ہے کہ دولاب کی رسی مین پانچ یا اسی کے برابر ڈول رکھین اور
جس طرح چھوٹی چرخی مین داندانہ زیادہ ہوتے ہین اسی طرح بڑی مین رکھین تاکہ اسکے
کھینچنے مین آسانی ہو، اور اگر کھینچنے کے لئے راستہ ذرا طویل کر دین تو اور بھی زیادہ سہولت
ہو جائے گی تیس بالشت بھی اگر طول رکھین تو کوئی حرج نہین ہے، چرخی کے سوراخ
کے اوپر جو لوہا یا لکڑی نکلی ہوتی ہے اسکو اگر نکالدین تو اس سے بھی گراری کھینچنے مین
آسانی ہو گی، اسی طرح اگر اس دائرہ کو جس پر ڈول کھینچے جاتے ہین لوہے کے بجائے
بھاری اور مضبوط لکڑی کا بنائین تو جانورون کے لئے کھینچنے مین آسانی ہو گی،
اگر ڈول کنوین کے اندر مٹی کے ٹیلون سے ٹکرائین تو اس سے بچنے کی صورت
یہ ہے کہ ہر ڈول مین چھوٹا سا سوراخ بنا دین تاکہ ایک دوسرے کے ٹکرانے سے
محفوظ ہو جائین اور اسی طرح کنوین کے چبوترے کی ٹکر سے بھی بچ جائین،

فصل

زمین کو آلہ مرجیضل سے برابر کرنے کا طریقہ تاکہ پانی جاری ہو سکے،

خ نے لکھا ہے کہ یہ آلہ تو مشہور ہے لیکن اس سے زمین کی سطح کے معلوم کرنے کا

طریقہ یہ ہے کہ تین یا چار لکڑیاں جو لنبائی مین بالکل برابر ہون لیجائین اور انکے طول کے برابر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ان چارون کو ایک تختہ پر کھڑا کرین تاکہ سب مستوی القامتہ نظر آئین پھر اس مین سے ایک کو کنوین کے منھ پر یا حوض کے دروازہ پر سیدھا کھڑا کرین، اور دوسرے کو اس سے آگے تھوڑی دور پر گاڑدین اسی طرح تیسرے کو بھی قائم کرین اور چوتھے کو اس جگہ پر نصب کرین جہان پر پانی پہنچانا مقصود ہو یا جہان تک زمین برابر کرنی ہو، لیکن اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ ان لکڑیون کے درمیان کی مسافت آپس مین مساوی ہونی چاہیئے،

پھر ان لکڑیون کو کسی تھر یا اسی قسم کی دوسری چیز سے دبا دین تاکہ کجھ نہ ہون اور گر نہ جائین اس کے بعد ایک باریک تاگا اس سرے سے لیکر اس سرے باندھ دین، اور اس دھاگے کو جو پہلے دو لکڑیون کے درمیان مین ہے اس آلہ مین باندھ دین، پھر اس تھر کو غور سے دیکھین اگر وہ ایسے خط پر واقع ہو جو اس آلہ کو دو مساوی حصون پر منقسم کر دیتا ہے، تو دونون لکڑیون کے درمیان کی زمین برابر ہو گی، اور اگر ایک طرف جھک جائے تو جس لکڑی کا تھر جھکا ہو وہان پر زمین مین انخفاض ہو گا، اور دوسری جگہ پر ارتفاع ہو گا، اسلئے تھوڑی سے مٹی ڈال کر پست جگہ کو اس طرح برابر کر دین کہ وہ تاگا اس آلہ کے وسط خط مین واقع ہو، اسی طرح ہر دو لکڑیون کے درمیان مین عمل کیا جائے، جب یہ تمام زمین مسطح ہو جائے تو جہان تم پانی پہنچانا چاہتے ہو اس زمین کو کنوین کے قریب کی زمین سے ذرا پست رکھو، اور اس کی کم سے کم مقدار سو ہاتھ کی زمین مین ایک انگل ہونی چاہیئے، اقلیمون نے اپنی کتاب قود المیاہ مین اسی مقدار کا ذکر کیا ہے،

اصطرلاب سے بھی زمین برابر کیجاتی ہے، اسکی صورت یہ ہے کہ کنوین کے منھ کے
قریب یا حوض کے قریب ایک مسطح تختی رکھین جس پر اصطرلاب کو قائم کرین اس طریقہ
پر کہ اس کا قوس اوپر کی سمت مین پڑے اور اس کے دونون سوراخ مین سے ایک
کو کنوین یا حوض کے منھ کی جہت مین رکھین اور دوسرے کو اس کے مقابل مین رکھین
پھر ایک مربع لکڑی یا تختی لیجائے جس کے ایک حصہ پر بڑے بڑے دائرہ اوپر سے نیچے
تک بنا لئے جائین جو قریب قریب ہون لیکن آپس مین فاصلہ کی حیثیت سے برابر
ہون اور مختلف ہون، ان مین ایسی علامتین بنا دیجائین جنکی وجہ سے دور سے بھی
ان کا فرق معلوم ہو پھر اس لکڑی کو زمین مین سیدھا کھڑا کرکے نصب کردین تاکہ
کوئی کجی باقی نہ رہے اور زمین برابر نظر آئے، یہ تمام دوائر اصطرلاب کے سمت مین
رکھے جائین، پھر انسان حوض اور اصطرلاب کے درمیان کی زمین پر نظر غائر ڈالے
اور اس کے قریب ہو کر قوس کے اس سوراخ سے جو کنوین یا حوض کے سمت مین
ہے اور اس سوراخ سے جو دوسری طرف ہے دوائر کو دیکھے، اس طریقہ پر کہ تمام
دوائر اسکی نظر کے سامنے ہوجائین اور پھر یہ غور کرے کہ کونسا دائرہ سامنے ہے اسکے
رنگ اور نشان کو یاد رکھے،

اس کے بعد اس دائرہ اور زمین کا بعد دریافت کرے اور اس سے بلندی کا
اندازہ کرلے اور یہ بلندی حوض کی زمین سے لکڑی کی زمین تک کے اندر ہوگی پس
بلند مقام سے مٹی لیجائے اور پست مقام کو پر کردیا جائے یہانتک کہ اصطرلاب
کے دونون سوراخون کے درمیان اور اس دائرہ کے درمیان جو زمین کے متصل
ہے اگر پھر نظر ڈالی جائے تو برابر نظر آئین، جب یہ صورت ہوجائے تو یہ سمجھنا چاہئے

کہ جو فرق تھا وہ جاتا رہا اس طریقہ پر داہنے بائین دونون جانبون کو برابر کرتے ہوئے
چلے جائین تاکہ وہ زمین جو پانی پہنچانے کے لئے ٹھیک کی جارہی ہے مٹی کے الٹ
پھیر سے برابر ہوجائے، اس قسم کا بیان اقلیمون نے اپنی کتاب قود المیاہ مین لکھاہے،
اصطرلاب کے سامنے ایک ہاتھ کی لابنی تختی رکھی جائے جس کے وسط مین
ایک مستقیم خط ایک رسی سے کھینچا جائے اور رسی کے ایک طرف ایک سوراخ بنایا
جائے اور دوسری طرف دوسرا سوراخ بنایا جائے اور رسی کے ان دونون سوراخون
مین لوہے کے قلابے باندھ دیئے جائین اور یہ دونون بالکل مساوی ہون اور انکے
سوراخ ایک دوسرے کے مقابل مین ہون، اس طریقہ پر کہ اگر قلابے کے ایک سوراخ
سے دوسرے سوراخ کو اور پھر اس سے اس لکڑی کو دیکھین جو سامنے نصب کیگئی ہے؛
تو وہ اچھی طرح نظر آئے جب زمین بالکل مسطح ہوجائے تو پھر اس مین سے چھوٹی نالیان
کاٹ کر نکالی جائین اور ان نالیون کو حوض کے طول کے انداز سے رکھین لیکن حوض کی
سطح سے اسکی سطح ذرا پست رکھین اور حوض کی سطح بالکل برابر ہونی چاہیئے کسی مقام پر بلندی
یا پستی ہوگی تو پانی کے ساتھ خس وخاشاک بھی آجائین گے،
ص نے لکھا ہے کہ حوض کا طول بارہ ہاتھ اور عرض چار ہاتھ رکھنا چاہیئے حوض
کے متعلق پھر آئندہ بھی بحث کیجائے گی، اگر اس کا طول وعرض اس سے کم رکھین تو
بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، اگر تم حوض سے کوئی چھوٹی مستقیم نالی نکالنا چاہتے ہین تو
اسکی ترکیب یہ ہے کہ تین لکڑیان برابر برابر لیجائین ان مین سے ایک کو حوض کے منھ
کے قریب نصب کردین اس طرح کہ صرف ایک بالشت زمین کے اوپر رہ جائے
بقیہ زمین کے اندر رہو، اور دوسری لکڑی کو اس کے داہنے ہاتھ پر نصب کرین لیکن،

حوض کی دیوار سے متصل ہی نصب کرین اوران دونون مین ایک ہاتھ یا اس سے کچھ
زیادہ فاصلہ رکھین، پھر تیسری کو اسکے بائین جانب نصب کردین اوراس کا بھی بعد دونون
لکڑیون کے برابر ہونا چاہیئے پھر ایک باریک رسی لینی چاہیئے اور اس کے ایک جانب
سوراخ بنادینا چاہیئے اوراس سوراخ کو کسی ایک لکڑی مین ڈال دینا چاہیئے
اور پھر اس کو کھینچ کر دوسری طرف لیجانا چاہیئے اور دوسری لکڑی مین باندھ دینا چاہیئے
اس طریقہ پر کہ بائین جانب نصف دائرہ کی شکل پیدا ہوجائے اس کے بعد دوسری
لکڑی مین رسی کے سوراخ کو ڈالنا چاہیئے اور پہلی لکڑی تک کھینچنا چاہیئے تاکہ داہنے
جانب بھی نصف دائرہ پیدا ہوجائے، یہ دونون دائرے اس لکڑی کے وسط مین
آکر ملین گے جو حوض کے مقابل مین ہے اور پھر رسی حوض کے سامنے باندھ دیجائے
اوراسکو دونون دائرون کے مرکز تک دوبارہ لیجائین اوراس طرح کرین کہ دائرون کا مرکز
قائم رہے ایسی صورت مین پانی اس مقام تک سیدھا پہنچے گا، جہان تک پہنچانا چاہیتے
ہو اور جب تک رسی اس شکل مین رہیگی اس وقت تک پانی کی رفتار ٹھیک رہیگی،

باب چہارم

باغات اور درختون کے لگانے کی ترکیب ابن حجاج کی کتاب سے،

یونیوس کا قول ہے کہ جس جگہ پر باغ لگایا جائے وہان پانی بکثرت موجود رہنا چاہیئے اور صاحب باغ کے مکان کے قریب ہونا چاہیئے تاکہ وہ برابر اس کے عمدہ مناظر سے استفادہ کر سکے اور اس پر نگرانی رکھ سکے اور دیکھنے والے بھی اپنا دل خوش کر سکین، اس کا پورا خیال رکھنا چاہیئے کہ درختون کو گنجان طریقہ پر نہ لگانا چاہیئے اور ہر درخت کے قریب اسی کے ہمجنس درخت کو نصب کرنا چاہیئے تاکہ قوی ضعیف کو فنا نہ کر دے اور درختون کے درمیان مین جو فصل رکھی جائے وہ زمین کی قوت نمو کے لحاظ سے ہونی چاہیئے جسکا مفصل بیان آگے آئے گا،

یونیوس اور قسطوس کا قول ہے کہ وہ تمام درخت جنکے تخم بوئے جاتے ہین دوسرے درختون سے کمزور ہوتے ہین اور سب سے عمدہ وہ ہوتے ہین جو سال مین ایک مرتبہ پھل لاتے ہین اور جو شاخون کے ذریعہ سے لگائے جاتے ہین قسطوس کا بھی وہی قول ہے جو یونیوس کا ہے وہ یہ کہ ہر درخت اپنے ہمجنس اور مماثل درخت کے ساتھ لگایا جائے، اختلاف نہ ہونا چاہیئے، نازک اور چھوٹے درخت بڑے اور لنبے درخت کے ساتھ اگر رکھے جائین گے تو لانبے درخت کا سایہ چھوٹے درختون کو نقصان پہنچائے گا اور انکی قوت کو سلب کرے گا،

دک، نے لکھا ہے، وہ زمین جو سیراب شدہ ہو اور مستوی ہو باغ کے لئے زیادہ
مناسب ہے، بعض فلاحین کا قول ہے کہ درختون کے لیے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے
کہ وہ موسم سرما مین سیراب کئے جائین اور ان کے ارد گرد جو گھانس یا چھوٹے درخت
اُگ آئے ہون ان کو ہاتھ سے صاف کر دیا جائے اور اس کا خیال رکھنا چاہیئے
کہ یہ گھاس جڑ نہ پکڑ لین اور اصل درخت تک نہ پہنچ جائین،

وہ درخت جو ابتدا مین کج ہوتے ہین ان کو لکڑیون اور رسیون سے سیدھا
کرنا چاہیئے اور مضبوط بنانا چاہیئے پھر کھات ڈالکر اس کو اور قوی بنانا چاہیئے،

خ. کا قول ہے کہ باغون کے لئے سب سے اچھی زمین کا انتخاب کرنا چاہیئے،
جس کا پانی شیرین ہو، سب سے پہلے اس کو محدود کر کے مسطح کرنا چاہیئے پھر پانی سے سیراب
کرتے وقت بھی ہموار کر کے سیراب کرنا چاہیئے، کیونکہ اگر تم نے درختون کے لگانے
کے بعد زمین کی سطح برابر کی تو ممکن ہے کہ برابر کرتے وقت درختون کی جڑین نمودار
ہو جائین اور ان کو نقصان پہنچ جائے باغات کو مشرقی سمت مین لگانا زیادہ اچھا ہوگا،
اس طریقہ پر کہ رخ مشرق ہی کی طرف ہو اور درختون کو سلسلہ وار ایک صف مین لگانا
چاہیئے بڑے درختون کو چھوٹے پودون کے ساتھ ہرگز نہ لگایا جائے اور نہ ان درختونکو
جنکی پتیان کم ہون سایہ دار اور زیادہ تپے والے درختون کے ساتھ لگانا مناسب ہے
وہ درخت جن مین پتیان بہت زیادہ ہوتی ہین اور سایہ دار ہوتے ہین ان کو دروازہ
اور حوض کے متصل لگانا چاہیئے، مثلاً رند، (آس) ریحان، سرو، صنوبر، لیمون،
چنبیلی، نارنج، امون، حنار احمر وغیرہ. صنوبر کو اس جگہ لگانا چاہیئے جہان پر زیادہ سایہ
کی ضرورت محسوس ہو، یا باغ کے بیچ مین لگایا جائے، اور شرقی راستون پر یا اطراف

اربعہ مین لگانا چاہیئے، کنوین اور صہریج کے قریب غبیرہ (ریگستانی گھاس) آنا درخت (فارسی مین زیر بخت) داوی، نشم، حور رومی، صفصاف، گلنار، وغیرہ لگائے جاتے ہین، بڑے درختون کی سیرابی کے لئے لکڑیون کی چھت بنانا چاہیئے، تاکہ اس کے سایہ مین پانی ٹھنڈا ہو کیونکہ ٹھنڈا پانی گرمی مین سیرابی کے لئے بہت مفید ہوتا ہے، وہ درخت جو زیادہ سایہ دار ہوتے ہین ان کو باغ کی دیوار کے متصل لیکن خلاء مین لگانا چاہیئے، مثلاً عناب، صنوبر، میس، نشم، صفصاف وغیرہ، اس طریقہ پر ان کا سایہ دوسرے درختون کے لئے زیادہ مضر نہ ہوگا، بڑے باغ مین ایک قسم کے درختون کو علیحدہ رکھنا چاہیئے، اور بعض درختون کو ایک ہی وقت اور ایک ہی سمت مین لگانا زیادہ اچھا ہوتا ہے مثلاً سیب، آلو بخارا، امرود، کشمس وغیرہ تاکہ محنت و مشقت کا بار کم پڑے، گلاب کو باغ کے ایک سمت مین لگانا چاہیئے اور مرطوب اور نم زمین مین نشم، غرب، صفرا، لیمون، میس، رند، وغیرہ لگانا چاہیئے اور اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ لیمون کا درخت مغربی سمت کی ہوا اور وسط مقام کی ہوا سے محفوظ رہے، لیکن قبلہ کے سمت کی ہوا کے لئے کھلا رکھنا چاہیئے، ترکاریون کے لئے کس قسم کی زمین اختیار کرنی چاہیئے اسکے متعلق تیسوین باب مین مفصل ذکر آئے گا،

باب پنجم

اُن درختوں کا بیان جو سیراب شدہ زمین مین لگائے جاتے هین اور اُنکا بیان جو باغات مین پانی ڈال کر لگائے جاتے هین؛

تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ درختون مین بعض ایسے ہوتے هین جو پھل کی غرض سے لگائے جاتے هین اور بعض ایسے ہوتے هین جو صرف خوبصورتی اور خوشبو کے لیئے لگائے جاتے هین، اور بعض ایسے ہوتے هین جنکی لکڑیون سے لوگ متمتع ہوتے هین،

درختون مین سے جنکے پھلون مین گٹھلیان ہوتی هین انکی گٹھلیان بوئی جاتی هین اور جنمین گٹھلیان نهین ہوتی هین انکے لیئے چند طریقے هین یا تو ان کے تخم بوئے جاتے هین اور یا اچھی اور عمدہ شاخین کاٹ کر لگائی جاتی هین، یا ان شاخون کی اوپر کی ٹہنیان لگائی جاتی هین یا شاخ کے نیچے کے حصے کاٹ کر لگائے جاتے هین، یا ان شاخون کو لگاتے هین جو درخت کی جڑ مین یا اس کے قریب مین اکثر اگ آتی هین، جب درخت بڑھ جائین تو ان کی رگین اور جڑین کاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرین، اگر ان مین رگین نہ نکلی ہون تو اس وقت تک چھوڑ دین جب تک کہ رگین نہ نکل آئین، اسکی پوری تدبیر ہم پھر کسی موقع سے انشاء اللہ ذکر کرین گے، اس تدبیر کو تقطیس اور استسلاف کہتے هین، ہر قسم کے درخت کی زراعت کے لیئے جداگانہ طریقے هین جنکا ہم انشاء اللہ پھر تذکرہ کرین گے، جب پودے لگ جائین ان مین رگین نمودار ہو جائین اور ان کے تنون مین سختی آجائے اور اس کے لیئے تقریباً تین سال کی مدت درکار ہے، تو ان

پودون کو ایسے موقع پر لیجائین جہان پر کی زمین ان کے لئے زیادہ موافق ہے تاکہ اسکے پھل عمدہ قسم کے ہون،

ابن حجاج کی کتاب مین درختون کے لگانے کی مختلف شکلین اور صورتین لکھی ہین؛ یونیوس نے کہاہے کہ تقریباً تمام درختون کو اپنے ہمجنسون کے ساتھ لگانا چاہیئے، میرا مطلب یہ ہے کہ جو درخت گٹھلی دار ہون ان کو ایک ساتھ نصب کرنا چاہیئے اور جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان کو ایک ساتھ رکھنا چاہیئے اور جنکی شاخین یا تنے لگائے جاتے ہین ان کو علیحدہ رکھنا چاہیئے، سب سے پہلے ان درختون کو لگانا چاہیئے جنکی عام طور سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور جنکے پھل مفید ہوتے ہین اور دوسرے پھلون سے ممتاز ہوتے ہین، ایسے درختون کو جہان تک ممکن ہو تلاش و جستجو کے ساتھ حاصل کرنا چاہیئے، پس جنکے دانے بوئے جاتے ہین وہ یہ ہین، اخروٹ، بادام، بلوط، شفتالو، آلو بخارا، خرما، صنوبر، سرو، غبیرہ، اور غار وغیرہ ہین،

دیمقراطیس نے زردآلو بھی انھین درختون مین داخل کیا ہے اور قسطوس نے تربوزہ کو بھی شامل کیا ہے، قسطوس نے یہ بھی لکھا ہے کہ درخت جن کے تخم بوئے جاتے ہین جب زمین مین اُگ آئین اور اچھی طرح جڑ پکڑ لین تو پھر دوسری جگہ منتقل کر دیئے جائین، یہ طریقہ اُنکے لئے از حد مفید ہے، دیمقراطیس کا قول ہے کہ جب اس قسم کے درختون پر دو سال گذر جائین تو پھر ان تمام کو دوسری جگہ لیجا کر لگا دینا چاہیئے یونیوس نے لکھا ہے کہ یہ درخت منتقل کر دیئے جائین اور پھر دوسری جگہ پر پانی سے سیراب کئے جائین، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ ماہرین فلاحت کا اجماع ہے کہ اس قسم کے درختون کا اپنی جگہ سے ہٹانا ضروری ہے،

یونیوس نے لکھا ہے کہ جن درختون کی شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین وہ یہ ہین،

سیب، قراسیا، چلغوزہ، زعرور، آس وغیرہ، قسطوس نے ان مین غبیرہ کو بھی داخل کیا ہے، یونیوس نے لکھا ہے کہ بعض لوگ شاخون کو درختون کے قریب ہی زمین مین نصب کر دیتے ہین یہانتک کہ وہ جڑ پکڑ لیتی ہین پھر ان کو دوسری جگہ منتقل کرتے ہین، لیکن اُسکی بہتر صورت یہ ہے کہ شاخون کو فوراً ہی دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیئے اور اس مین پانی ڈالتے رہنا چاہیئے، اس کا بھی بیان مفصل طریقہ پر آیندہ ان شاء اللہ آئے گا،

جس درخت کے اوتاد لگائے جاتے ہین ان مین توت، لیمون، زیتون، بہی، حور، اور طرفا وغیرہ ہین، یہ بھی اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو مفید ہے،

سیداغوس نے لکھا ہے کہ وہ درخت جو پتیون سے کبھی خالی نہین ہوتے اور جنکے پھل بہت زیادہ ہوتے ہین، اور زمانہ دراز کے بعد ضعیف اور کمزور ہوتے ہین یا جنکی پتیان دیر مین آتی ہین اور دیر تک رہتی ہین ان کا مادہ غلیظ اور چکنے والا ہوتا ہے اور جو درخت کہ نرم ہوتے ہین اور بہت کم ٹھہرتے ہین، ان کا مادہ لطیف اور رقیق ہوتا ہے اسلئے میرا خیال ہے کہ جن درختون کا مادہ سخت ہو ان کے ان اوتاد کو جو چکنے ہوتے ہین لگانا چاہیئے پتلی شاخین نہ لگائی جائین کیونکہ اوتاد کی وجہ سے مادہ سخت ہوگا اور جڑون مین بہ نسبت شاخون کے استحکام زیادہ ہوگا،

ایسے درختون مین توت، بہی، زیتون، امرود، لیمون، انار اور آس وغیرہ ہین،

پس اگر یہ درخت ان اوتاد کے ذریعہ سے لگائے جائین جنکا مادہ سخت ہو تو ان مین رگین جلد پھوٹین گی، اور یہ بہت جلد مستحکم ہو جائین گے، لیکن اگر تم انکو پتلی شاخون کے ذریعہ لگانا چاہتے ہو تو وہ بھی ممکن ہی، لیکن جو صورت ہم نے بتائی وہ سب سے عمدہ ہی،

اور جو درخت کہ کم عمر ہوتے ہین جنکا ذکر کیا جا چکا ہے ان کا مادہ لطیف ہوتا ہے،

مثلاً اخروٹ، شفتالو، سیب، آلو بخارا وغیرہ، ان درختون کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین لیکن ان کا تخم لگانا زیادہ اچھا ہے،

انجیر اگرچہ زیادہ دن تک رہتا ہے لیکن پھر بھی اس کے ادتاد کو لگانا مناسب نہین ہے کیونکہ ادتاد جب کاٹ کر لگائے جاتے ہین تو اس مین ہوا اور بارش کی رطوبت کٹی ہوئی جگہ کی طرف سے اندر داخل ہوتی رہتی ہے، اور پھر ان کی جڑ تک پہنچ جاتی ہے اور یہی رطوبت جڑ کے اندر تعفن پیدا کر دیتی ہے،

شولون نے کہا ہے کہ وتد جن مین رطوبت کم ہوتی ہے اور بالطبع یابس ہوتے ہین ان کی شاخین لگانی زیادہ اچھا ہے کیونکہ ان مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے، جیسے اناثق نے ان اشیار کی مختلف قسمین بتائی ہین اور مذکورہ بالا قسمون سے زیادہ لکھے ہین، یونیوس نے ان مین سے بعض اقسام کی مخالفت کی ہے، اس کا صحیح قول یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ کس قسم کے درخت ہین، ان کے تخم بوئے جاتے ہین، یا وہ اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین یا شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین یا ادتاد کاٹ کر لگائے جاتے ہین، کیونکہ ان سب کی حالتین مختلف ہین، پس جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان کا تخم ہی لگانا زیادہ اچھا ہے اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین ان کا اکھاڑ کر لگانا مناسب ہے اور جنکی شاخین لگائی جاتی ہین انکی شاخون کو لگانا اچھا ہے، اور جو دوسرے درختون کی معیت مین نشو و نما پاتے ہین ان کو دوسرے درختون کے ساتھ ہی رکھنا انسب ہے، غرضکہ جسکی جو فطری طبیعت ہے اسی پر رکھنا چاہیئے، جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان مین تربوز، اخروٹ چلغوزہ، شفتالو، آلو بخارا، صنوبر، سرو، دست، نخل وغیرہ ہین جب یہ پودے زمین مین لگ جائین تو ان کو دوسری جگہ منتقل کر دینا بہت اچھا ہے، اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین

ان مین غبیرا، آس، سیب وغیرہ ہین جب یہ بھی زمین مین جڑ پکڑلین توان کو منتقل کردینا چاہیئے، اور جنکی شاخین یا وتد کاٹ کر لگائے جاتے ہین ان مین بادام، امرود، لیمون شہتوت، زیتون بھی، آس، وغیرہ ہین، یہ بھی جب اچھی طرح نکل آئین توان کو بھی دوسری جگہ پر لگانا ضروری ہے، ان پودون مین سے جن درختون پر زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے وہ شہتوت لیمون، زیتون، انار، بیر، بھی وغیرہ ہین اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین ان مین، انگور، غرب صنوبر ہین اور جنکے تخم بوئے جاتے ہین اور اکھاڑ کر بھی لگائے جاتے ہین ان مین کشمش، آلو بخارا کی تمام قسمین ہین، پستہ اور فستق وغیرہ ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قسطوس نے اپنی کتاب مین، اس پر بڑی طویل بحث کی ہے جو درخت کے ایک ہی طریقہ سے لگائے جاتے ہین ان کو علٰحدہ ذکر کیا ہی، اور جو دو طریقون سے لگائے جاتے ہین ان کو ایک علٰحدہ فصل مین لکھا ہے، اور جو ایک دوسرے ہر طریقہ پر متحد اور متفق ہوتے ہین، ان کو بھی علٰحدہ لکھا ہے، اگرچہ مضمون مین تکرار ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین،

اپنی کتاب مین ابن حجاج نے ترمدانات کی تعریف کی ہے، یونیوس کا قول ہے، اس مین صرف ملوخ اور اوتاد لگائے جا سکتے ہین، یونانیون کے نزدیک ترمدانات اس زمین کو کہتے ہین جہان پر اوّل اوّل درخت یا شاخین لگائی جاتی ہین اور پھر وہان سے دوسری جگہ پر منتقل کیجاتی ہین، اسی طرح اس نے لکھا ہے کہ شاخون کو موسم خریف مین لگانا چاہیئے اس سے پہلے اس جگہ کو کھود لینا چاہیئے پھر اس مین کھات ڈالنی چاہیئے اور پھر شاخ یا وتد زمین نصب کرنا چاہیئے اور تقریبًا ایک ہاتھ اندر رکھنی چاہیئے پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، جب اس پر تین سال گذر جائین تو اس مقام پر لیجائین جہان پر اسکو

لگانا زیادہ انسب ہو اس مقام کی زمین کو ہر سمت سے صاف کردین، پودے کو منتقل کرتے
وقت بھی اس کے اطراف کی مٹی کو ہٹا دینا چاہیئے تاکہ جڑ سے اکھاڑنے مین اس کو نقصان
نہ پہنچے، اکھاڑتے وقت جڑ مین جو مٹی لگی ہو اس کو منتشر ہونے نہ دینا چاہیئے بلکہ چارون طرف
سے سمیٹ لینا چاہیئے اور پھر اسکو دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیئے، یونیوس نے تخم کے متعلق بھی
تفصیلی بحث کی ہے، وہ لکھتا ہے کہ اگر پودے ایک ملک سے دوسرے ملک تک منتقل
کئے جائین تو وہ خشک ہو جائین گے اس خیال سے بعض لوگون نے یہ ترکیب نکالی ہی
کہ جب پھل درخت مین پختہ ہو جائین تو ان کے تخم کو نکالکر خشک کر دین، پھر اس کے بعد
ان کو بو دین، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کو آفتاب مین نہ خشک کیا جائے بلکہ سایہ
مین بعض لوگ تخم کو بونے کے بعد اوپر راکھ ڈالدیتے ہین لیکن سب سے پہلے چاہیئے کہ اس
جگہ کو پانی سے سیراب کر لین پھر اس مین کھات ڈالین اور تخم کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے
گڈھے کھود ڈالین اور ہر گڈھے مین ایک ایک دانہ بو دین اور پھر ان کو مٹی سے چھپا دین
اور روزانہ اس پر پانی ڈالتے رہین یہان تک کہ بارش کا موسم آجائے جب اسپر دو یا تین
سال گذر جائین اور اس مین پتے نکل آئین لیکن شاخین نہ پھوٹین تو ان کو جڑ سمیت نکالکر
کسی دوسرے گڈھے مین لگا دین اور صرف سرے کو زمین کے اوپر رکھین، بقیہ کو مٹی
سے ڈھک دین، اور اطراف و جوانب مین لکڑیان حفاظت کی غرض سے گاڑ دین بعض
لوگ تخم کے پودون اور درختون کو ضعیف اور کمزور خیال کرتے ہین، یہ جاننا ضروری ہی
کہ جو تخم بویا جائے گا اسی قسم کے پھل اس سے نکلین گے، لیکن صرف زیتون کے تخم کو اگر
بوئین تو اس سے قرطنون (ایک قسم کا جنگلی زیتون ہے) پیدا ہوگا زیتون نہین ہوگا۔
سیداغوس نے لکھا ہے کہ جب ہم یہ چاہتے ہون کہ پودون کو ایک دوسرے مقام سے

دوسرے مقام تک لیجائین تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تخم پر راکھ چھڑک ڈالین تاکہ وہ
نمی اور رطوبت سے محفوظ رہین اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو اُگنے کے بعد متعفن ہو کر سڑ جائین گے
اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ تخم کو دھوپ مین نہ خشک کرین کیونکہ اس سے اس کو نقصان
پہنچتا ہے اسکی رطوبت اور لطافت کو خشک کر کے کمزور کر دیتی ہے، لیکن اگر اس قسم کے
تخم پر چھلکے ہون جیسے اخروٹ، چلغوزہ وغیرہ مین ہوتے ہین تو دھوپ ان کو نقصان
نہین پہنچائیگی مگر پھر بھی اگر سایہ مین خشک کئے جائین تو بہتر ہے،

ایک دوسری جگہ پر اس نے لکھا ہے کہ جب ہم پودون کو انکی اصلی جگہ سے ہٹا کر
دوسری جگہ پر منتقل کرنا چاہین تو ان کو زمین سے اس طریقہ پر اکھاڑین کہ انکی مٹی منتشر نہ ہونے
پائے، جب اس کو دوسری جگہ پر لگا دین تو ہم کو چاہیئے کہ اس کا تین چوتھائی حصہ زمین
کے اندر اور ایک چوتھائی زمین سے اوپر رکھین، پودہ لگانے کا یہ طریقہ بہت اچھا ہے،
علمائے فلاحت نے اس پر اتفاق کیا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ترمانات کی زمین ایسی
ہونی چاہیئے کہ جس مین اس سے قبل زراعت نہ کیگئی ہو، زمین خشک ہو اور پہلے سے
کوئی چیز اس مین نہ بوئی گئی ہو، اور آفتاب کے رخ پر ہو اور ہوادار مقام ہو، اس زمین
کو اس طرح کھودنا چاہیئے کہ گھاس وغیرہ بالکل نکل جائین، اور ہر پودے کے درمیان
مین ایک قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور نصف قدم کی گہرائی مین ہر پودہ لگانا چاہیئے، اگر
پودے اس طریقہ پر لگائے جائین جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو ان کے اکھاڑنے اور
کاٹنے مین سہولت ہوگی، پودون کو کھلی جگہ مین لگانا زیادہ مفید ہے تاکہ دھوپ اس پر
زیادہ پڑ سکے اور اس کو ہمیشہ گرم رکھ سکے، شاخون کے کاٹنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے
کہ اس شاخ کو کاٹنا چاہیئے جس مین ٹہنیان قریب قریب ہون تاکہ وہ جلدی سے زمین

مین جڑ پکڑ سکین، شاخ کا طول ڈیڑھ قدم سے زیادہ نہین رکھنا چاہیئے، بعض لوگون کا خیال
ہے کہ ترمدانات کی زمین کو پودے کے ارد گرد چھ مرتبہ کھودنا چاہیئے، اور اگر پہلے ہی مہینہ
مین کھودی جائے تو پھر ہر مہینہ مین کھودنا ضروری ہے، اور جن آلات سے زمین کھودیجائے
وہ حتی الامکان چھوٹے ہونے چاہئین تاکہ جو پودے بالکل متصل ہون اُن کو نقصان نہ
پہنچے اور ان کلون کو جو ٹہنون مین پھوٹتے ہین اور نرم رہتے ہین ٹونگ لینا چاہیئے،
لیکن جب سخت ہو جائین تو ایسا نہ کرنا چاہیئے، پودون کا طول ایک قدم سے زیادہ نہ
ہونا چاہیئے، جب اس سے زیادہ ہو جائے تو اس کو چھانٹ دینا چاہیئے تاکہ اسکی قوت نامیہ
زیادہ ہو جائے ان کو ہاتھ ہی سے ٹونگنا یا توڑنا چاہیئے، لوہا وغیرہ سے کاٹنا اچھا نہین ہی
دوسرے سال بھی پودون کے اطراف وجوانب کی زمین کو چھ بار کھودنا چاہیئے اور ہر پودے
مین دو ٹہنیون سے زیادہ نہ رکھنا چاہیئے، دوسرے سال بھی جب کلے نکل آئین تو اون
کو ٹونگ لینا چاہیئے، جب ترمدانات مین اس طریقہ پر عمل درآمد کر لیا جائے تو پھر دوسری ہی
زمین مین پودون کو منتقل کرنا چاہیئے، بعض لوگ پودون کو تیسرے سال منتقل کرتے
ہین کیونکہ بعض پودے ایک سال مین جلد قوت نہین حاصل کرتے ہین اس وجہ سے
یا اس بنا پر کہ کوئی کاشتکار ایک سال کے بعد اسکو منتقل کرنا نہین چاہتا، اس خیال
سے کہ اسکی رگین ابھی کمزور ہین اور مستحکم نہین ہوئی ہین اسلئے اس کا انتقال اُس کے
لئے مضر ثابت ہوگا،

یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ ترمدانات ہی مین پودون کو پانی سے سیراب
کرتے ہین، لیکن ایسا کرنا مناسب نہین ہے بلکہ جب دوسری جگہ منتقل کئے جائین
تو پھر سیراب کیجائین، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ سیداغوس کا قول بھی اسکی تائید کرتا ہے،

کہ شاخ، تخم، یا اوتاد کے پودون کو جب منتقل کرین تو ان مین رطوبت اور تری قائم رکھین، ابن حجاج کا قول ہے کہ تمام زارعین کا خیال ہے کہ تر مدانات کو اس وقت سیراب کر سکتے ہین جب کہ زمین مین حرارت اور یبوست کثرت کے ساتھ ہو، یونیوس کا قول ہے کہ اس انگور کی بیل مین جس مین جڑ ہو اور اس مین جنکی شاخین ابھی لگائی گئی ہون اختلاف ہے، کیونکہ ہر پودہ کے اصول زراعت جداگانہ ہین لیکن اگر یہ دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو پھل عمدہ ہونگے قسطوس کا بھی قول اسی قسم کا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ان مقامات کو جہان پودے لگائے جائین تمام خرافات سے پاک کردین، اس زمین کا صرف کھودنا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ اسکو بار بار جوتا جائے اور صاف کیا جائے اس مین سے پتھرون کو نکال دینا چاہیئے خصوصاً ان پتھرون کو جو نوکیلے ہون کیونکہ پتھر جو زمین کے اوپر ہوتے ہین وہ موسم گرما مین اپنی شدید گرمی کی وجہ سے پودون کو جلا دیتے ہین، ان مین ان کی صلابت کی وجہ سے حدت ہمیشہ رہتی ہو اسی طرح موسم سرما مین یہ اپنی برودت کی وجہ سے پودون کو ضرر پہنچاتے ہین، لیکن اگر یہی پتھر سطح زمین کی بجائے اندر گہرائی مین ہون تو گرمی کے وقت یہ پودون مین ٹھنڈک پہنچاتے ہین، جہان تک ممکن ہو زمین کو مسطح رکھنا چاہیئے بالخصوص انگور کی کاشت کے لئے زمین مین گہرائی کا ہونا اچھا نہین ہے، پودون کو زمین مین لگانے سے قبل زمین کی آزمائش کرنی چاہیئے اس طریقہ پر کہ اسی قسم کے درختون کو لگا کر دیکھنا چاہیئے، زمین جسکی مٹی بہت اچھی ہے اس کو اچھی طرح جوت کر درست کرنا چاہیئے اور اس مین جو کچھ خس و خاشاک ہون انکو پھینک دینا چاہیئے، جس قدر زمین کھودی جائیگی اسی قدر اچھا ہے اور اسکی گہرائی بھی مفید ہے اس سے مٹی مین قوت باقی رہیگی، اگر زمین سیراب شدہ ہو تو اس کو برابر کر لینا چاہیئے، اس کے بعد اس مین پودے لگائے جائین،

درختون کے لگانے کے متعلق ان شاء اللہ پھر مفصل ذکر آئے گا،
لازمی ہے کہ پودون کے منتقل کرنے سے قبل زمین کا انتخاب کرنا چاہئیے یہ زمین
ایسی ہو جس مین مٹی کثرت سے ہو اور زراعت اس سے قبل نہ ہوئی ہو زیادہ سے زیادہ دو سال
سے اس مین زراعت نہ ہوئی ہو اور کم سے کم ایک سال سے غیر مزروعہ ہو، وہ مقام ایسا ہونا
چاہئیے جہان پر ہوا کا گذر وافر طریقہ پر ہو، اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہئیے کہ پودے جس زمین
مین منتقل کئے جاتے ہین اسکی طبعی حالت ویسے ہی ہو جیسی کہ اس سے قبل کی زمین تھی،
اچھی زمین سے ردی زمین مین پودون کا منتقل کرنا غیر مناسب ہے،

فصل

درخت، ملوخ، اوتاد اور عیون لگانے کے اوقات،

ابن حجاج کی کتاب سے،

سیداغوس کا قول ہے کہ گرم ممالک مین پودون کو موسم خریف مین لگانا اچھا
ہے، خصوصاً جب کہ پانی اس ملک مین کم ہو، تاکہ خریف کی بارش کی رطوبت پودون مین
جذب ہو سکے اسی طرح ربیع اور سرما کی رطوبت بھی اثر پہنچا سکے، اور موسم سرما کے اختتام پر
بھی پودے لگائے جا سکتے ہین جبکہ شاخین تر و تازہ ہون اور ان درختون کی زمین کو اختتام
پر اچھی طرح جوتنا چاہئیے اور گہرا رکھنا چاہئیے اور ایک ایسا خط قائم کرنا چاہئیے کہ جس مین پودے
لگائے جائین اور زمین ان کو پکڑ سکے، اور سرد ممالک مین سردی کے ختم ہونے کے بعد درختون
کو لگانا چاہئیے جبکہ شاخون پر تر و تازگی آجائے، اور اگر تم چاہو تو خریف مین بھی لگا سکتے ہو
کیونکہ اکثر لوگون کا خیال ہے کہ اس موسم مین رگون کو تقویت پہنچتی ہے اور زمین بہت اچھی

رہتی ہے کیونکہ آفتاب اپنی گرمی پہنچاتا ہو اس لئے سردی اس مین جمود نہین پیدا کر سکتی ہے اس بنا پر زمین ان پودون کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے،

یونیوس کا قول ہو کہ درختون کے لگانے کا وقت ہر ملک اور قوم کے لئے جداگانہ ہے کیونکہ بعض لوگ قطاف یعنی انگور کے ٹپکنے کے بعد لگاتے ہین، جب شاخ سے پتیان جھڑنے لگین اور بعض لوگ، ابتدار ربیع مین لگاتے ہین، حتی کہ شباط (پھاگن) سے سات دن قبل ہی شروع کرتے ہین اور سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ وہ مقامات جو بلند یا بس اور لمزور ہین ان مین پودے فصل انگور کے بعد لگانا چاہیئے اور جو نرم اور زمین کی سطح سے قریب ہین ان مین ربیع کے پہلے دن یعنی پھاگن کے پہلے دن مین لگانا چاہیئے اور جو تر مقامات ہین ان مین سب سے آخر مین لگانا چاہیئے، لیکن شور زمینون مین تو انگور کی فصل کے بعد ہی لگانا چاہیے کیونکہ بارش زمین کے خبث کو دھو ڈالتی ہے، اس زمین مین پودے کے قریب گائے لگا گوبر ڈالنا چاہیئے تاکہ اس سے شورہ پن کم ہو، روغن دار زمین کو موسم گرما ہی مین کھود ڈالنا چاہیئے، آفتاب اپنی گرمی سے اس کو سخت کر دے گا، اور پھر بارش سے وہ نرم ہو کر نہایت عمدہ ہو جائیگی اور پودون کو بہت جلد قبول کرلے گی، لیکن پتلی زمین کو پہلے سے نہ کھودین کیونکہ آفتاب کی گرمی اسکو گرد بنا ڈالیگی، اس مین کھودنا اور پودہ لگانا دونون ایک ہی ساتھ کرنا چاہیئے یعنی موسم خریف مین، کیونکہ ایسی زمین مین اسی وقت درختون کا لگانا مناسب ہو،

بعض لوگون کا خیال ہے کہ گرم مقامات مین درختون کو فصل خریف ہی مین لگانا چاہیئے اور نصف دسمبر سے اسکی ابتدار کرنی چاہیئے اور ابتدار جنوری تک ختم کر دینا چاہیئے، ہندی مہینہ کے حساب سے پوس سے ابتدار ہونی چاہیئے اور ماگھ تک ختم کرنا چاہیئے، پودون کو لگانے کے بعد ایک ہفتہ تک اس کو چھوڑ دیا جائے، لیکن سرد مقامات کیلئے

آخر ربیع کا مہینہ زیادہ اچھا ہے بالخصوص جبکہ پہاڑی مقام ہو کیونکہ اگر ان کو ہوا گرم نہ ملے تو
پودے زمین کے نیچے چلے جائین گے اور اوپر بڑھنے کی طاقت کم ہو جائیگی، اسی بنا پر گرم
مقامات مین اکثر خریف ہی مین درختون کا لگانا مناسب ہے کیونکہ اس وقت پودے اوپر
کی جانب نہین بڑھین گے بلکہ زمین کے نیچے جڑ پکڑتے جائین گے، لیکن فصل ربیع مین ہوا
گرم ہوتی ہے اور وہ پودون کی پتیون اور کلیون کو جڑ پکڑنے سے قبل نمودار کر دیتی ہے، پودون
کو دن کے تیسرے گھنٹے سے لیکر دسوین گھنٹے تک لگانا چاہیئے، کیونکہ ابتدار اور آخر وقت
مین ہوا بند ہو جاتی ہے، جس زمین مین پودے لگائے جائین اسکی زمین نہ مرطوب ہو نہ گیلی
ہونی چاہیئے اور نہ سخت اور یابس ہونی چاہیئے،

زیتون کے لگانے کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے، جس زمین مین پودے لگائے جائین اسکو
حار اور مرطوب ہونا چاہیئے، لیکن اگر کسی زمین مین ان دونون چیزون مین سے کوئی چیز نہ ہو
تو درختون کے پھل پورے نہ ہون گے، اسی وجہ سے یہ اوپر لکھدیا گیا ہے کہ یا تو ربیع مین پودے
لگائے جائین یا خریف مین، کیونکہ خریف مین آفتاب کی گرمی کی وجہ سے زمین گرم رہے گی
اور بارش سے مرطوب رہے گی اور اس طریقہ پر حرارت اور رطوبت دونون معتدل طریقہ
پر رہین گی، ہوا مین بھی اس طرح اعتدال رہے گا، اور ربیع مین گرمی کی ابتدار ہوتی ہے
اور اس وقت وہ سردی منقطع ہو جاتی ہے جو آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے بلکہ آفتاب
زمین کے پانی کو خشک کرنے لگتا ہے جس سے زمین کی رطوبت کم ہو گی اور گرمی شروع
ہو جائے گی، یہ موسم بھی پودون کے لئے ہے، لیکن موسم خریف تمام دوسرے موسمون
سے اس کام کے لئے زیادہ انسب ہے، یہ موسم بھی اس وقت اور اچھا ہو جاتا ہے،
جب کہ بارش ہونے لگتی ہے، جس کا وقت ثریا کے ڈوبنے سے لیکر شدید جاڑے تک ہے،

پھر ربیع تک اس کام کو بند کر دینا چاہیئے کیونکہ موسم سرما کی تبدیلی کے زمانہ مین ربیع تک سخت سردی پڑتی ہے لیکن ابتدار ربیع مین اس کو پھر شروع کرنا چاہیئے جب کہ جنوبی ہوا چلنے لگے، مگر شمالی ہوا سے اچھی طرح پرہیز کرنا چاہیئے،

ق نے لکھا ہے اور یہ اس کا اصلی قول ہے کہ پودون کے لگانے کا سب سے عمدہ وقت خریف ہی بالخصوص ان مقامات پر جہان پر پانی کم ہو، موسم سرما کی رطوبت پودون کو تقویت پہنچائے گی، علمار کا اس پر اتفاق ہے. لیکن فصل ربیع مین بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، قسطوس کا قول ہے کہ تمام زمینون کے لئے موسم خریف زیادہ مفید ہے اور سبھون نے اسکی بڑی تعریف کی ہے علمار نے خریف کو فصل ربیع پر جو ترجیح دی ہے اس کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ درختون مین سے بعض تو اوپر کی جانب زیادہ بڑھتے ہین اور بعض نیچے کی جانب زیادہ بڑھتے ہین، فصل ربیع مین جو لگائے جائین گے وہ اوپر زیادہ بڑھین گے اور جو فصل خریف مین لگائے جائین گے انکی جڑین اور رگین مضبوط اور دور تک پھیلین گی، زراعت کے اصول کے لحاظ سے وہ درخت زیادہ مضبوط ہوتے ہین جنکی رگین اور جڑین زیادہ ہون،

ابن حجاج کا قول ہے کہ تینون مشہور حکمار کا اس پر اجماع ہے کہ موسم خریف زیادہ افضل ہے، اور اسکی وجہ بتائی جا چکی ہے، مرسیال طبیبی کا قول ہے کہ جن درختون کے لگانے کا طریقہ ہمنے بتا دیا ہے ان کو سرد دنون مین سوائے ربیع کے زمانہ کے کبھی نہ لگائین، ربیع کا وہ زمانہ جو ابتدار فروری کا ہوتا ہے، بہت عمدہ ہے، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ یہ پہلے لوگون کی رائے کے مخالف ہے لیکن میرے نزدیک یونیوس کا قول سب سے اچھا ہے،

طین ہے کہ انگور کے لگانے کا مخصوص وقت مشرق سے مغرب تک فصل ربیع
کے ابتدائی حصہ مین ہے بعض لوگون نے لکھا ہے کہ جو انگور کہ فصل خریف مین لگائے جاتے
ہین ان مین پھل زیادہ ہوتے ہین، ان کے علاوہ جن درختون کی لکڑیان سخت ہوتی
ہین، مثلاً زیتون، عناب، بلوط، تربوز، دردار وغیرہ تو وہ موسم سرما مین لگائے جاتے ہین
اور جن مین ان سے کم سختی ہوتی ہے یا متوسط درجہ کی صلابت ہوتی ہے، مثلاً انجیر سیب
بہی، اخروٹ، کشمش، وغیرہ تو وہ ربیع مین لگائے جاتے ہین، لیکن پتیون کے آنے سے
قبل لگانا زیادہ اچھا ہے، اور بعض کا قول ہے کہ پودے اس وقت لگائے جائین جبکہ
نئی پتیان آجائین اور یہ جنوری کے وسط مین ہوتا ہے سوائے بادام وغیرہ کے، اور جنکی
کلیان ابھی نکلی ہون ان کو اس سے قبل لگانا چاہیے، اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی
درخت پوری طرح پتیون کے آنے کے بعد انار کے سوا نہ لگایا جائے کیونکہ وہ اگر
اس طرح لگایا جائے تو مفید ہوگا، بعض کا قول ہے کہ انجیر اور آلو بخارا بھی اسی طرح لگائے
جا سکتے ہین اور ان کے لئے کوئی نقصان دہ نہین ہے، درختون کے لگانے کے لیے
سب سے عمدہ فصل خریف کی ہے اور پھر موسم سرما ہے، لیکن ربیع کی پہلی فصل ان
دونون سے گری ہوئی ہے کیونکہ اس مین موسم سرما کا تداخل ہوتا ہے، پودہ اگر سخت
نہین ہوا ہے بلکہ نرم اور شاداب ہے تو گرمی اسکو جلادیگی اور اگر اس سے بڑھ گیا ہے،
تو سردی ٹھٹھرادیگی، غرضکہ گرم اور سرد ممالک مین درختون کو ذرا جلد لگانا چاہیے،
بالخصوص چراگاہون اور مرطوب زمینون مین کیونکہ یہ دونون زمینین اس وقت تک
درست نہین ہوتین جب تک کہ موسم خریف مین کوئی پودہ نہ لگایا جائے، یا دوسری
صورت یہ ہے کہ ان کا پانی خشک کردیا جائے اور اسکی خشکی مین اعتدال رکھا جائے، ربیع

ہین ان زمینون مین پودہ نہ لگانا چاہئے جو آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکی ہین، لیکن بعض
کا قول ہے کہ شاخ، ٹہنی، اوتاد، اور گٹھلی وغیرہ موسم سرما مین اسی قسم کی زمین مین لگانا چاہئے
جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوئی ہو، لیکن جو زمین کہ سیراب کیگئی ہو اس مین ہر تینون
فصلون مین پودے لگا سکتے ہین، بالخصوص فصل ربیع کے ابتدائی زمانہ مین پودون کو
جب ان مین رگ و پوست نکل آئین تو ان کو اکھاڑ کر لگانا چاہئے اور مٹی جو ان کے ساتھ
لگی رہتی ہے اسکو ساتھ رہنے دینا چاہئے، اور ان مین پانی پہنچانے سے غفلت نہ کرنی چاہئے
خ کا قول ہے کہ سب سے اچھی اور عمدہ ہوا ہمارے ملک کی زراعت کے لئے
مغربی ہوا ہے اور بادل ہے، لیکن بارش کے دنون مین زیتون کے سوا کسی پودہ کو
لگانا اچھا نہین ہے، گٹھلی، اور تخم کے پودون کو اسی زمانہ مین ایک جگہ سے دوسری
جگہ منتقل کر دینا چاہئے، خ کا قول ہے کہ مین نے خود ایک بادام کا درخت دیکھا
جو اپنی جگہ سے منتقل نہین کیا گیا تھا اس وجہ سے اس مین پھل اور دانے کم تھے بعض
کا قول ہے کہ جمعہ اور شنبہ کے دن درختون کی زراعت نہ کرنی چاہئے، گٹھلی تخم،
شاخ، وتد، ان سب کے لگانے کے خاص اوقات ہین جن کا ذکر پھر کیا جائے گا،

فصل

گٹھلیون کے بونیکا وقت،

ص نے لکھا ہے کہ عام طور سے گٹھلیون کے بونے کا وقت پھلون کے پکنے اور
کھانے کے وقت ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی نومبر، دسمبر، جنوری، فروری تک بوئی
جاسکتی ہین، یہ سب سے آخری مدت ہے، اور جو گٹھلیان اس کے بعد بوئی جائین گی

گرمی ان کو پکا ڈالیگی یا جاڑا ان کو خراب کر دیگا، لیکن اگر گٹھلیان مارچ مین اُگتی ہین وہ
درخت جنکی گٹھلیان ہمارے ملک مین بوئی جاتی ہین وہ شفتالو، مشمش، بادام، اخروٹ،
آلو بخارا، زیتون، خیار شنبر، بندق، صنوبر، بلوط، شاہ بلوط، قراسیا، زعرور، آزاد درخت،
خرما، غبیرا، پستہ، اور سرو وغیرہ ہین، گٹھلیان بونے کے وقت نئی اور سالم ہونی چاہئین
ان مین کسی قسم کا نقص نہ ہونا چاہیئے اور ایسے پھل کی ہون جو اچھی طرح تیار ہو گئے
ہون اور ثمر آور درخت سے توڑے گئے ہون اور ذائقہ مین بھی اچھے ہون، اگر یہ اوصاف
گٹھلیون مین یا ان کے پھلون مین نہ ہون تو ان کو زراعت کے لئے نہین رکھنا چاہیئے
خ نے لکھا ہے کہ گٹھلیان اُس درخت کی ہون جو پہلی مرتبہ پھل دار ہوا ہو
ان کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ گٹھلیون کو زمین مین حوضون کے اندر یا مٹی کے نئے
ظروف مین بوئین اور یہ حوض اس جگہ پر بنائین جہان پر کہ زمین اچھی ہو جس کا ذکر اوپر
کیا جا چکا ہے، زمین تعمیر شدہ ہو اور اس مین پرانی کھاد ملی ہوئی ہو نیز پانی سے اچھی طرح سیراب
کی ہوئی ہو اس کے بعد جب یہ تمام شروط پورے ہو جائین تو گٹھلیون کو ایک قطار مین مختلف
گڈھون کے اندر بوئین، ہر گڈھا تین بالشت یا اس سے کچھ کم ہو گڈھے کی گہرائی بھی گٹھلی
کی قوت اور ضعف پر موقوف ہے، بونے کے بعد اوپر سے مٹی ڈالدین اور ہر گٹھلی کے
درمیان مین تقریباً ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھین، لیکن یہ فاصلہ اس وقت رکھین جبکہ پودون
کو منتقل کرنے کے وقت مٹی ساتھ نہ لین، اور اگر اس کا خیال ہو تو گٹھلیون مین اس سے
زیادہ فاصلہ رکھین، اس جگہ کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہین ایسا نہ ہو کہ زمین عدم سیرابی
کی بنا پر سفید ہو جائے اور اس وقت تک سیراب کرتے رہین، جب تک کہ پودہ ایک بالشت
یا اس سے زیادہ کا نہ ہو جائے، گٹھلیون کی زراعت کے متعلق پھر کسی فصل مین ذکر کیا جائیگا،

فصل

ان درختون کے بونے کا بیان جنکے پھلون مین گٹھلیان نہین ہوتی ہین، مثلاً بہی
سیب، امرود، نارنگی، لیمون، ریحان، سرو، انجیر، آس، شہتوت وغیرہ ان مین تخم ہوتے ہین
اس کے لئے بھی وہی شرائط ہین جو گٹھلیون کے متعلق بیان کئے گئے ہین یہ تخم
بھی پہلے ہی پھل کے ہون تو اچھا ہے اور ان کو انھین فصل مین بونا چاہیئے جنکا ذکر اس سے
قبل کی فصل مین کیا جاچکا ہے، تاکہ گرمی کی فصل شروع ہوجائے، اور جو تخم یا گٹھلی فصل ربیع
مین بوئی جائے اس مین اسکا خطرہ ہے کہ گرمی یا سردی ان کو برباد نہ کردے،

اس کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جس پھل کا تخم بونا ہو اسکو زمین کے چھوٹے گڈھے
یا مٹی کے نئے بڑے برتنون مین بوئین اور ان کے نیچے ایک سوراخ کردین اور ان مین
اچھی مٹی ڈالین یا کھاد اور دوسری چیزون سے مخلوط کی ہوئی مٹی ڈالین، جو تخم کہ کمزور
ہون ان کے لئے مٹی وغیرہ زیادہ ڈالنی چاہیئے اور جو قوی ہون ان کے لئے اسی قدر
مٹی ڈالین جتنی کہ ضرورت ہو،

کھاد سے تخمون کو اس طرح ڈھانک دین جیسے کپڑے سے کسی چیز کو ڈھانکتے ہین اور
اسکی تہ بھی کپڑے کے موٹے پن کے برابر ہو، اور اگر اس سے زیادہ کمزور ہون تو زیادہ پانس
بھی ڈال سکتے ہین، اس کے بعد بھی اس پر مٹی ڈالدین تاکہ ہوا کی خشکی سے محفوظ رہین، پانی سے
سیراب کرتے وقت چٹائی کا چھوٹا سا ٹکڑہ رکھ دین یا اسی قسم کی کوئی دوسری چیز رکھین تاکہ پانی
ادھر اودھر منتشر نہ ہوجائے اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ پودہ کے اُگنے سے قبل ہاتھ
ہی سے پانی چھڑک دیا کرین، یہ طریقہ زیادہ تر کمزور تخم یا پودون کے لئے رائج ہے، سب سے

زیادہ کمزور تخمون مین سے سرو، ریحان، شہتوت وغیرہ ہین، اسی طرح کمزور دانون کے لئے بھی
یہ طریقہ مفید ہے، مثلاً جیق غرضکہ جس قسم کی قوت دانون مین ہوگی اسی طرح پانی سے سیراب
کرنا چاہیئے جبتک پودے لگ نہ جائین اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے، لیکن
جب موسم سرما کا زمانہ آجائے تو پانی کم ڈالنا چاہیئے اور جب بارش شروع ہوجائے
تو پانی نہ ڈالنا چاہیئے اسی طرح ابتدار گرمی مین احتیاط کرنی چاہیئے تاکہ ان مین سختی آجائے
اور وہ جڑ پکڑ لیین ورنہ اگر پودے بڑھ جائین اور اندرنمی باقی ہو تو یہ ان کے لئے نقصان دہ
ہے، اس مین بھی وہی صورت اختیار کرنی چاہیئے جو حوضون کے لیے بتائی گئی، اور اگر ریت
سے ڈھانک دین تو یہ اور اچھا ہے،

فصل

ایک سال سے زیادہ کسی تخم کو ایک جگہ پر نہ رکھنا چاہیئے بلکہ دوسرے نرم
حوضون مین منتقل کردینا چاہیئے، مٹی کے ظروف مین اس سے زیادہ اگر رکھین گے تو
کمزور ہوجائے گا اور اسی طرح اگر اس سے قبل منتقل کردیا تو اس کے لئے نقصان دہ
ہے بالخصوص جبکہ اسکی شاخون مین سختی نہین آئی ہو اور اگر حوض مین ہون تو ان کو دوسرے
مقام پر لے جانا چاہیئے تاکہ وہان پر بڑھ سکین،

ص نے لکھا ہے کہ گٹھلی دار درخت سات سال کے بعد تیار ہوتے ہین اور
ان کے پھل کھانے کے قابل ہوتے ہین اور جنکے تخم بوئے جاتے ہین وہ چار سال
کے بعد تیار ہوتے ہین، ان کو تین سال کے بعد منتقل کردینا چاہیئے،

خ نے لکھا ہے کہ نارنج کو اس وقت تک نہ منتقل کرنا چاہیئے جبتک کہ وہ

بھر قد آدم لمبا نہ ہو جائے اور اگر اس سے قبل منتقل کر دیا گیا تو خراب ہو جائے گا ہم اسکی مفصل بحث آئندہ ان شاء اللہ مفردات مین کرین گے، جو شخص ان گڈھون کو جو پودون کے لئے بنائے گئے ہین خالی اور بیکار نہین رکھنا چاہتا ہے وہ ان مین اس وقت تک کے لئے کوئی چیز بو دے جب تک کہ پودے تیار ہون اور ان مین منتقل کئے جائین، مثلاً کشنیز وغیرہ،

فصل

ملوخ کے لگانے اور اسکے انتخاب کا طریقہ،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے مقنع مین لکھا ہے کہ تمام علماء فلاحت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص ملوخ یا وتد کاٹنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ مشرق کی جانب سے اور جنوبی گوشے سے اس کو تراشے، یونیوس نے بھی لکھا ہے کہ شاخین درخت کے اوپر کی جانب سے لینی چاہیئے بشرطیکہ ان شاخون پر دوسرا سال گذر رہا ہو، نیز درخت کے شرقی یا جنوبی سمت سے شاخون کا کاٹنا زیادہ اچھا ہے، مرسیال کا قول ہے کہ وتد کو بھی شرق یا جنوب سے کاٹنا چاہیئے لیکن شمال کے جانب ذرا بھی مائل نہ ہو، کیونکہ سب سے اچھی شاخ وہ ہے جو شرقی سمت مین ہو پھر وہ جو جنوبی سمت مین اور پھر وہ جو غربی سمت مین ہو، لیکن جو شمالی سمت مین ہو گی وہ اچھی نہ ہو گی،

سو دوبون کا قول ہے کہ جب تم قطیع (جو شاخ تیر کی طرح ہو) ملخ اور وتد وغیرہ لینا چاہو تو تم کو چاہیئے کہ درخت کے اس حصہ سے ان چیزون کو کاٹو جو آفتاب کے مقابل مین ہون کیونکہ گرمی اس مین حرارت پہنچاتی ہے اور دباغت دیتی ہے (دباغت

کے معنی رطوبت کا ضائع کرنا) اور جو شاخ کہ دباغت دی ہوئی ہوتی ہے وہ جلد زمین کو پکڑ لیتی ہے اور اسی قسم کی شاخ بہت اچھے پھل لاتی ہے،

وہ شاخ جو موٹی ہو اور جس مین گرہین بہت قریب قریب ہون اس شاخ سے زیادہ اچھی ہے جو سایہ دار اور چکنی ہو، قلم کبھی شمالی سمت سے نہین لینا چاہیئے کیونکہ شاخین جو اس سمت پر ہوتی ہین وہ زیادہ سایہ دار اور ذرا نازک، اور کمزور ہوتی ہین، ان مین زمین کو پکڑنے کی قوت کم رہتی ہے،

یونیوس نے لکھا ہے کہ شاخون کو درخت کے نیچے سے نہین کاٹنا چاہیئے بلکہ اوپر کی سمت سے لینا چاہیئے، شولون کا قول ہے کہ جن درختون کے جڑ مین شاخین ہوتی ہین ان کو کبھی نہ لینا چاہیئے، کیونکہ وہ بہت زیادہ سایہ دار ہوتی ہین آفتاب ان کی رطوبت کو زائل کر کے اپنی حرارت کو نہین پہنچا سکتا، ایسی صورت مین زمین درختون کو جلد نہین پکڑ سکے گی، بعض علمار فلاحت نے لکھا ہے کہ اس قسم کی شاخین بہت کمزور ہوتی ہین اور ان مین پھل کم آتے ہین، کیونکہ ان کی جڑون مین رطوبت غالب اور حرارت کم رہتی ہے شولون کا قول ہے کہ ایسی شاخ اگر زمین مین جڑ پکڑے تو یہ کہنا غلط ہے کہ پھل کم آئین گے کیونکہ جب وہ لگائی جائے اور نشو و نما پائے، تو آفتاب کی حرارت اس کے اندر جذب ہو گی، اور وہ اس کو قوی اور مستحکم بنا دے گی، البتہ اگر زمین کو نہ پکڑے تو حرارت کی کمی کی وجہ سے وہ خراب ہو جائے گی اور اس کے اندر کی رطوبت پھلون کو پکنے نہین دیگی، ان درختون کا ذکر تو کیا جا چکا ہے جنکے لئے ملوخ کا لگانا زیادہ اچھا ہے، اور دوسرون کا بھی بیان کیا جا چکا ہے، لیکن جن درختون کی شاخین کاٹی جاتی ہین وہ ان بڑی اور موٹی شاخون سے لی جاتی ہین جنکے پھل کھائے جا چکے ہون اور کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ شاخین گرہ دار

ہون انکی کھال چکنی ہو اور آفات سے بالکل محفوظ ہون، زیادہ تران درختون سے شاخین حاصل کرنی چاہیئے جو زیادہ پھل لاتے ہون لمبی اور گھنی شاخون سے زیادہ فائدہ نہین پہنچتا گو کہ وہ زمین مین جلد پھیل جاتی ہین، لیکن کمزور ہوتی ہین، شاخون کو درخت کے درمیان سے لینا چاہیئے بہت بلند مقام سے لینا اچھا نہین ہے، ان کو مشرقی سمت سے کاٹنا چاہیئے، اگر مشرقی سمت مین کچھ نہ ہو تو قبلہ کی جانب سے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو مغربی سمت سے کاٹنا چاہیئے مگر جنوبی سمت سے کاٹنا غیر مناسب ہے کیونکہ اس سمت کی شاخین کمزور ہوتی ہین، اور اگر پھل آتے بھی ہین تو پکنے سے قبل ہی گر جاتے ہین، بعض لوگون نے یہی نقص مغربی سمت سے لینے مین بھی بتایا ہے، شاخون کے کاٹنے کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے، ان کو ہاتھ سے توڑنا زیادہ اچھا ہے ورنہ کسی تیز لوہے سے کاٹنا چاہیئے، ملخ کا طول دو ہاتھ ہونا چاہیئے اور اگر اس سے زیادہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہین ہے، ملوخ اس وقت لیے جاتے ہین جبکہ شاخون مین تراوٹ اچھی طرح موجود ہو ان مین کچھ کلیان بھی نظر آتی ہون، ملوخ کو گڈھون یا ظروف مین بو سکتے ہین،

ملوخ کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ زمین مین گڈھے کھودے جائین جنکا طول، عمق اور عرض سے زیادہ ہو، اگر یہ دوسری جگہ پر منتقل کیے جانے کا خیال ہو تو گڈھے دو بالشت لانبے ہون اور اگر ایک ہی جگہ پر رکھنا ہو تو اس سے زیادہ لانبا رکھین، ملخ یعنی شاخ کے قد کے لحاظ سے گڈھا کھودنا چاہیئے ملخ کو اس کے طول مین پھیلا دینا چاہیئے ایک حصہ تو گڈھے کے اندر رکھنا چاہیئے اور دوسرے حصہ کو ایک انگلی کے انداز سے باہر نکال دینا چاہیئے مٹی کو کھاد اور دوسری چیزون سے مخلوط کر کے گڈھے کو قریب قریب بھر دینا چاہیئے اور قدم سے زمین کو برابر کر دینا چاہیئے، ملوخ اس صورت مین پانی کی نالیون سے بھی سیراب کیے جا سکتے

ہین، بلکہ بسا اوقات ملوخ نالیون کے مخزن ہو جاتے ہین اسکی صورت یہ ہے کہ جس جگہ پر نالیان بنائی جائین اسی کے سامنے ایک حد نالی کے طول کے لحاظ سے قائم کیجائے، پہلے گڈھون مین ملوخ کو پھیلا دینا چاہیئے اور کنارہ کے دونون جانب اونکے سرون کو ایک انگلی کے انداز سے باہر نکالنا چاہیئے اس کے بعد مٹی ڈالکر گڈھون کو برابر کر دینا چاہیئے. پھر ادنکو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، ملوخ کے یہ سرے دو قطارون کی طرح نظر آئین گے، ان مین سے ہر ایک نالی کے بلند مقام پر ہو گی اور ان دونون کے درمیان پانی جاری رہیگا، ملوخ کو آسمانی پانی سے سیراب شدہ زمین مین لگانے کا طریقہ بڑے درختون کے ساتھ بیان کیا جائے گا، ہر ملخ کے درمیان مین ایک ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیئے بشرطیکہ منتقل کرتے وقت مٹی نہ لیجائے اور اگر مٹی لیجائے تو اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیئے، دوسرے قسم کی زمین مین جو فاصلہ ہوگا اس کا ذکر اور ملوخ کی دیگر تدبیرین پھر لکھی جائین گی،

فصل

عیون (چھوٹی شاخون) کے لگانیکی ترکیب

شاخون کی ٹہنیان اسی طرح لیجاتی ہین جیسے سیب، انجیر، انگور یاسمین اور دوسرے میوہ جات سے اخذ کیجاتی ہین، لیکن ان کا انتخاب کر کے لینا اچھا ہے، غ نے لکھا ہے کہ سیب کے عیون اٹھے ہوتے ہین اور چکنے ہوتے ہین، اسی طرح انگور، انجیر، یاسمین وغیرہ کی وہ ٹہنیان لیجاتی ہین جنکی گرہین قریب قریب ہوتی ہین، اس مین انھین صفات کا خیال رکھنا چاہیئے جو ملوخ کے لئے بتائے گئے ہین، اس کے لگانے کا وقت فروری، مارچ وغیرہ مین ہے، اور ادس مین وہی ترکیبین اختیار کرنی چاہیئے،

جو ملوخ اور اوتاد کے لئے ذکر کیگئی ہین، مثلاً حوض یا نالیون کے خطوط کا قائم کرنا، بقیہ دوسری تدبیرین انشاء اللہ پھر لکھی جائینگی،

فصل

اوتاد اور ملوخ کا مفصل بیان اُن مین انتخاب کا طریقہ

ابن حجاج نے لکھا ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال مین قدم رکھا وہ ملوخ کا کام دیسکتی ہے اور جو دو یا تین سال کی ہو وہ اوتاد کے کام آسکتی ہے کیونکہ اگر ایسی شاخ زمین مین نصب کیجائے تو بہت جلد جڑ پکڑے گی، اگر حسن اتفاق سے ایسی شاخ ہاتھ آجائے جو ہر حیثیت سے کامل اور پوری عمر کی ہو تو اسکو اپنی جگہ پر تھوڑی دیر کے لیے بھی رکھنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ فوراً منتقل کر دینا چاہیئے، چھوٹا وتد (تنا) بہت جلد نشو ونما پاتا ہے، لیکن بڑا وتد اس طرح جلد نہین بڑھتا ہے، یہ شولون کا قول ہے، شاخون سے اوتاد انھین صفات اور حالات کا خیال کر کے لینا چاہیئے جنکے ساتھ ملوخ لئے جاتے ہین، فرق اتنا ہے کہ اوتاد کی غلظت اور ان کا طول، اور دو وتدون کے درمیان کا فاصلہ ملوخ سے زیادہ ہونا چاہیئے، ضخامت تو ایک ہاتھ کے برابر ہونی چاہیئے یا کم سے کم ایک نیزہ کے برابر ہو، اور طول کم سے کم ایک ہاتھ ہونا چاہیئے اور زیادہ جہان تک ممکن ہو سکے، اوتاد لوہے سے کاٹے جائین، لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کاٹتے وقت، چھیلتے وقت اور لگاتے وقت اسکی کھال ادھڑنے نہ پائے، نارنج کے اوتاد کھاد مین رکھے جاتے ہین، اس کے لگانے کا طریقہ حوض یا نالی مین یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی بلوط یا کسی اور درخت سے لیجائے اور اس وتد سے ذرا لانبی اور موٹی رکھی جائے، اور اس

مقام پر گاڑ دی جائے، جہان پر نارنج کا وتد لگانا چاہتے ہین اور اُسی حد تک زمین کے اندر گھسائین
جہان تک عمق رکھنا چاہتے ہون پھر اس لکڑی کو نکال لینا چاہیئے اور نارنج کے وتد کو اس
جگہ پر نصب کر دینا چاہیئے، اب جو اردگرد خلا رہ گیا ہو اس کو کھاد یا ریت سے پر کر دینا چاہیئے
پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، پانی پڑنے سے مٹی پھول جائیگی اور کچھ خلا پھر پیدا ہو جائے گا
اس لئے اس کو بھی مٹی یا ریت سے بھر دینا چاہیئے، تاکہ ذرہ برابر بھی خلا باقی نہ رہ سکے، اوتاد کو
قطار در قطار لگانا اچھا ہے اور دو وتدون کے درمیان مین قریب قریب وہی فاصلہ ہوگا جو
ملوخ مین بتایا گیا ہے اگر اسی وتد کو پہلے پہل نصب کیا جائے تو اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ
زور سے گاڑنے کی وجہ سے وہ شق نہ ہو جائے اور نہ اس کا چھلکا نکلجائے، تقریبًا یہی احوال
اترج کے وتد کے بھی ہین،

دوسری ترکیب

اوتاد کے لیے حوض یا نالیون مین گڈھے کھودنا چاہیئے، ہر گڈھا وتد کے طول کے
برابر ہو، جب گڈھا تیار ہو جائے تو وتد کو لگا دینا چاہیئے اور پھر اس پر مٹی ڈال کر اس کو بھر
دینا چاہیئے، اور اس مین اسی طرح عمل کرنا چاہیئے جیسا کہ آیندہ ہم کسی موقع پر بتائین گے، اوتاد
کو صف بندی کے ساتھ لگانا چاہیئے اور ایک دوسرے کے درمیان مین وہی فاصلہ رکھنا
چاہیئے جو ملوخ کا ہے،

فصل

ان شاخون کا بیان جو نوامی لفات اور لواحق کہلاتی ہین،

دنوامی ان کو کہتے ہین جو خوشہ دار ہوتی ہین، لفات ان شاخون کو کہتے ہین جن مین پتیان

کثرت سے ہوتی ہین، تواحق ان کو کہتے ہین جنکے پھل یا خود وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہون، شاخون پر غور کیا جائے اگر وہ اپنی تمام رگون کے ساتھ کاٹی جاسکتی ہین یا توڑی جاسکتی ہین توان کو توڑ لیا جائے اور دوسری جگہ پر لگادی جائین یا اس مقام پر لگائی جائین جہان جلد شاخین نکل آئین بشرطیکہ مناسب وقت ہو اگرچہ اس کے لگانے کے لئے وقت بہت کافی رہتا ہے، اگر شاخون مین رگین پوری نہین نکلین ہون توان کو اتنے دن تک چھوڑ دینا چاہیئے کہ ان مین رگ اور پٹھے نکل آئین، یہ عمل تغطیس یا استسلاف کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے جسکا ذکر آگے آئے گا،

تغطیس کا بیان جس کا دوسرا نام تکبیس بھی ہے،

اس کے لئے نباتات مین سے وہ حصہ لینا چاہیئے جو زیادہ قوی، طویل، اور آفات سے محفوظ ہو اور جس مین وہ تمام اوصاف موجود ہون جنکا ذکر ملوخ کے بیان مین کیا جاچکا ہی اس کا خیال ضرور کرنا چاہیئے کہ شاخ جس درخت سے لیجائے وہ مرکب ہو، لیکن اگر چھوٹے بڑے پھلون سے درخت لدے ہون اور غیر مرکب ہون توان کے ملوخ اوتاد اور عیون کو ترکیب کی ضرورت نہین ہی اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو ترکیب کی ضرورت ہے، مگر پہلی صورت زیادہ اچھی ہے، شاخ مین اگر باریک رگین نکل آئی ہون تو اس کو دوسری جگہ منتقل کرسکتے ہین ورنہ ہر شاخ کے لیے اس کے طول کے مطابق ایک گڑھا کھودین جس کا عمق ڈھائی بالشت ہو اور ہر شاخ کو آہستہ سے اس مین رکھدین اور شاخ کے سرون کو گڑھے سے باہر نکال دین، شاخ کو جڑ سے علیحدہ نہ کرین، بلکہ اس کو پرورش پانے دین، اور گڈھون پر مٹی ڈال کر اس کو برابر کردین اور جب تک رگین یا جڑین نہ پھوٹین اس وقت تک اسی حالت

پر چھوڑ دین اس کے بعد پھر منتقل کر سکتے ہین، یہ طریقہ ہر تازی شاخ کے متعلق بتا یا گیا ہے
اور اگر کسی شاخ کو تم چاہتے ہو کہ ایک ایسے مقام پر لیجائین جہان پر یہ وسعت کے
ساتھ پھیل سکے تو اسکے لئے بھی یہی ترکیب ہے، لیکن اگر تم اس کو اسی مین باقی رکھنا
چاہتے ہو اور وہی غذا دینا چاہتے ہو جو پہلے دی جاتی تھی، تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ انگور
کے متصل ہی ایک زمین پسند کر و اور اس مین آہستہ سے اسکی شاخ کو گڈھا کھو د کر
منتقل کر لو، یہ شاخ اپنی جڑ سے تقویت حاصل کرتی رہے گی انگور اس زمین مین زیادہ اچھے
ہوتے ہین، جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، لیکن دوسری زمینون مین بھی
کثرت سے ہوتے ہین، یہ انگور کی شاخ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ایک سال
تک پانی سے سیراب کیجائے گی اس کے بعد آہستہ سے یہ کاٹ دیجائے گی،
تاکہ اسکی حدت کم ہو جائے، تین سال سے پانچ سال تک کے اندر یہ شاخ قوت
پا جائے گی، اس وقت وہ حصنہ سے الگ کیجا سکتی ہے، لیکن اگر اس مدت کے
بعد بھی رگین نہ نکلی ہون تو کاٹنا نہین چاہیئے، بلکہ اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے،
اور اسکو پہلی ہی صورت سے ایک سال تک اور رہنے دینا چاہیئے انگور کی اس
ترکیب کو تطعیم کہتے ہین، اس کا وقت اسوقت ہے جبکہ انگور کی چھوٹی شاخین نہ پھوٹی ہون
اور اگر اس کے بعد کرین تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، لیکن اور دوسرے درختون
کے لئے ہر زمانہ مین کر سکتے ہین کیونکہ وہ اپنی جڑون سے الگ نہین ہوتے، نغ
نے لکھا ہے کہ ریحان اور یاسمین کو اگر گرمی اور سردی کی، گرم اور سرد ہوا مین مٹی کے
نیچے رکھین تو بہت جلد قوت پکڑ لین گے، بعض وہ درخت جن مین پتیان اور
شاخین نہین ہوتین کسی آفت کی بنا پر یا کبر سنی کی وجہ سے گر پڑتے ہین یا کاٹ دیئے

جاتے ہین توان مین پھر شاخین اور پتیان نکل آتی ہین، اس مین بھی وہی ترکیب کر سکتے ہین جو اور نباتات کے ساتھ کیجاتی ہے، جیسے نارنج وغیرہ کے ساتھ،

اسی کے مثل ایک دوسری تدبیر

اُس شاخ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو نرم ہو اور اس درخت سے غذا پا رہی ہو جس مین بکثرت پھل لگے ہوئے ہون اور جن کا ذائقہ عمدہ ہو، اتنی لنبی ہو کہ اگر جھکائی جائے تو زمین کی سطح تک پہنچ سکے اور تمام وہ صفات موجود ہون جو ملوخ کے لئے لکھے گئے ہین جب یہ تمام شرائط موجود ہون تو ایک رسی شاخ کے اوپر کے حصہ مین باندھ دین اور اسکو جھکائین، یہان تک کہ وہ زمین کی سطح سے ملصق ہو جائے اور پھر رسی کا دوسرا سرا ایک مضبوط ستون مین باندھ دین تاکہ قبل از وقت شاخ سیدھی نہ ہو جائے، شاخ جہان پر جھکی ہو اسی مقام پر ایک لانبا گڈھا کھودین جسکا عمق کم سے کم دو ڈھائی بالشت ہو اور اسی مین شاخ کو آہستہ سے رکھدین اور اوپر سے مٹی وغیرہ ڈالدین اور خوب اچھی طرح برابر کردین، یہ ایک دوسری تدبیر ہے جو تکبیس سے جداگانہ ہے، دو سال تک اصل اور اس حصہ کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، دو سال کے بعد اندازہ کرین کہ اس شاخ مین اتنی طاقت اور قوت پیدا ہوئی ہے یا نہین کہ جس سے وہ اپنی مستقل ہستی کے ساتھ الگ رہ سکے، اگر اس مین رگین اتنی پیدا ہو گئی ہون کہ دوسرے سے مستغنی ہو جائے تو اسکو کسی لوہے سے کاٹ کر الگ کر دینا چاہیئے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے، دوسرے سال جب اسکی حالت درست ہو جائے تو اس کو الگ کر دین اور وہان سے ارد گرد کی مٹی کو ساتھ لے کر دوسری جگہ منتقل کر دین، بشرطیکہ اس مٹی کی ضرورت ہو، اصل مین مٹی کی ان درختون کے لئے ضرورت ہوتی ہے جنکی پتیان نہین گرتی ہین، یہان سے

منتقل کر کے جس جگہ مناسب ہو لگا دینا چاہیئے، امید ہے کہ وہان یہ شاخ بار آور ہو گی
ایسے انگور کے درخت جو پانی سے سیراب کئے جاتے ہون ان کو وقتاً فوقتاً چھانٹتے
رہنا چاہیئے، اور یہ زیادہ عمدہ ہوتے ہین، یہ ترکیب جو اوپر ذکر کیگئی ہے انجیر کے ساتھ بھی
کیجا سکتی ہو شاخ کو نیچے جھکائین اور زمین تک پہنچا کر وہی تدبیر اختیار کرین جس کا ذکر کیا
جا چکا ہے، اس طرح ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک بڑی شاخ پھلدار درخت سے جھکا
لیجائے یہان تک کہ اس کے اطراف زمین سے متصل ہو جائین اور پھر ان کو اسی طرح
گڈھون مین دبا دین جیسے پہلے بتایا گیا ہے چونکہ بڑی شاخ درخت سے جدا نہ ہو گی اسلیے
اس کے اور حصے برابر تقویت پاتے رہین گے یہان تک کہ مفروسہ شاخ مین بھی جڑین
اور پتیان نکل آئین گی اور بڑی شاخ سے یہ مستغنی ہو جائے گی اس کے بعد اسکو کاٹ
دیا جائے تاکہ مفروسہ شاخ مستقل طریقہ پر نشو و نما پا سکے، یہ طریقہ سب سے اچھا ہے،

وہ پتلی شاخین جو درخت کی جڑون مین یا ان کے قریب ہون، انکو اگر چھیل کر لگایا
جائے تو وہ بہت جلد نشو و نما پائین گی، کیونکہ ایسی شاخون کا تکبیس بہت مشکل ہے،
اسلئے ان کو چھانٹ کر زمین مین دبا دینا چاہیئے اور اوپر سے اتنی مٹی ڈالدینی چاہیئے کہ
ایک ٹیلہ کی شکل پیدا ہو جائے اور چارون طرف سے گھیر دینا چاہیئے اور اس وقت تک
پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ اس مین رگین نہ نکل آئین اس مین بھی
وہی صورت کرنی چاہیئے جو دوسری ترکیبون مین بتا دیگئی ہے اگر شاخ کسی مٹی کے
برتن مین لگائی جائے جیساکہ استسلاف مین ہے تو اسکو بھی مٹی سے پر کر دینا چاہیئے اور
برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ رگین نکل آئین یہ صورت بھی عمدہ ہے،
اقلاب اور تفطیس کی جو صورت ہے وہ انگور کی شاخ اور ٹہنیون مین بھی کام مین لائی

جاسکتی ہے، اس طرح کہ اگر انگور کی وسیع زمین مین ایک بہت بڑا حصہ خالی ہو جس کے قریب انگور یا اور دوسرے قسم کے پودے لگے ہون تو اس مین ایک بہت بڑا گڈھا کھودین جس مین انگور کی پوری بیل سما سکے اور یہ گڈھا انگور کی جڑ کے متصل ہو اور اسی جہت مین ہو جس جہت مین تم اوس کو پلٹنا چاہتے ہو خواہ کسی جہت مین ہو، ہو یا تمام جہتون مین ہو اس مین انگور کی جڑ اور اسکی بڑی شاخون کی حفاظت کرنی چاہیے کہ وہ کٹنے نہ پائین، اور مٹی اسکی شاخون اور جڑون سے ہٹا دینی چاہیے اور چند شگاف بنائے جائین جو اس جہت پر واقع ہون جہان پر رگون کو منتقل کرنا چاہتے ہو اسکے بعد انگور کی جڑ کو اس گڈھے مین آہستہ سے پلٹ دو اور اسکا خیال رکھو کہ وہ اکھڑنے نہ پائے اس گڈھے مین ان کو اس طرح ڈالو کہ وہ اندر غائب ہو جائین اور شاخین اس طرف نکلین جس طرف کہ زمین خالی ہے اور اس کے لیے مفید ہے، جو شاخین کہ ضرورت سے فاضل ہون ان کو کاٹ کر نکال دینا چاہیے اس کے بعد ان تمام پر مٹی ڈالدینا چاہیے اور پھر مٹی کو اس طرح برابر کر دینا چاہیے جیسے دوسری زراعتون مین بتایا گیا ہے، یہ شاخین جڑون سے غذا پائین گی اور جڑ اپنی رگون سے غذا حاصل کرین گے، یہ بہت سرعت کے ساتھ بڑھین گی اور ایک سال مین پھلدار ہو جائین گی، اور بہت قلیل مدت مین انگور نکل آئین گے لیکن ایک مدت کے بعد یہ جڑین بیکار ہو جائین گی، اسی طریقہ پر ٹٹیون کا حال ہے اس مین اس کے لحاظ کی بڑی ضرورت ہے کہ شاخین کہان پر سے کاٹی جائین اور بالخصوص اس کے عمود کس مقام سے جدا کئے جائین، یہ ٹٹیان اُگنے کے قبل بنائی جاتی ہین، اور اس کا بھی وہی وقت ہے جو اور پودون کے لیے ہے، یعنی خریف مین انگور کی ٹٹیان ادھر ادھر سوراخون مین اور اسکی شاخین خالی جگہون مین پھیلا دی جائین اور اس کے اطراف وجوانب

کو ایسی جگہ پر پھیلا دین جہان پر کہ زمین اس کے لئے مفید ہو اس کے بعد اس مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے، اگر بعض اچھی زمینون سے انگور کی شاخین مٹی ڈالنے سے قبل ہی نمودار ہو جائین اور اس کے اطراف ایسی جانب نکل آئین جہان پر وہ عمدگی کے ساتھ نشو و نما پا سکتے ہین تو ہم کو خدا سے امید ہے کہ وہ بہت عمدہ کاشت ہوگی کیونکہ ایک ہی وقت مین وہ لگائی گئی اور زمین نے ان کو آسانی کے ساتھ قبول کر لیا، لیکن سب سے اچھی ترکیب اقلاب اور تکبیس کی ہے اور اسی کے مثل جو ہین بشرطیکہ پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، یہ ترکیبین بھی موسم خریف مین زیادہ کارآمد ہوتی ہین، اگر ٹہنیون کا بعض حصہ زمین مین مستور کیا جائے اور بعض نہ مستور کئے جائین تو اسکو اس حال پر چھوڑ دین اور کچھ دنون کے بعد اس کو کاٹ دین

فصل

استسلاف کا طریقہ عمل

اس سے درختون کی تعداد مین زیادتی ہوتی ہے اور یہ تمام درختون کے لیے مفید ہے اسکی ایک نظیر تکبیس بھی ہے، جسکا بیان گذر چکا،

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے نئے برتن ہانڈی، یا گملون کی طرح لئے جائین اور ان کی تعداد اتنی ہو جتنی کہ شاخین لگانی مقصود ہون اور ہر ظرف مین ایک اتنا بڑا سوراخ بنا دینا چاہیئے جس مین سے انگور، ریحان، یاسمین، امرود، اور لیمون کی شاخین داخل کی جاسکین ان کے علاوہ اور دوسرے ان درختون کی شاخین بھی داخل کیجا سکین جو استسلاف کی ترکیب سے لگائے جاتے ہون، غرضکہ اس سوراخ مین اتنی وسعت ہو

کہ ایک شاخ اندر جا سکے، پس میوہ کے درخت کی پتلی اور باریک شاخون سے وہ حصہ منتخب
کرین جو تمام ان اوصاف سے متصف ہے جن سے طورخ متصف ہوتے ہین خواہ وہ
درخت کے اعلیٰ حصہ سے یا وسط یا اسفل سے لیے جائین اس شاخ کو جو استسلاف کی غرض
سے لیجائے اسکی دوسری چھوٹی چھوٹی شاخون کو صاف کر دیا جائے اور صرف ایک ٹہنی
اعلیٰ کی طرف باقی رکھی جائے، اس کے بعد یہ شاخ اس ظرف مین سوراخ کے راستہ سے
داخل کیجائے اور ظرف کو نیچے اتارا جائے یہانتک کہ وہ جڑ تک پہنچ جائے یا اس شاخ
تک پہنچے جو اس کو روکدے یا اس حد تک پہنچے جہان تک اس شاخ کی لمبائی ہو یا
زمین کی سطح تک پہنچ جائے بشرطیکہ صرف ایک ہی شاخ ہو یا بہت سی ٹہنیان ہون
لیکن زمین سے متصل ہون اگر ظرف زمین تک نہ پہنچے تو اس کے نیچے کپڑا یا رسی خلخال
کی شکل مین باندھ دین تا کہ اس پر آکر ظرف ٹھہر جائے، لیکن اگر شاخ اس کا بوجھ نہ برداشت
کر سکے یا یہ خطرہ ہو کہ ہوا کا جھونکا اس کو ہلا دیگا تو اسکی تدبیر یہ کرنی چاہیئے کہ اگر یہ شاخ
زمین سے بہت زیادہ اونچی ہے تو اس کے نیچے ایک لکڑی کا تخت بنا دین جس کے
چار پایہ ہون اور پھر اس پر ظرف کو رکھین اور ایک رسی سے شاخ، تخت اور ظرف کو مضبوطی
کے ساتھ باندھ دین تا کہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے، اس کے بعد جب ظرف ایک
جگہ پر مستقل ہو جائے تو اسکے سوراخ کو بند کرنا چاہیئے اور اس مین چونا اور چکنی مٹی
وغیرہ اچھی طرح بھر دینا چاہیئے تا کہ اس مین سے پانی نہ نکل سکے، پھر اس ظرف مین
کسی اچھی زمین کی مٹی جس مین کھاد وغیرہ ملی ہوئی ہو ڈالنی چاہیئے، یہانتک کہ شاخ
اس مٹی کے وسط مین واقع ہو جائے اور پھر اس کو چارون طرف سے برابر اور مسطح
کر دین، اور شیرین پانی سے سیراب کرتے رہین، اگر ظرف زمین تک پہنچ جائے

اور اس کو زمین مین دفن کرنا ممکن ہو اور اس پر مٹی ڈالی جاسکے تو یہ صورت بہتر ہے اس کے
بعد جڑ اور اس مٹی کو پانی سے ہمیشہ سیراب کرتے رہین اور کسی وقت بھی ظرف کی مٹی کو خشک
نہ ہونے دین، بلکہ عرصہ تک اس کو سیراب کرتے رہین یہانتک کہ اس شاخ مین دوسری ٹہنیان
نکل آئین، اس کے ایک سال کے بعد یا اس سے زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد اس کو منتقل کر سکتے
ہین، جب اس صورت کا یقین ہو جائے کہ اس مین نئے کلے نکل آئین ہین تو اس شاخ
کو ظرف کے نیچے سے آہستہ سے کاٹ دین اور اس کا خیال رکھین کہ ظرف کی مٹی منتشر نہ
ہونے پائے، اصل سے جدا کرنے کے بعد دوسرے گڈھے مین ظرف سمیت اس شاخ کو
لے جائین، وہان پہنچ جانے کے بعد ظرف کو توڑ ڈالین لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ
مٹی منتشر نہ ہونے پائے بلکہ اسی گڈھے مین محفوظ کر دین، اس کے بعد پھر پانی سے سیراب
کرتے رہین، یہ کاشت نہایت عمدہ ہوگی، اس مین ناکامی بہت کم ہوتی ہے، اگر ظرف
زمین مین ہو یا اس کے متصل ہو اور شاخ کاٹتے وقت ایک یا دو دوسری چھوٹی شاخین
اس مین موجود ہون، تو ان کو کچھ دن اسی حال پر چھوڑ دین جب اسی طرح بڑی ہو جائین
جیسی کہ پہلے ہے تو ان کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کرین جو پہلی کے ساتھ اختیار کر چکے ہین،
اسی طرح کرتے رہین تاکہ ایک ہی درخت سے بہت سی کار آمد شاخین نکل سکین، لیکن اگر
یہ شاخ درخت کے حصہ اعلیٰ یا وسط یا ایسے موقع پر ہو جہان پر ظرف کو زمین مین نہین رکھ سکتے
تو اس کو دوسری شاخون مین ملا کر رسی سے مضبوط طریقہ پر باندھ دین یا اس کے نیچے لکڑی کا
تخت بنا کر لگا دین تاکہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے اور مٹی کو پراگندہ کر کے خراب نہ کر دے
اس سے غافل نہین رہنا چاہیئے، بلکہ ہمیشہ اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ مٹی کسی
وقت خشک ہو جائے، کم سے کم ہفتہ مین دو مرتبہ تو ضرور سیراب کرنا چاہیئے، لیکن موسم

گرما مین یہ کافی نہ ہوگا، اس کا اچھی طرح خیال رہے کہ ظرف کے اندر ہوا داخل نہ ہو سکے
ورنہ وہ شاخ کو ہلا دیگی، جب شاخ ان تمام شرائط کے ساتھ محفوظ کیجائے تو پھر ایک سال
کے بعد جب کہ اس مین شاخین نکل آئین تو ظرف کے نیچے سے کاٹ دی جائین، آیندہ
ہم انشاءاللہ اس قوت کا ذکر کرین گے جس کے ذریعہ سے شاخ اور نئی رگین ظرف کی
مٹی سے غذا حاصل کرتی ہین، جس وقت کہ شاخ کو ظرف مین داخل کرین، اسی وقت اسکا
خیال کرنا چاہیئے کہ ظرف کے اندر پتلی شاخین یا گرہین ضرور ہون تاکہ جڑ کے نکلنے مین سرعت
ہو، اگر اس ترکیب سے لگائی ہوئی شاخ کو دو سال کے بعد کاٹین تو بہت اچھا ہے قسطوس
نے بھی اس ترکیب کا اسی طرح ذکر کیا ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب وہ
شاخ جو درخت سے صورت مذکورہ (استسلاف) سے لی گئی ہے بڑھ جائے اور اس
مین دوسری شاخین بھی نکل آئین تو ظرف کے ساتھ ہی اس کو زمین مین ایک بڑا گڈھا
قبر کی شکل کا کھود کر رکھدین اس طریقہ پر کہ ظرف گڈھے مین ہو اور ظرف مین یہ شاخ دبی
ہو اور اس کا بلند حصہ گڈھے کے برابر ہو اس کے بعد پھر اس مین مٹی ڈالدین اور خوب اچھی
طرح سے مسطح کردین اور برابر سیراب کرتے رہین، دو سال گذرنے کے بعد جب مٹی صاف
کیجائے گی تو یہ پتہ چلے گا کہ خود اس شاخ مین ایک دوسری جڑ پیدا ہوگئی ہے جس نے
اس کو اس جڑ سے مستغنی کر دیا ہے جو ظرف کے اندر ہے، اس صورت مین شاخ کو آہستہ
سے ظرف کے منہ کے قریب سے چار انگلیون کے برابر چھوڑ کر کاٹ لین، اور پھر ظرف کو اس
گڈھے سے نکال لین اور مقطوعہ شاخ کو اسی مین رہنے دین اور مٹی سے اچھی طرح بھردین
اور پانی سے سیراب کرتے رہین اور ظرف کا اکثر حصہ زمین کی سطح پر رکھین اس طرح کہ
ظرف کا منہ زمین پر ہو کچھ دنون کے بعد اس مین بھی جڑ نکل آئے گی اور ایک دوسری

شاخ پیدا ہو جائے گی، اس کو بھی کاٹ کر دوسرے مقام پر لگا دین اور ظرف کو پھر اسی طرح
پر رکھین یہان تک کہ ایک تیسری شاخ نمودار ہو جائے اس طرح اس ایک شاخ سے
کثرت کے ساتھ درخت بنائے جا سکتے ہین، تکبیس، اقلاب اور استسلاف تقریباً تمام
درختون کے ساتھ عمل مین لایا جا سکتا ہی، یہ تمام طریقے ہر زمین کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے
ہین، خواہ پانی سے سیراب کیجائے اور خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو، استسلاف
کے لئے ایک صورت اور یہ ہے کہ اس ظرف کے اوپر سے ایک بڑا پانی کا برتن لٹکا دین
جس کے اندر میٹھا پانی بھر دین اور اس مین ایک بہت باریک سوراخ بنا دین جس سے
ایک ایک قطرہ پانی ظرف مین ٹپکتا رہے، اور مٹی کو برابر معتدل طریقہ پر تر رکھے، یہ
سیراب کرنے کا بہترین طریقہ ہے، خصوصاً ترکیب کے لئے،

فصل

گٹھلی، دانہ، تیلی، اور موٹی شاخ وغیرہ کے بونے کے تدابیر اور اُن کی حفاظت کے طریقون کا بیان

خ کا قول ہے کہ ان چیزدن کے بونے کے بعد زمین کو پانی سے متواتر سیراب
کرتے رہنا چاہیئے اور کسی وقت بھی زمین کو سفید نہ ہونے دینا چاہیئے، اس طریقہ پر کہ
ایک دن ناغہ کر کے پانی آٹھ دن تک ڈالتے رہنا چاہیئے، اس کے بعد ہر چوتھے دن
پانی ڈالنا چاہیئے یہان تک کہ پندرہ دن اسی طرح گذر جائین، جب شاخون مین جڑین
نکل آئین تو ہر آٹھوین دن سیراب کرنا چاہیئے، لیکن جب عمدہ بارش کا موسم آجائے

تو اس طریقہ کو بند کر دینا چاہیئے اور جب یہ موسم ختم ہو جائے اور موسم سرما شروع ہو جائے
تو ہر پندرہوین دن پر سیراب کرنا چاہیئے اور اس موسم کے بعد ہر آٹھوین دن سیراب
کرنا چاہیئے،

اس مدت مین پودون کی جڑون مین گھاس دپات نکل آئین گے اس کے
بعد آہستہ آہستہ زمین کو گوڑنا چاہیئے لیکن اس کا اثر پودے پر نہ پڑ سکے ورنہ ضعف
اور کمزوری کی وجہ سے رگون کو نقصان پہنچ جائے گا، اس کا بھی خیال رکھنا ضروری
ہے کہ گوڑنے مین اس حصہ زمین کو بھی جنبش نہ ہونی چاہیئے جو پودے سے بالکل
متصل ہے، جب زمین پر تھوڑی سی بھی سفیدی نظر آئے تو فوراً سیراب کرنا چاہیئے،
چار مہینہ گذرنے کے جب اس کا یقین ہو جائے کہ پودہ اپنی جگہ پر قوت پکڑ چکا ہے،
اور زمین مین اس کی جڑین پھیل چکی ہین تو پھر اچھی طرح زمین کو ایک مرتبہ کھود دینا چاہیئے
جب مٹی منتشر ہو جائے تو اس مین کھاد ملانی چاہیئے، کھاد مین چوپایون اور انسان
کے غلیظ کو مخلوط کر کے راکھ مین ملا دی جائے جس وقت زمین کھودی جائے
اسی وقت مٹی مین کھاد ملا دینی چاہیئے، لیکن نارنگی اور اُسکے ہم مثل پودون کے لیے
صرف انسان کے غلیظ کی کھاد تیار کیجاتی ہے اور وہی کھودنے کے بعد مٹی مین ملا
دی جائے اس کے بعد آٹھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے' پھر پانی سے
سیراب کرنا چاہیئے اور چند دنون کے بعد زمین کی درستگی اور سیرابی کو بلا ناغہ انجام
دینا چاہیئے، آیندہ جب کہ ہر نوع کے بونے کا بیان لکھا جائے گا اس وقت ہم تفصیل
کے ساتھ بحث کرین گے، جس سے ہر ایک کا طریقہ معلوم ہوگا، سفرجل اور انار وغیرہ
کی موٹی شاخون کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جڑون کے نمودار ہونے سے قبل انکو

حوضون مین لگا دیا جائے کیونکہ وہ پانی کے زیادہ محتاج ہین، جیسے باذنجان وغیرہ یہ وقت سے اپنے بڑے جسم کی بنا پر محفوظ رہتا ہے، اس سے قبل اس کا بیان ہو چکا ہے کہ گٹھلی دار درخت حوضون مین لگائے جاتے ہین اسی طرح وہ درخت ہین جو اسی کے ہم شکل ہین،

فصل

خرما کی گٹھلیان ملوخ موٹی اور پتلی شاخین ہر گڈھے مین دو دو لگائی جاتی ہین تاکہ اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسری ممکن ہے کہ خرابی سے بچ جائے، لیکن انار کی شاخین ایک جگہ پر تین اور اس سے زیادہ لگائی جاتی ہین، کیونکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ سب ملکر ایک بڑے گھنے درخت کی صورت اختیار کر لین اور بوجھ بھی کم ہو، لیکن اگر دور دور ہون تو دھوپ کی گرمی ان کو جلا ڈالے گی، انار، زیتون، بہی وغیرہ کی شاخین بھی اگر اسی طرح لگائی جائین تو نقصان دہ نہین ہے اسی طرح ملوخ (یعنی چھوٹی شاخین) بھی لگائی جا سکتی ہین، بعض ماہرین زراعت کا قول ہے کہ ہر قسم کے درخت اگر اسی طریقہ پر لگائے جائین تو کوئی ہرج نہین ہے، جب یہ سب نشو ونما پا جائین اور قوت پکڑ لین تو ان کو ایک دوسری جگہ پر منتقل کر دین یہ صورت تین سال کے بعد انجام پذیر ہو گی، اور ان مقامات پر لے جائین جہان پر شاخین ملائی جا سکین، اس سے قبل اس کے متعلق تر مدانات کے بیان مین اچھی طرح بحث کیجا چکی ہے،

فصل

ان گڈھون کے طول وعرض کا بیان جنمین پودے لگائے جاتے ہین،

اس قسم کے گڈھے پودون کی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے طویل، عریض اور عمیق بنائے جاتے ہین اور ان کے کھودنے مین زمین کی طبیعت کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے، لیکن اصول کلیہ یہ ہے کہ گڈھے ذرا عمیق کھودے جائین تاکہ زمین کی درستگی یا سیرابی کے وقت پودون پر برا اثر نہ مرتب ہو اور ہوا کے جھونکے پودون کو اکھیڑ کر پھینک نہ دین، بالخصوص وہ پودے جو اسی مقام کے پانی سے سیراب کئے جائین لیکن ملوخ اور اوتاد (یعنی موٹی شاخین) اور اسی کے ہم مثل شاخین جو ایک جگہ پر مستقل طریقہ پر نہین لگائی جاتی ہین بلکہ جب ان مین اسکی صلاحیت پیدا ہو تو وہ دوسری جگہ پر منتقل کر دی جاتی ہین اور خصوصًا وہ پودے جو بیرونی پانی سے سیراب ہوتے ہین ان کے گڈھے زیادہ گہرے نہین کھودے جاتے ہین تاکہ آفتاب کی حدت زمین کو پیاسی رکھے اور پانی کو اچھی طرح قبول کر سکے اور نہایت عمدگی سے پودے نشو ونما پائین،

زیتون کے درخت کے لئے جو گڈھے کھودے جاتے ہین وہ نہ تو زیادہ وسیع ہوتے ہین نہ طویل ہوتے اور نہ عمیق ہوتے ہین، بلکہ ایک متوسط انداز کے ہوتے ہین، پودے کے لگانے سے ایک سال بیشتر یہ گڈھے کھودے جاتے ہین اور دوسرے سال مین شاخ اس گڈھے مین منتقل کیجاتی ہے۔ مین نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے،

بعض کا قول ہے کہ جس زمین مین رقت اور پتلاپن ہوتا ہے اس مین پودے

اسی وقت لگا دیئے جاتے ہین جس وقت گڈھے کھودے جاتے ہین تاکہ آفتاب کی
حرارت زمین کی رطوبت کو فنا نہ کر دے کیونکہ وہ طبعی طور پر ضعیف ہے، بعض نے
یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ ایک سال سے قبل ہی گڈھون مین پودے لگانا چاہتے ہون
ان کے لئے یہ صورت ہے کہ گڈھون مین آگ جلائین اور اسکو اسی حالت مین اس
وقت تک چھوڑ دین جب تک بارش کا موسم نہ آجائے، جب وہ پانی سے خوب
اچھی طرح سیراب ہو جائین تو پھر پودون کو ان مین لگا سکتے ہین، جن گڈھون مین
اچھی کھاد اور عمدہ مٹی ملی ہوئی نہ ہو اس مین کبھی بھی پودہ نہین لگانا چاہیئے، طآمین ہے
ہے کہ پودون کے لئے جو گڈھے کھودے جائین اس مین اس کا خیال رکھنا ضروری
ہے کہ گہرائی اسی حد تک ہو جس حد تک آفتاب کی گرمی پہنچ سکتی ہو، بعض نے
کہا ہے کہ ایک قدم کے برابر عمق ہو اور ایک بالشت کے برابر عرض ہو، اور بعض کا
قول ہے کہ ڈیڑھ قدم کے مساوی عمق ہو اور چار انگل کے برابر چوڑائی ہو، اور بعض کا
قول ہے کہ تین قدم گہرائی ہو اور چار انگل عرض ہو اور بعض کا قول ہے کہ ان سب اقوال مین متوسط طریقہ
یہ ہے کہ تین قدم کے برابر عمق ہو اگر زیادہ ہو تو ساڑھے تین کر دیا جائے، اور اگر کم ہو تو ڈھائی قدم
کر دیا جائے، بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گرم ممالک مین چار قدم کے برابر عمق ہونا چاہیئے اور سرد مقامات
مین جہان برف وغیرہ گرتی ہو تین قدم کے برابر عمق رکھا جائے،

طآمین یہ بھی ہے کہ آفتاب کی حرارت ان زمینون مین جن مین کاشت ہوتی
رہتی ہے زیادہ گہرائی تک پہنچتی ہے بہ نسبت ان کے جو چٹیل میدانون کی طرح
ہون، اسی طرح وہ زمین جو نرم اور رقیق ہین، پھٹی ہوئی زمینون مین آفتاب کی گرمی
پانچ قدمون تک پہنچ جاتی ہے لیکن جو زمین کہ عمدہ ہوتی ہین اور ان مین شقوق

نہین ہوتے ان مین تین قدمون تک گرمی جاتی ہے اور کبھی ساڑھے تین قدمون
تک بھی نفوذ کرجاتی ہے، بعض کا قول ہے کہ تمام زمینون کے لیے ڈیڑھ ہاتھ کی گہرائی
کافی ہے، باب ششم مین جو اسی کے متصل ہے، اسکی پوری تفصیل ہے اور ان کا بیان
جن مین اشکال اور ابہام باقی رہ گیا ہے، اگرچہ اس مین بعض مقام پر تکرار بھی ہی،
لیکن اس مین بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ہے، انشاء اللہ ہم ہر درخت کے متعلق یہ لکھین گے
کہ اس کے لیے کتنے بڑے گڈھے کی ضرورت پڑیگی اور اس کو کس طریقہ پر کھودنا چاہیئے،

باب ہشتم

اس باب مین درختون اور سبزیون کے لگانے کے طریقے بیان کئے گئے
ہین، بعض جگہ پر اجمالی حیثیت سے بحث کیگئی ہے اور بعض مقام پر تفصیلی حیثیت سے بھی
بحث کیگئی ہے، اس مین زمین کی تعمیر اور درستگی کے متعلق بھی بحث ہے اور پودون
کے لگانے سے قبل ان نباتات کے اکھیڑنے کے متعلق بھی ذکر ہے جو ان کے لیے
مضر اور مہلک ثابت ہوئے ہین، پودون اور شاخون کے گڈھے کس انداز سے
کھودنا چاہیئے، گٹھلی دار درختون کو کیونکر لگایا جاتا اور پھر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر
کس طرح منتقل کیا جاتا ہے ، دوسرے درختون سے کتنا فاصلہ رکھا جاتا ہے، ان
تمام صورتون پر مفصل بحث کیگئی ہے، ان درختون کے انتخاب کا بھی ذکر ہے
جنکی زراعت کیجاتی ہے اور جو منتقل کئے جاتے ہین، عمدہ ہوا کے حصول کی ترکیب
پانی سے سیراب کرنے کی صورت، ترکیب اور کھاد ڈالنے کا طریقہ، زمین کو خس و
خاشاک سے پاک کرنے کی تدبیر اور غراست کے لئے وقت کے انتخاب کے طریقے
کا مفصل بیان ہے، وقت کے متعلق تو اس سے قبل بھی اچھی طرح بحث کیجا چکی ہے
کہ تمام درختون کو موسم خریف مین لگانا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب سے
یہ بھی ماخوذ ہے، کہ ہر درخت کے لیے کتنا بڑا گڈھا کھودنا چاہیئے، اور درختون
کے درمیان مین کسقدر فاصلہ رکھنا چاہیئے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مین نے بعض فلاحین کی کتابون کا مطالعہ

کیا ہے جس مین یہ لکھا ہے کہ جو شخص زمین مین درختون کو لگانا چاہتا ہے اس کو سب سے پہلے زمین مین ہل چلا کر درست کرنا چاہیئے اور اس طرح ہل چلایا جائے کہ اس مین گہرے خطوط پیدا ہو جائین اس طریقہ پر تین چار مرتبہ اس پر ہلوائی کرنی چاہیئے، اور جس قدر اسپر ہل چلایا جائے گا اسی قدر اس مین قوت زیادہ پیدا ہو گی، زمین کی تعمیر ہی کے سلسلہ مین کانٹا تپھر اور بانس وغیرہ سے زمین کو صاف کر دینا چاہیئے اور جو مضر اشیاء ہون ان کو اس سے الگ کر دینا چاہیئے، اس کے بعد زمین کو چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ وہ لطیف ہوا کی وجہ سے عمدہ اور آفتاب سے گرم ہو سکے، اور اگر ایک سال تک زمین کو اسی حالت پر چھوڑ دین تو بہت بہتر ہے تاکہ ہوا کی آمد و رفت آفتاب کی گرمی اس کو اچھی طرح گرم کر دے،

ک نے کہا ہے کہ درختون کے لئے جو گڈھے کھودے جائین وہ ایک سال قبل ہی تیار کر لئے جائین تاکہ دھوپ، ہوا، اور بارش کا اثر گڈھون کے اندرونی حصون مین بھی پہنچ سکے، ایسی زمین بہت زیادہ غراست کے قابل ہو گی، یونیوس کا بھی یہی خیال ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے عمدہ پودے وہ ہین جو گڈھون مین لگائے جاتے ہین، اور بہتر یہ ہے کہ یہ گڈھے ایک سال قبل کھودے جائین کیونکہ اگر ایسا تم کر دگے تو زمین آفتاب کی حرارت، بارش اور ہوا کی وجہ سے بہت عمدہ ہو جائے گی، ایسی زمینون مین پودے بہت جلد نشو و نما پاتے ہین، اسی طریقہ سے قدیم گھاس وغیرہ جو اُگے رہتے ہین جل جاتے ہین، اور زمین از حد نرم ہو جاتی ہے،

ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ زمین کو موسم گرما مین کھودنا چاہیئے اور نجیل[1] کی جڑ ان

[1] یہ ایک قسم کی گھاس ہے جو بیل کی طرح زمین مین پھیل جاتی ہے اور نباتات کے لئے مضر ہے،

کو اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے، اسکی صورت یہ ہے کہ جو لوگ کہ زمین کو کھودتے ہون
ان کے پیچھے پیچھے ایک جماعت ایسی ہو جو نبل کو چنتی جائے اور سوکھنے کے لیے الٹکر
زمین پر رکھتی جائے، لیکن یہ کام اس وقت شروع کرنا چاہیئے جب گرمی بہت شدت
کے ساتھ پڑتی ہو یعنی تقریباً جولائی کا مہینہ ہو اور آفتاب برج سرطان مین ہو چاند
کی سولھوین تاریخ ہو اور قمر برج جدی مین جب نبل خشک ہو جائے تو پھر اس کو اس
مقام سے ہٹا دینا چاہیئے اگر اس صورت سے نبل اکھاڑی گئی تو اسکی جڑ باقی نہ رہیگی
ورنہ خطرہ ہے کہ جڑ باقی رہ جائے،

ق کا قول ہے کہ جب تم نبل یا دوسری مضر چیزون کو ہٹانا چاہتے ہو تو اسکی سہل
ترکیب یہ ہے کہ ترمسا (یہ بھی ایک قسم کی نبات ہے جس کے پھل بھی ہوتے ہین) کو بو
دینا چاہیئے جب اُگ جائے تو اس کو اکھیڑ کر ان نباتات پر ڈال دینا چاہیئے جو زراعت
کے لیے نقصان دہ ہین اور ۱۲ دن تک اس کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے یہانتک
کہ اس مین تعفن اور بو پیدا ہو جائے اُس کے بعد اس مین گوبر ڈالدینا چاہیئے اور پھر زمین
کو کھود کر زراعت کرین، انشاء اللہ کوئی نقصان کی صورت نہ پیدا ہو گی،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس قدر زمین پر ہل چلایا جائے گا اور جس قدر
اسکی تعمیر کیجائیگی اسی قدر وہ عمدہ اور نفع بخش ہو گی، جب تم پودون کو منتقل کرنا چاہو تو
ان کے لیے ایسے گڈھے کھود جنکی گہرائی آدمی کے کولھے تک ہو بشرطیکہ یہ بڑے درخت
ہون، زیادہ گہرائی کو لوگون نے تین وجہون سے ترجیح دی ہے اول یہ ہے کہ درختون
پر پانی کے قحط اور آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پڑ سکے اور دوسرے یہ کہ موسم سرما مین
برف ان کی جڑون تک نہ پہنچ سکے تیسرے یہ کہ تیز و تند ہوا جڑون کو کمزور نہ کر سکے،

لیکن ملوخ جو درختون سے لیے جاتے ہین ان کو ترمدانات (چھوٹے گڈھون) مین لگانا چاہیے جب وہ بڑھ جائین تو ان کو منتقل کردیا جائے اور ان کے لیے ایک بالشت سے ایک ہاتھ تک کا گڈھا کھودنا چاہیے، جس قسم کی زمین ہوگی اسی قسم کا عمیق گڈھا کھودنا چاہیے، جب گڈھا کھود لیا جائے تو پھر زمین کو بار بار درست کرنا چاہیے اچھی طرح کھودنا چاہیے، اور پھر خس وخاشاک سے پاک کردینا چاہیے، لیکن اتنی گہرائی ضرور رکھنی چاہیے کہ جس مین نمی باقی رہ جائے اور گرمی کی شدت سے خشک نہ ہوسکے جس قدر زمین مین عمیق گڈھا کھودنا مقصود ہو اسی قدر تعمیر کرنی چاہیے لیکن اگر گٹھلی والے یا تخم والے درخت ہون تو شولون کے قول کے مطابق اور سیال فلاحی کی رائے کے مطابق ان کو اوّل اوّل بڑی بڑی ہانڈیون یا کٹھوتیون مین بونا چاہیے اور ان ظروف کو پرانی کھاد سے بھر دینا چاہیے جس مین عفونت آگئی ہو اور جس پر سالہا سال گذر گئے ہون، اس کے بعد ان مین زمین کی مٹی ملا دینی چاہیے، اور اس وقت تک برابر سیراب کرتے رہنا چاہیے جب تک کہ وہ اُگ نہ آئین، بلکہ سیرابی اس وقت تک جاری رکھنا مفید ہوگا جب تک کہ پودے اس قابل نہ ہون کہ وہ دوسری جگہ پر منتقل کیے جائین،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ گٹھلیون کو ہانڈی اور کٹھوتیون مین بونا اس غرض سے رکھا گیا ہے تاکہ نقل کے وقت احتیاط برتی جائے اور اسکی صورت یہ ہے کہ جب تبدیل مقام کا وقت آجائے تو اس وقت اس کے لیے ایک گڈھا کھودا جائے اور وہ ہانڈی جس مین یہ پودا لگا ہوا ہے، ہلکے آہستہ سے اس گڈھے مین رکھ دین جب اس کو اندر پہنچا دین تو پھر ہانڈی کو توڑ دین اور اسکی مٹی کو پودے کے

ہر طرف جما دین اور اوپر سے بھی مٹی ڈالین، اس کا طریقہ ہم پھر کسی موقع پر انشاء اللہ
لکھین گے، یہ صورت جو ابھی بتائی گئی اس قسم کے پودون کے لیے بہت کار آمد ہی،
شولون کا قول ہے کہ جن ہانڈیون مین گٹھلیان بوئی جائین ان مین اس
قسم کی مٹی ڈالنی چاہیئے جس مین تین چیزین مخلوط ہون، ایک ثلث زمین کے اوپر
کی اچھی مٹی ہو اور ایک ثلث پامال راستون کی خاک ہو جس پر آفتاب کی روشنی
صاف طریقہ پر پڑتی ہو اور ایک ثلث قدیم متعفن کھاد ہو،

ملوخ (یعنی چھوٹی شاخون) کے پودے اور اس سے بڑی شاخون کے پودے
یعنی اوتاد اور نیز گٹھلی دار درختون کے پودے اور دوسرے قسم کے پودے جو ایک
جگہ کے بعد دوسری جگہ مین منتقل کئے جاتے ہین ان کے متعلق یہ اجماع ہے کہ
یہی صورت اس قسم کے پودون کے لیے مفید ہے اور ان کا ایک ہی جگہ پر رکھنا
مفید نہین ہے، کیونکہ اوتاد ملوخ اور گٹھلی دار درختون کا تعلق زمین سے قد مین چھوٹے
ہونے کی وجہ سے جلدی نہین پیدا ہوتا، اس کے متعلق بھی ہم گذشتہ فصول مین بحث
کر چکے ہین جس کے اعادہ کی ضرورت نہین ہے، پس ایسے پودون کے لیے عمیق
گڈھے کھودے جائین لیکن ان کے لیے مٹی کو مخلوط کر کے بنانا چاہیئے، لیکن اگر
کوئی شخص یہ کہے کہ اوتاد اور ملوخ کیون چھوٹے قد کے کاٹے جاتے ہین جسکی وجہ
سے انتقال مکانی کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ ذرا لانبے
قد کے لیے جائین اور اپنے ہی جگہ پر قائم رہین دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت
ہی باقی نہ رہے، اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ یہ صورت ان درختون کے
لیے مفید ہے جنکی شاخین بڑی بڑی لیجا سکتی ہین جیسے زیتون وغیرہ یہ دوسری جگہ

پر منتقل نہین کیجاتی ہین بلکہ ایک عمیق گڈھا کھود کر ایک ہی مرتبہ لگا دی جاتی ہین ،
لیکن اور دوسرے درختون کے لیے عام طور سے چھوٹی شاخین کاٹی جاتی ہین ،
اصحاب فلاحت نے اسکی علت یہ بتائی ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال
مین قدم رکھا ہے ملوخ کہلائی جاسکتی ہے اور جو دو یا تین سال کی ہو گئی ہے اوتاد
کہلائی جاسکتی ہے یہ چھوٹی شاخین اگر سطح زمین کے متصل لگائی جائین تو جلد نشو و نما
پائین گی کیونکہ وہ لطیف مادہ جو زمین پر پہنچتا ہے زمین کی حرارت سے مخلوط ہو کر
ایک عمدہ جز بن جاتا ہے ، لیکن اس قسم کی شاخین شاذ و نادر ہاتھ آتی ہین اور
لوگون کی خواہش اس قسم کی شاخون کی طرف زیادہ ہوتی ہے ، جب کوئی ایک
شاخ کاٹی گئی تو اس کے مختلف ٹکڑے کر دیتے ہین اس بنا پر اور زیادہ چھوٹی ہو جاتی
ہین ، اگر ہم کو اس قسم کی بڑی شاخین ملجائین تو ہم ضرور حاصل کرین بشرطیکہ موٹی اور
طویل شاخین جلد نشو و نما پاسکین ، تم کو جب کبھی نئی شاخ کامل طریقہ پر ملجائے تو
پھر اس مین کوئی ہرج نہین ہے کہ تم اس کو ایک بڑے گڈھے مین کھود کر لگا دو
لیکن اس سے بھی واقف رہنا چاہیئے کہ زمین جس طریقہ پر چھوٹی اور پتلی شاخ کو
غذا پہنچا کر قوت پہنچاتی ہے اس طریقہ پر بڑی شاخون کو بوجہ ان کے طول کے
نہین پہنچا سکتی ہی ،

سید اغوس کا قول ہے کہ ہم کو حتی الامکان اسکی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ملوخ ،
اوتاد اور گٹھلی دار درخت جو سیراب کردہ مرطوب زمین مین نشو و نما پا رہے ہین ،
دوسری جگہ نہ منتقل کئے جائین لیکن اس وقت منتقل کرنا ایک حد تک جائز ہے
جب کہ دوسری زمین بھی اس طرح ہو لیکن اگر ہم ان پودون کو ایک ایسی جگہ پر

لے جائین جہان پر سوائے بارش کے پانی کے سیرابی کا اور کوئی ذریعہ نہ ہو تو وہان
پر یہ پودے قوت نہ پکڑ سکین گے اور زمین سے ان کا زیادہ لگاؤ نہ ہو سکے گا، جیسا کہ
عام طریقہ سے مشہور ہے، اور اگر ہم پودے کو نہرون سے سیراب ہونے والی (یعنی جو
کسی آلہ کے ذریعہ سیراب کیجائے) زمین مین منتقل کر دین تو کوئی ہرج نہین ہے،
اس کے لیے اچھی صورت یہ ہے کہ نہر سے سیراب ہونے والی زمین مین جو پودے
لگے ہون ان کو اسی قسم کی زمین مین منتقل کرنا چاہیئے اور جو پودے کی بارش سے
سیراب ہونے والی زمین مین ہون ان کو اسی طرح کی زمین مین یا پانی سے سیراب
ہونے والی زمین مین منتقل کر سکتے ہین، کیونکہ موخرالذکر زمین اس قسم کے پودون کے
لیے زیادہ نفع بخش ہے،

لیکن قضیبون کو یعنی چھوٹی کٹی ہوئی شاخون کو گڈھون کے طول مین لٹا دینا چاہیئے
اگر انگور کی شاخین ہون تو ان کے لیے ایک ہاتھ کا گڈھا کھودنا چاہیئے، کیونکہ وہ اپنی
جگہ سے منتقل نہین کیجاتی ہین، مگر دوسری شاخین جو اپنی جگہ سے ہٹا دی جاتی ہین انکو
بھی ایک ہاتھ کے گڈھے مین لگانا چاہیئے اور ان کے ساتھ وہی تدبیر کرنی چاہیئے جو
اس سے قبل بتائی جا چکی ہے، قضبان کے انتخاب کے متعلق کسی اور باب مین تفصیل
کے ساتھ بحث کیجائے گی،

گڈھون کے عمق مین زمین کے حالات کی بنا پر اختلاف پیدا ہوتا ہے یونیوس نے
انگور کی شاخون کے لیے گڈھون کے عمق پر جو رائے ظاہر کی ہے وہ یہ ہے کہ جو مقامات
کہ بلند اور مرتفع ہون ان مین تین قدم کے انداز سے عمیق گڈھے کھودے جائین،
لیکن جو زمینین کہ مستوی السطح ہون ان مین چار قدم کی گہرائی رکھنی چاہیئے کیونکہ ہماری

خواہش ہے کہ ان گڈھون مین آفتاب کی حرارت پہنچتی رہے، قدمار کا خیال ہے کہ اس قدر گہرائی مین جسقدر کہ اوپر ذکر کیگئی ہے، آفتاب کی گرمی برابر پہنچتی رہتی ہے سوائے اس صورت کے جبکہ زمین مین شقوق ہون، اگر شاخون کو مذکورہ بالا گہرائی سے کم گہرے گڈھون مین لگایا جائے تو وہ زمین سے کوئی نفع نہین اٹھا سکتی ہین کیونکہ اس قدر کم گہرائی مین اتنی رطوبت نہین ہوتی جو شاخون کو اچھی طرح غذا پہنچا سکے اور رطوبت کی قلت کی وجہ سے گرمی مین شاخین جل جائینگی اور چونکہ رطوبت ان تک نہین پہنچ سکتی اسلیے بہت جلد برباد ہو جائین گی،

یونیوس نے زیتون کے گڈھون کے متعلق لکھا ہے کہ ہر گڈھے کی گہرائی زمین کی طبیعت کے لحاظ سے رکھی جائے پس جو مواضع کہ بلند ہون ان مین دو ہاتھ اور ایک بالشت کی گہرائی رکھی جائے اور اسی طرح اس کا عرض رکھا جائے، لیکن جو زمین کے برابر ہو تو ان مین اس سے زیادہ گہرائی رکھی جائے اور اسی لحاظ سے عرض بھی متعین کیا جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یونیوس کے اس قول سے اسکی تفسیر نہین ہوتی کہ بلند زمین مین کتنا کم گہرا رکھا جائے اور مستوی زمین مین کسقدر زیادہ رکھا جائے اور اسکی اعتدالی حالت کیا رکھی جائے، لیکن سادھمس نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ جو زمین کہ مستوی ہو اس مین گہرائی بلند زمین سے زیادہ رکھی جائے اور جو پہاڑ کے دامن پر واقع ہو اس مین ان دونون سے بھی کم گہرائی رکھی جائے کیونکہ پودون کے لیے زیادہ عمیق گڈھے صرف اس وجہ سے بنائے جاتے ہین کہ ان تک ہوا پوری مقدار مین پہنچتی رہے، اور گرمی کی شدت سے ان کو

نقصان نہ پہنچنے پائے لیکن پہاڑ بالطبع دوسری زمینون سے زیادہ بارد مزاج کے
ہوتے ہین نیز پانی جس آسانی کے ساتھ نرم اور مسطح زمین مین داخل ہوجاتا ہے اس
آسانی کے ساتھ پہاڑی زمینون مین نہین داخل ہو سکتا، یون بھی ان مین بہت کم
مقدار مین پانی رہتا ہے، پانی جو کچھ آتا بھی ہے وہ ڈھالو ہونے کی وجہ سے بہت جلد
ادھر اودھر گرجاتا ہے پس اگر ان مین زیادہ گہرائی رکھی جائے تو پانی سے زیادہ
سیراب نہین ہوسکتی نیز ایسی صورت مین بعض وقت کھودتے کھودتے ایسی پتھریلی
سخت زمین ملجاتی ہے جو کسی طرح بھی شاخون کو تقویت نہین پہنچا سکتی ہے،
کسی نے یہ اعتراض کیا کہ اگر ان پودون کے لیے جو پہاڑ کے دامن مین لگائے
جاتے ہین، عمیق گڈھے نہ ہون گے تو پانی اس مٹی کو جو پودون کی رگون مین لگی
ہوگی بہا دیگا، اور رگون کو نمایان کردے گا، بلکہ بعض وقت درخت ہی کو اکھاڑ
کر پھینک دیگا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کسان کا یہ فرض ہے کہ اس مٹی
کو جو جڑ اور رگون پر جمی ہے اسکو مضبوط کردے تاکہ پانی کے زور سے بہ نہ سکے
اسکی صورت یہ ہے کہ مٹی کو رگون پر اچھی طرح جمادے اور پھر اس پر لکڑی یا پتھر
اس سمت مین رکھدے جس سمت سے کہ پانی اس کو بہالیجانا چاہتا ہے اس
صورت مین پانی اکٹھا ہوکر نیچے تک چلا جائے گا اور مٹی اپنی جگہ پر قائم رہے گی،
ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ درختون کے درمیان مین کسقدر فاصلہ
یا بعد رکھنا چاہیئے اس کے متعلق تفصیل سے ہم پھر لکھین گے، لیکن ان کا تفاوت
درختون کی جسامت کے لحاظ سے ہوتا ہے، کیونکہ بعض درخت ایسے ہوتے ہین
جنکا تنا بہت بڑا ہوتا ہے اور بعض کا چھوٹا ہوتا ہے، اسی طرح زمین مین بھی اختلاف

ہے اچھی زمین درختون کو بڑھاتی ہے، لیکن رقیق زمین مین درخت نشو ونما نہین
پاتا، عمدہ اور خراب زمین کے لحاظ سے جو درختون مین بعد رکھا جاتا ہے اسکا بھی
پھر کسی وقت ذکر کیا جائے گا، اسکے لیے قدما، نے چھ اصول مقرر کئے ہین جن مین سے
بعض انکی کتابون مین مذکور ہین اور بعض مذکور نہین ہین، ان اصول کا بھی تذکرہ کتاب
کے آخری حصہ مین ہوگا،

جب درخت زمین مین قطار کے ساتھ لگائے جائین گے تو انکی دو صورتین
ہونگی، ایک یہ کہ شاخین اس طرح قریب قریب ہو جائین کہ دھوپ کو اندرونی حصہ
مین داخل نہ ہونے دین دوسری صورت یہ ہے کہ شاخین ایک دوسرے پر چڑھ
جائین اور اس قدر گھنی ہو جائین کہ دھوپ کا اثر خارجی شاخون پر بھی نہ پڑ سکے، ان
شاخون مین بعض ایسی ہونگی کہ جو خود تو ہوا کی گذر کے سامنے ہونگی، لیکن دوسرون
کے لیے حائل ہو جائینگی، جب ہوا اور دھوپ ان تک نہ پہنچ سکے گی تو وہ بیحد
نرم ہو جائین گی اور زمین کی جانب جھک جائین گی دوسری آفت یہ ہوگی کہ
قربت کی بنا پر رگین اور عروق متصل ہو جائین گے اور ایک دوسرے کے لیے
زمین کی رطوبت حاصل کرنے مین مزاحم ہو جائین گی، تیسری آفت یہ ہوگی کہ
اس قسم کے درختون کی زمین موٹی ہوتی ہے، آفتاب کی حرارت اس کو پکا نہین
سکتی کیونکہ بکثرت سایہ اس سے مانع ہے، اس وجہ سے زمین کے اجزا غلیظ اور
موٹے ہوتے جائین گے اور برودت بڑھتی جائے گی، اگر اس مین کھاد نہ ڈالی جائے
تو اس مین فساد زیادہ پیدا ہو جائے گا،

یونیوس کا قول ہے گو یہ ظاہر ہے کہ ہوا پودون اور درختون مین پیوست

پیدا کر دیتی ہے اس لیے جیسا کہ تیز تند ہوا مفید ہے بعینہ اس طرح معتدل مزاج ہوا اکثر بلکہ تمام درختون کے لیے موافق خصوصًا زیتون کے پودون کے لیے زیادہ نفع بخش ہے، اس بنا پر پودون کے درمیان مین وسیع فاصلہ رکھنا چاہیے تاکہ ہوا آسانی کے ساتھ داخل ہو سکے، یونیوس نے ایک دوسرے موقع پر یہ کہا ہے، کہ پودون کے درمیان کا فاصلہ ہر سمت سے مساوی رکھنا چاہیے تو ہوا صاف طریقہ پر جا سکے گی، بعض متقدمین کا قول ہے کہ وہ پودے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے جائین اس طریقہ پر لگائے جائین کہ ان کا ہر جانب اسی سمت مین ہو جس سمت مین کہ ہوا چلتی ہو اس طریقہ پر کہ مشرقی کنارہ مشرق کی جانب ہو اور مغربی مغرب کی جانب ہو اسی طرح اور دوسری سمتون مین بھی ایسا ہی کرنا چاہیے، یہ طریقہ زمین سے لگاؤ پیدا کرنے کے لیے از حد مفید ہے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پودہ جب مشرقی سمت مین لگا ہو تو اکھڑنے کے قبل اس کو ٹھیک کر دیا جائے، اگرچہ بعض اصحاب اس کا خیال نہین کرتے لیکن، اسکی ضرورت پڑتی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اس کا پودون پر کوئی اثر نہین پڑتا ہے، تو ہم اس سے اس پر بحث کرین گے، ہمارے پاس اس کا مشاہدہ موجود ہے، خود ہمارے شہر مین انجیر کی مثال لیجائے، ہوا کے ساتھ اکثر پانی کا ہجوم ہوتا ہے ان مین مغربی یا مغربی جنوبی ہوا شامل ہوتی ہے، لیکن یہ دونون از حد مرطوب اور تر ہوتی ہین، ہم لوگ ہمیشہ ان دونون ہواؤن کی زد سے پودون کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہین لیکن انجیر کے درخت انھین دونون سمتون مین نشو ونما پاتے ہین،

ابن حجاج کہتے ہین کہ تمام علمار فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ پودون کے گڈھون
مین وہی مٹی ڈالنی چاہیئے جوزمین کے اوپر ہے، دوسری قسم کی مٹی ڈالنی مناسب نہین
ہے. کیونکہ اس مین لطافت اور حرارت کافی ہوتی ہے. لیکن بعد مین لوگون نے
اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہے کہ آیا صرف مٹی ہی ڈالی جائے یا اس کے ساتھ کچھ
کھاد بھی ملائی جائے، قسطوس کھاد ملانے کا حامی ہے لیکن شولون یہ کہتا ہے کہ کسی
چیز کے ملانے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ پودہ جو اپنی جگہ سے اکھاڑا جائے گا
اور دوسرے مقام پر لگایا جائے گا اکثر کمزور ہوتا ہے. لیکن جب کھاد اسکی رگون
مین پیوست ہوجائے گی تو ممکن ہے کہ اسکی گرمی پودے کو مرجھا دے، لیکن
یونیوس کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے رگون پر زمین کے اوپر کی مٹی ڈالنی چاہیئے
اور اس کے اوپر پرانی کھاد ڈالنی چاہیئے تاکہ حرارت اور رطوبت معتدل صورت
مین رگون تک پہنچ سکے، میرے نزدیک یہ زیادہ صحیح قول ہے. لیکن تعجب
اس پر ہے کہ قسطوس کھاد کے ملانے کا مخالف ہے. مٹی کو روندکر درست کرنے
کے متعلق بھی اختلاف واقع ہوا ہے، یونیوس کہتا ہے کہ عروق پر جو مٹی ڈالی
جائے وہ بالکل روندی یا چورنہ کیجائے، لیکن یہ اس صورت مین جبکہ آفتاب
کی گرمی برابر گڈھے مین پہنچتی ہو، اس لیے ہماری رائے ہو کہ پودون کو تر ملانات یعنی
بڑے ایک قدم کے برابر یا اس سے کم کے گڈھون مین لگائین تاکہ جلدی سے قوت
پکڑ سکے اور گرمی برابر پہنچتی رہے. لیکن قسطوس کا قول ہے کہ مٹی بھرنے کے بعد
قدم سے اس کو خوب اچھی طرح روندین اور اوپر کے حصہ کو پیرون سے کچلکر اچھی
طرح مخلوط کردین. ابن حجاج فرماتے ہین کہ قسطوس کا یہ قول بھی تعجب مین ڈال

رہا ہے کیونکہ اوّل اوّل ہم مٹی پودون کی جڑون مین ڈالین گے کیونکہ ان کی غذا
اسی سے بنتی ہے اور خوب اچھی طرح سے ان سے ملصق کردین گے۔ اگر پودے
اور مٹی کے درمیان کوئی خلار رکھین گے تو بجائے نفع کے نقصان پہنچ جائیگا
کیونکہ اس سے قبل ہم تبا چکے ہین کہ ان دونون یعنی زمین اور مٹی کے درمیان ایک
ایسا اتحاد عمل ہے جس کے بغیر پودہ کی نشو ونما ممکن نہین، زمین مٹی کی حرارت سے
تقویت حاصل کرتی ہے اور اس طرح مٹی زمین کی رطوبت سے فائدہ اُٹھاتی ہے
اس لیے بہتر یہ ہے کہ مٹی پودون سے ملصق کردی جائے اس طرح کہ ہوا اور
گرمی کے درمیان حائل ہوجائے، ورنہ شدید گرمی اور تیز ہوا کمزور پودے کو جھلسا
دے گی، لیکن مٹی کو روندنے کے بعد زمین کی مسامات سے نہ اتنی گرمی پہنچ سکیگی
اور نہ اتنی ہوا پہنچ سکے گی جو اس کے لیے بالکل کافی ہو،

لیکن اس کا یہ قول کہ مٹی کے اوپر کے حصہ کو پیر سے اچھی طرح کچلکر مخلوط کردینا
چاہیئے، بہت اچھا ہے اس سے مٹی کی تعمیر اچھی ہوجاتی ہے، اور پودہ پھر قحط زدہ
نہین ہوتا ہے،

تمام علمائے فلاحت کی رائے اس کے متعلق ایک ہوگئی ہے کہ جب گڈھا
مٹی سے پر کیا جائے تو تھوڑا سا حصہ خالی رکھنا چاہیئے تاکہ لگن کی صورت مین
ہوجائے، اور اس مین پانی جمع ہوجائے اور جس قدر گڈھا عمیق کھودا جائے گا،
اسی قدر بہتر ہوگا، کیونکہ جس مٹی سے گڈھا پر کیا جاتا ہے وہ سب سے اعلیٰ ہوتی ہے
یہ جس قدر ہر سمت مین زیادہ ہوگی اسی قدر اچھا ہے۔

مہاریس کا قول ہے کہ جب ہم کسی درخت کو لگانا چاہین تو سب سے پہلے ہم کو

بھر قدآدم ایک گڈھا کھودنا چاہیئے جو مستدیر ہو اور اس کا قطر تقریبًا چار یا پانچ قدمون کے برابر
ہو اس کے بعد اس کو زمین کی اچھی مٹی سے بھرنا شروع کرین جب نصف تک پہنچین
تو پودہ لگادین اور اوپر سے پھر مٹی ڈالین، کیونکہ جب پودہ کی جڑین اور رگین اندرونی
حصہ مین پھیلین گی اور نرم اور عمدہ زمین پائین گی تو بہت جلد نشو و نما پائین گی،

اب ہم پودون کے درمیان کے فاصلون کو الگ الگ بیان کرتے ہین، زیتون
کے درمیان مین کم سے کم پچیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے اس سے کم ٹھیک نہین ہے
اسی طریقہ سے انجیر ہے اور اعلیٰ قسم کے انگور کے درمیان مین پندرہ سے دس ہاتھ تک
فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ادنیٰ انگور مین آٹھ بالشت سے چھ بالشت تک رکھنا چاہیئے،
امرود مین بیس ہاتھ سے پندرہ ہاتھ تک رکھنا چاہیئے اور اسی طرح سیب مین بارہ سے آٹھ
تک اور آلو بخارا مین سات سے پانچ تک چلغوزہ مین پچیس سے دس تک، لوز مین
پندرہ سے دس تک اسی طرح ناریل مین پندرہ سے دس تک، توت مین بیس
سے پندرہ تک، قراصیا مین پچیس سے پندرہ تک، اور لیمون مین دس ہاتھ تک فاصلہ رکھنا
چاہیئے اور یہ اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے آلو بخارا کی زراعت کیجاتی ہے اور انار کے
درمیان بارہ سے آٹھ تک کشمش مین بیس سے پندرہ تک صنوبر مین پچیس سے بیس تک
بہی مین آٹھ سے چھ تک، کھجور مین سات سے پانچ تک اسی طرح آس مین بھی، نبق
مین بیس سے پندرہ تک شاہ بلوط مین پچیس سے بیس ہاتھ تک اسی طرح بلوط مین
بھی فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ متوسط فاصلہ ہے جس کا باغون کے لگانے مین خیال
رکھنا ضروری ہے تاکہ درختون مین خرابی نہ واقع ہو، ان درختون مین سے جو چھوٹے ہون
وہ اگر زمین مین الگ لگائے جائین تو جس قدر زمین کو وسیع اور کشادہ رکھین گے

اسی قدر اچھا ہوگا بعض فلاحین اترج اور انار کے درمیان مین فاصلہ رکھنے کے مخالف
ہین، اس کے متعلق مفصل بیان آگے آئیگا،

ابن العفصال، ابو الخیر اور حاج غرناطی وغیرہ کی کتابون مین ہے کہ درختون مین سے
زراعت کے لیے ان درختون کو منتخب کرنا چاہیے جنمین پھل بکثرت آتے ہون
اور جنکا ذائقہ نہایت اچھا ہو، کیونکہ جو محنت اور مشقت نیز مصارف وغیرہ اچھے قسم
کے درختون کے لگانے مین ہوتے ہین وہی ردی اقسام مین بھی ہوتے ہین ،
جب دونون کی حالت مساوی ہے تو اس لحاظ سے نوع جید قابل ترجیح ہے،
جو درخت لگایا جائے ہمیشہ اسکا وہ حصہ لینا چاہیے جو نیا ہو اور جس کی قوت
نباتیہ اچھی ہو، نہ وہ حصہ جو ضعیف اور کمزور ہو گیا ہو، نیز پھلدار درختون مین سے اُنکو
منتخب کرنا چاہیے جن مین متوسط طول کا ایک ہی عمود ہو اور اس کے بڑھنے کی
توقع ہو، لیکن اگر پودہ بہت زیادہ طویل ہو تو اس کے نیچے کا حصہ گڈھے کے نیچے
رکھین، اور گڈھا قبر کی شکل کا کھودا جائے تاکہ شاخ کا اعلیٰ حصہ گڈھے کے اوپر کے
حصہ مین واقع ہو سکے، اس کے بعد اسی طرح عمل کرین جیسا کہ اس سے قبل بتایا گیا ہے
اس طریقہ پر انگور کی شاخ بھی بوئی جاتی ہے، لیکن بڑے درختون کی زراعت کا طریقہ
یہ ہے کہ اگر ان مین شاخین ہون تو انکی تمام شاخین کاٹ ڈالی جائین اور صرف ان
مین سے ایک شاخ کو چھوڑ دیا جائے جو بالکل سیدھی ہو، اور اگر درخت قوی ہو
تو ایک سے زیادہ چھوڑ سکتے ہین تاکہ جو مادہ کے کاٹنے مین خارج ہو گیا ہے وہ
بقیہ شاخون مین لوٹ آئے، شاخین ہمیشہ تیز لوہے سے کاٹی جائین، اگر یہ ممکن ہو
کہ شاخ کا وہ حصہ جو کٹا ہوا ہے گڈھے کے اسفل حصہ مین داخل ہو سکے تو بہت

اچھا ہے، زیتون کے درخت کی تمام شاخین کاٹ ڈالی جاتی ہین اگر وہ تمام شاخون کے ساتھ لگا دیا جائے تو وہ برباد ہو جاتا ہے یہ میرا ذاتی تجربہ ہے،

کتاب الحاج اور دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ درختون کے لیے اتنا وسیع گڈھا کھودنا چاہیئے جس مین جڑ عروق اور تقریبًا دو بالشت تنا بھی اندر جا سکے اور اسقدر وسیع ہو کہ کسان پیرون سے مٹی جڑون پر ڈال سکے اور دبا سکے، پھر درخت گڈھے مین اس طرح رکھا جائے کہ وہ بالکل مستقیم القامۃ ہو اس کے بعد زمین کی مٹی گڈھے مین ڈالی جائے اور پیرون سے برابر کیجائے، یہانتک کہ نصف یا اس سے زیادہ گڈھا پر ہو جائے، اگر وہ ایسی زمین ہے جو پانی سے سیراب کیجاتی ہے تو اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور چند دنون کے لیے چھوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد دوبارہ سیراب کرنا چاہیئے اور پھر چند دن گذرنے دینا چاہیئے یہانتک کہ تیسری مرتبہ پھر سیراب کیجائے، تین مرتبہ کچھ توقف سے سیراب کرنے کے بعد گڈھے کو خشک مٹی سے بھر دینا چاہیئے اور خوب اچھی طرح پیر سے روند کر برابر کر دینا چاہیئے لیکن اگر یہ پودہ اس زمین مین ہو جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو نصف گڈھے کو مٹی سے بھرنے کے بعد بارش کا انتظار کرنا چاہیئے، چند دفعہ بارش کے پانی سے سیراب ہو جانے کے بعد خشک مٹی سے گڈھا بھر دینا چاہیئے،

پودہ لگانے کے چند مہینون کے بعد بھی یہی عمل کرنا چاہیئے، مین نے خود اس پر عمل کیا ہے اس لیے اسکی برکت کا قائل ہون، اس صورت مین پودہ کو موسم گرما مین بھی چندان سیراب کرنے کی ضرورت نہین ہوتی، اگر اتفاقًا ایسی ضرورت پڑے تو پانی پودہ کی جڑ مین کبھی نہ ڈالنا چاہیئے بلکہ کچھ فاصلہ پر ڈالنا چاہیئے تاکہ جڑ تک

مٹی کے اندر سے پانی پہنچے اگر جڑ ہی مین پانی ڈال دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ پانی اس جگہ پر کوئی غار بنا دے جس کے ذریعہ سے دھوپ کی گرمی داخل ہو اور پودے کو نقصان پہنچا دے،

ط مین قوثامی نے لکھا ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ کیا ہے کہ جو کھاد کہ گڈھون مین ڈالی گئی اگر وہ خشک ہوئی تو پودہ کے لیے سم قاتل ثابت ہوئی اور اگر اس مین کانی تری ہوئی تو وہ پودہ ی نفع بخش ہوئی،

ق کا قول ہے کہ درخت کی جڑ کے قریب دو مٹی کے بڑے اور نئے گھڑے میٹھے پانی سے بھر کر رکھدینا چاہیئے، ہر گھڑے کے نیچے ایک بہت ہی باریک سوراخ بنا دینا چاہیئے جس سے پانی جاری رہے اور درخت ہمیشہ سیراب ہوتا رہے ہورا خ اور زمین کے درمیان مین کوئی چیز ضرور حائل ہونی چاہیئے تاکہ مٹی جمکر کسی وقت سوراخ کو نہ بند کر دے، جب گھڑون مین پانی کم ہو جائے تو ان کو بھر دینا چاہیئے اس طریقہ پر دو مہینہ تک پودے کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس کی سیرابی اس قدر ہوگی کہ یہ دوسرے درختون کو بھی جو متصل ہون سیراب کر سکتا ہے یہ ترکیب اس درخت کے ساتھ کرنی چاہیئے جو شیرین پانی سے سیراب کیا جاتا ہو،

فصل

تمام درخت اور پودے اگر ممکن ہو تو مسلم منتقل کئے جائین لیکن جو گوند دار درخت ہوتے ہین اکھیڑتے وقت انکی جڑون کی حفاظت کی جاتی ہے خصوصاً سب سے بڑی جڑ زیادہ محفوظ رکھی جاتی ہے، لیکن جن درختون کے اندر پانی ہوتا ہے تو

ان کی بعض جڑون کو کاٹنا کوئی نقصان دہ نہین ہوتا، زیتون کی اگر تمام جڑین کاٹ ڈالی جائین تو کوئی مضائقہ نہین ہے، وہ درخت جن مین پانی ہوتا ہے اور جو منتقل بھی کیے جاتے ہین بہت اچھے ہوتے ہین اور جلد نشو ونما پاتے ہین اسی طرح ان کے ملوخ اور اوتادبھی کارآمد ہوتے ہین، کوئی درخت اگر اچھی جگہ پر ہو اور میٹھے پانی سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کو کبھی ردی جگہ نہ لیجانا چاہیئے اور نہ کھاری پانی سے سیراب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اس کے لیے مضر ثابت ہوگا، اسی طرح جو درخت کہ اچھی سرسبز اور شاداب زمین مین ہون ان کو ریتیلی کمزور زمین مین اور جو بارور زمین مین ہون ان کو گرم زمین مین اور جو شیرین زمین مین ہون ان کو شور زمین مین اور جو نرم زمین مین ہو ان کو سخت زمین مین ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیئے اگر ریتیلی زمین سے کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس گڈھے مین دوسری جگہ سے اچھی مٹی لاکر ڈالدینا چاہیے یہان تک کہ گڈھا بھر جائے،

مین نے زیتون کے کئی پودون کو ازحد ریتیلی زمین مین لگایا ہے لیکن جب اس مین دوسری مٹی ڈالکر بارش کے پانی سے اچھی طرح سیراب ہونیکا موقع دیا تو اس کی حالت درست ہوگئی حالانکہ اس سے قبل زیتون کے درخت مختلف جگہون پر لگائے گئے تھے لیکن اسی وجہ سے وہ پھل نہ سکا،

ط مین ہے کہ اگر شور زمین مین انگور لگایا جائے تو اس کی شوریت کے زائل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شیرین نہرون سے ریت لیکر اسکی جڑون مین چھپا دینا چاہیئے اس سے اسکی نمکینیت دفع ہوجائیگی،

بعض فلاحین کی رائے ہے کہ اگر پودہ کا چھلکا سخت ہو تو جو حصہ زمین کے اندر

رکھا جائے، اس کا دو ثلث اس طرح چھیل دینا چاہیئے کہ صرف وہ کھال باقی رہجائے
جو لکڑی سے بالکل متصل ہوتی ہے خصوصاً اگر کھجور کے درخت مین خشونت ہو تو
اس کو ضرور چھیل کر درست کر دینا چاہیئے، جو مٹی کے درخت کی جڑ کے قریب ہو
اس کو کبھی حرکت نہ دینی چاہیئے اور نہ انکی جڑون کو لوہے سے اذیت دینی چاہیئے
خصوصاً زیتون کے وہ درخت جو ابھی منتقل کیے گئے ہین، انکی جڑین زمین کی سطح
سے قریب تر ہوتی ہین، جب تک کہ ان کو سکون نہ حاصل ہو جائے اور تقویت
نہ پا جائین اس وقت تک کسی قسم کی اذیت پہنچنی سخت مضر ہے، نقل کے وقت
زیتون اور اسی کے جیسے دوسرے درختون کی جڑین کاٹنی از حد ضروری ہین، اسی
وجہ سے بعض لوگ زیتون کو ایسے گڈھون مین لگاتے ہین جو نہ بہت زیادہ
عمیق ہوتے ہین اور نہ بالکل کھلے ہوتے ہین بالخصوص ان کو جو ابھی حال مین نشو
ونما پائے ہون اس ڈر سے تاکہ جڑین نقل کے وقت کاٹنی نہ پڑین، لیکن مین نے
خود دیکھا کہ یہ ترکیب بھی نقصان دہ ہے جب تک جڑین نہ کاٹی جائین ٹھیک
نہین ہے،

ص اور دوسرے ماہرین فلاحت کا قول ہے کہ بعض پودے جب منتقل
کیے جاتے ہین تو ان کی جڑون مین مٹی کا ایک پشتہ باندھ دیا جاتا ہے، لیکن یہ
ان درختون کے لیے ہے جنکے پتے موسم سرما مین جھڑتے نہ ہون، صرف
زیتون اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ اس کا محتاج نہین ہے اس قسم کے درختون
کو ذوات المیاہ کہتے ہین، یعنی وہ جن مین بجائے گوند کے پانی ہوتا ہے اس کی ترکیب
یہ ہے کہ جو درخت کہ نقل مکان کے قابل ہو گیا ہو اس کو یا تو خریف کی فصل مین یا

اس فصل مین جوان درختون کے لیے زیادہ مناسب ہو منتقل کرنے کی تیاری شروع کرنی چاہیئے سب سے پہلے پودہ اور اس کے اردگرد کی زمین پانی سے اچھی طرح سیراب کیجائے، جب اس مین کچھ خشکی آجائے تو اطراف وجوانب مین مٹی ڈال دیجائے اور اس کے قریب ایک موٹی لکڑی گاڑ دیجائے تاکہ پودہ اچھی طرح مضبوط ہوجائے، اس کے بعد تنے سے ذرا ہٹکر گڈھا کھودنا چاہیئے اس طریقہ پر کہ پودہ کی جڑین کٹنے سے محفوظ رہین نیز درخت کے ہر چہار سمت مین اتنا گہرا گڈھا کھودین کہ جڑ تک پہنچ جائے، اور آہستہ سے جڑ کو اکھیڑ لین اور اسی جگہ کی مٹی سے اس کو چھپا ڈالین، جب مٹی تمام جڑون مین پیوست ہوجائے تو آہستہ سے نئے گڈھے مین کھینچ لین تاکہ مٹی جو ہر چہار طرف لگی ہوئی ہے چھوٹنے نہ پائے لیکن اگر کسی دور مقام مین پودہ کو لیجانا ہو تو کچھ مٹی جھاڑ دینی چاہیئے تاکہ آسانی کے ساتھ منتقل کیا جاسکے اور مٹی کے اوپر ایک چٹائی کو رسی سے باندھ کر مضبوط کردینا چاہیئے، تاکہ مٹی منتشر نہ ہو،

جب گڈھے مین پودہ رکھاجائے تو یہ چٹائی نکال کر پھینک دیجائے اسکے بعد اسی قسم کا عمل کرنا چاہیئے جو دوسرے پودون کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر تمام درخت مٹی کے اس لپشتہ کے ساتھ منتقل کیے جائین تو بہت اچھا ہو،

رغ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ غرناطہ مین شفتالو کا درخت مئی کے مہینہ مین کاٹا گیا اور اس مین پتیان بھی تھین، چنانچہ اس کے لگانے کے قبل اس کو پانی سے سیراب کیا گیا اور وہی تدبیرین کیگئین جو اس سے قبل بتائی گئی ہین، اس کا اتنا اثر ہوا کہ پتیان جھڑنے سے محفوظ ہوگئین اور پھل پھر نمودار ہوگئے اس طریقہ سے

اترج، ریحان، یاسمین وغیرہ اگست کے مہینہ مین منتقل کئے جاتے ہین ان کے ساتھ وہی تدبیرین اختیار کیجاتی ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے اس سے ان مین کوئی نقص نہین پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ پھلدار درخت کے ساتھ بھی دو مرتبہ یہ عمل کیا گیا ہے، چنانچہ اس مین پھل آئے اور کسی قسم کی پژمردگی یا کوئی دوسری آفت نہین پہنچی،

ص۔ اور دوسرون نے لکھا ہے کہ درخت منتقل کرنے سے قبل اس زمین مین سلق (یہ ایک قسم کا درخت ہے جو سبزیون اور ترکاریون کی جنس سے ہے لیکن اس کا مزہ از حد تلخ ہوتا ہے) بوئین تاکہ زمین درست ہو اور ترکاریان کثرت سے ہون اگر درخت منتقل کرنے کے بعد بھی لگائین تو کوئی ہرج نہین ہے بلکہ اگر پودہ پانی کا محتاج ہو تو اس نبات کی وجہ سے بہت کم پانی کا محتاج ہوگا، جنگلی درختون کو اگر کسی باغ مین منتقل کرنا چاہین تو ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مٹی ساتھ لے لیجائے جس مین وہ اُگے ہین، اسی طریقہ سے اور دوسرے جنگلی مزروعات بھی اسی مٹی کی محتاج ہین، ان پودون کو فصل خریف مین منتقل کرنا چاہیے، چنانچہ مین نے امرود کے درخت کو اسی طرح منتقل کیا تھا اس وجہ سے وہ بہت اچھا ہوا، لیکن جب مین نے اول ربیع مین اسکو اسی طرح منتقل کیا تو اچھی طرح بڑھ نہ سکا، حالانکہ نئی شاخین نکل آئی تھین، بعض کا قول ہے کہ اگر بستانی درختون کے ساتھ بھی منتقل کرتے وقت مٹی شامل کر دیجائے تو بہت اچھا ہے،

فصل

پودہ لگانے کی ترکیب

غ نے لکھا ہے کہ جب کوئی درخت ایسی زمین مین لگایا جائے جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس کو نہر کے پانی سے سیراب نہ کرین، لیکن اگر زمین نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس جگہ اور اس سے ذرا دور ہٹکر پانی سے اچھی طرح سیراب کرین، یہانتک کہ مٹی جڑ سے ملصق ہو جائے اور جڑ اور مٹی کے درمیان مین کوئی خلا نہ واقع ہو کہ جس سے ہوا وغیرہ اندر جا سکے، مارچ کے نصف مہینہ تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین، تاکہ زمین اس کی جڑ پکڑ لے، پھر تھوڑی سی زمین کھود کر اس کے اطراف و جوانب مین مٹی ڈال دین، جو پودہ کہ فصل خریف مین لگایا گیا ہو اس کے ارد گرد چار مرتبہ ہر بیس دن کے بعد ایک بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے، لیکن جو پودے کہ خریف کے بعد لگائے جائین ان کی زمین اس وقت تک نہ کھودی جائے جب تک کہ ان کو زمین سے علاقہ نہ ہو جائے اور اُگ نہ آئے، کھودنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جڑین کٹنے نہ پائین کیونکہ وہ بہت کمزور ہوتی ہین، خصوصاً زیتون اور اس کے ہم مثل درخت جنکی جڑین سطح زمین کے بہت قریب ہوتی ہین،

ان کی زمینین بار بار ہل کے ذریعہ سے کھودی جائین تاکہ جڑون مین قوت پیدا ہو، جب اس کا اطمینان ہو جائے کہ لوہے سے پودہ کی کسی جڑ کو نقصان نہ پہنچے گا تو پھوڑے سے کھودنا شروع کرین، اور ذرا عمیق گڈھا بنائین، اگر تم یہ چاہو کہ اسی سال

پھل آجائے تو اگست کے مہینہ مین زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیئے بشرطیکہ
گرمی بہت زیادہ ہو، اس ترکیب سے وہ اسی سال پھلدار ہو جائے گا، لیکن اگر
اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو سال آیندہ اپریل یا اس کے قریب مین
بار آور ہو جائے گا، اس قسم کے درخت کی جڑ مین اگر کچھ دوسرے قسم کے نبات
اگ آئین تو اون کو ہاتھ ہی سے اکھیڑ ڈالنا چاہیئے، لوہا لگانے کی ضرورت نہین
ہے، درخت کے اوپر کے حصہ کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ نیچے سے اوپر
تک اس مین قوت پیدا ہو جائے،

جو درخت کہ گرمی سے جل گیا ہو اس کو کم سے کم دو سال تک لوہے سے چھونا
نہ چاہیئے، کیونکہ یہ اس کے لیے سخت مضر ہو گا، مین نے خود دیکھا ہے کہ زیتون کا
جلا ہوا درخت جو ابھی اچھی طرح پھلا بھی نہ تھا لوہا لگ جانے کی وجہ سے خراب ہو گیا
خصوصًا اس درخت کو جو ابھی سال اول ہی مین ہو، کسی طرح لوہے سے چھونا جائز
نہین ہے،

فصل

زراعت اور ترکیب کیلئے موافق ہوا کا اندازہ کرنا انکو پانی سے سیراب کرنا کھاد ڈالنا، اور ان تمام چیزون کے اوقات کا بیان

قدیم فلاحین مین سے اکثر کا اس پر اجماع ہے کہ جس دن تیز و تند ہوا چل رہی ہو
اس دن نہ کوئی پودا لگایا جائے اور نہ اکھاڑا جائے اور نہ ان کی ترکیب کی جائے،
خصوصًا جب کہ ہوا مین خشکی ہو جس سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، اسی طرح جن ایام

مین سخت سردی پڑتی ہو یا جنوبی ہوا چلتی ہو تو کوئی درخت نہ لگایا جائے کیونکہ اس
قسم کی ہوا مین درختون کو نشو و نما نہین ہوتی بالخصوص ان ایام مین اگر زیتون
لگایا جائے تو جنوبی ہوا خشک کر ڈالیگی، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ٹھنڈی ہوائین
اور اس قسم کی دوسری مہلک ہوائین درخت کے اندر کی رطوبت کو جذب کر لیتی
ہین، یہی نہین بلکہ زمین کی رطوبت کو بھی فنا کر دیتی ہین، اسی طرح قبلہ کے رخ کی ہوا
گرمی کے ایام مین دوپہر کے وقت پودون کے لگانے کے لیے ازحد مضر ہے اور
مغربی ہوا بھی جس مین بخارات ہوتے ہین مہلک ہے خصوصًا جو اندلس کے غربی
حصہ سے گذر کر آتی ہے، لیکن قبلہ کے رخ کی ہوا عام طور سے زراعت کے لیے
مفید ثابت ہوئی ہے، اگر پودہ لگاتے وقت بارش ہو یا ابر کا سایہ ہو جائے تو
زیتون کے لیے موافق ہوگا، وہ اس زمین مین ہو، جو بارش ہی کے پانی سے
سیراب ہوتی ہو، لیکن دوسرے درختون اور پودون کے لیے یہ صورت ہے
کہ جب وقت بارش ہو یا شدت کی سردی ہو یا غیر موافق ہوا چلے تو درختون کو ہاتھ
نہ لگانا چاہیئے اگر پودے کا کوئی حصہ اکھڑ گیا یا کاٹا گیا ہو تو فورًا خشک مٹی کے اندر
اس کو چھپا دینا چاہیئے یہانتک کہ ہوا موافق چلنے لگے، ان شاخون کو پانی مین
نہین رکھنا چاہیئے، لیکن اس صورت مین جبکہ یہ زمین مین، ایک مدت مدفون
رہے تو ایک یا دو دن پانی مین ڈال دیجائین تاکہ صاف ہو جائین اس کے بعد
ان کو لگایا جائے، تجربہ نے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ جمعہ اور سنیچر کے
دن کسی پودہ کو نہین لگانا چاہیئے، اسی طرح عربی مہینون کی ابتدا مین جبکہ چاند
عروج پر ہو پودون کا لگانا زیادہ پسندیدہ نظرون سے دیکھا گیا ہے،

بعض نے کہا ہے کہ چاند بارد اور رطب ہے جب وہ کامل ہو جاتا ہی
تو اس کو بدر کہتے ہین، اور یہ قمری مہینہ کی چودہوین رات مین کامل ہوتا ہے، اس
وقت مزروعہ اشیا مین خصوصًا ترکاریون مین قوتِ نمو زیادہ ہو جاتی ہے مثلاً
کدو، خربوزہ، لوکی، بیگن، السی، لوبیا وغیرہ، پھول، اور میوہ جات کے لیے بھی یہی
ایام مفید ہین اور جس قدر چاند گھٹتا جائے گا اسی قدر زراعت مین بھی نقصان
ہوتا جائے گا، یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اسی وجہ سے فلاحین
کی ایک قوم نے انگور اور دوسرے قسم کے درختون کو نیز عام زراعت کو بھی
چاند کے بڑھاؤ کے وقت پسند کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو چیزین اس وقت
بوئی جائینگی وہ دوسرے اوقات سے بہت زیادہ عمدہ اور اچھی ہونگی،
کیونکہ اس وقت وہ زمین کو جلد پکڑ لیتی ہین اور انکی شاخین لمبی اور موٹی ہونے
لگتی ہین، نیز پھل بھی زیادہ آتے ہین، لیکن اس کے خلاف مزروعات کو
نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ان کا قول یہ ہے کہ درخت صرف انھین دنون مین
لگائے جا سکتے ہین، اسی کو اگر چاند کے گھٹاؤ کے وقت لگائین تو وہ اچھا نہ
ہوگا اسی طرح اگر چاند کے خالی دنون مین لگائین تو بھی مفید نہین ہے،
خ نے لکھا ہے کہ ہمنے السی کے متعلق اس قول کا تجربہ کیا ہے اور بچشم خود دیکھا
ہے، بعض کہتے ہین کہ اس کے لیے اچھا وقت قمری مہینہ کی چوتھی تاریخ سے
لیکر چودہوین تک ہے، اور بعض کہتے ہین کہ چودہوین تاریخ کا پورا دن طلوعِ
آفتاب سے زوال تک اسکے لئے بہت اچھا ہی لیکن بعض مارچ کے مہینہ مین اس طریقہ سے
اس کا لگانا پسند نہین کرتے،

طین ہے کہ قوثامی نے لکھا ہے کہ دو دندان سید البشر نے حکم دیا ہے کہ
عروج قمر سے لیکر زوال کے پانچ دن تک ہر قسم کی زراعت ہو سکتی ہے، لیکن
ان کے سوا کسی دن نہ کوئی پودا لگایا جائے نہ کوئی درخت ترکیب دیا جائے
نہ کسی قسم کی زراعت کیجائے اور نہ کسی نبات کو درست کیا جائے، گھٹاؤ کے
یہ پانچ دن بھی بڑھاؤ ہی مین شمار کئے گئے ہین، یہی حکم حضرت آدم علیہ السلام
کا ہے، قوثامی کا قول ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ کیا ہے اور یہ صحیح ہے، زمین کو
زراعت کے لئے منتخب کرنا اور اس کو درست کرنا نیز درخت کو پانی سے سیراب
کرنا یہ سب کام اسی وقت کرنا چاہیئے جب کہ چاند بڑھ رہا ہو لیکن جب
گرہن ہو تو اس کے بعد کرنا چاہیئے، اس صورت مین چند دن اور اضافہ
کر دیئے گئے ہین، اس کا پہلا دن تیرھوین تاریخ کو پڑتا ہے،
اور آخری سولھوین تاریخ کو پڑتا ہے، لیکن ان ایام کے بعد
پھر یہ عمل نہین کرنا چاہیئے،

قوثامی لکھتا ہے کہ اگر ہم درخت یا زراعت چاند رات سے شروع کر کے
اس وقت ختم کرین جبکہ چاند ایسے مقام پر پہنچے جہان سے آفتاب نوے درجہ
پر ہو تو درخت کی کوئی چیز خراب نہ ہوگی بلکہ وہ اچھی قوت حاصل کرے گا اور
ہمیشہ بہت زیادہ پھل لائے گا، اسی طرح اگر کھاد اس وقت بنائی جاے جب
وقت چاند کی روشنی کم ہو تو جس طرح چاند کی روشنی بڑھتی جائیگی اسی طرح کھاد
مین بھی قوت کا اضافہ ہوتا جائے گا، زراعت کی ابتدا، کے وقت چاند اوتاد طالع
مین ہو یعنی برج طالع اور رابع اور عاشر مین ہو، اگر یہ بروج مائیہ مین ہو تو بہت

اچھا ہے، بروج مائیہ مین سرطان، عقرب، حوت، ہوائیہ (جس کا دوسرا نام جوزا ہے) میزان اور دلو ہین اور اگر بروج ارضیہ مین ہو تو کچھ نہ زیادہ مفید نہین ہے، لیکن پھر بھی نقصان دہ نہین ہے، لیکن جب بروج ناریہ مین ہو تو پرہیز کرنا چاہیئے، بروج ناریہ مین حمل، قوس اور اسد ہین، خواہ یہ طلوع ہو جائین یا چاند ان مین سے کسی برج مین ہو، چاند کو زراعت کے وقت دیکھتے رہنا مزروعات کے لیے فائدہ بخش ہے،

بعض قدمار نے ان مین سے کسی بات کا لحاظ نہین کیا ہے، بلکہ انھون نے ابتدار مہینہ سے آخر تک زراعت وغیرہ کی عام اجازت دی ہے، اس طرح بعض کی رائے ہے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ اور آخری تاریخ مین زراعت شروع کرنی چاہیئے، لیکن بعض نے اس کو ناپسند کیا ہے اور ممانعت کی ہے، خ نے لکھا ہے کہ قمری مہینہ مین ایام فارغہ اس ترتیب سے ہین، پہلے پانچ دن مہینہ کے فارغ ہوتے ہین اس کے بعد پانچ دن مملور ہوتے ہین، پھر چار دن فارغ ہوتے ہین اور چار دن مملور ہوتے ہین، اس کے بعد پھر تین دن فارغ ہوتے ہین اور تین دن مملور ہوتے ہین، دو دن فارغ ہوتے ہین اور دو دن مملو ہوتے ہین آخر مین ایک دن فارغ ہوتا ہے اور ایک دن مملور، ایام فارغہ مین زراعت کا کوئی عمل ٹھیک نہین، بلکہ ایام مملور مین اگر کام شروع کیا جائے تو انشار اللہ کامیابی ہو گی،

فصل

بعض قدمار نے چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ کو زمین کی درستگی اور شاخین

کاٹ کر قلم لگانے کے لیے پسند کیا ہے، کیونکہ قمر کی زیادتی کے وقت جو رطوبت کثرت سے پیدا ہو جاتی ہے وہ ان کے لیے مضر ہے، اسی طرح ان کا خیال ہے کہ جو لکڑیان عمارت مین لگانے کے لیے چاند کے گھٹاؤ یا امحاق کے وقت کاٹی جاتی ہین ان مین آواز نہین پیدا ہوتی ہے،

باب ہفتم

اس باب مین ان درختون کا ذکر ہے جو اندلس کے شہرون مین عادةً لگائے
جاتے ہین، اس مین ان کے تمام انواع واقسام پر بحث ہے، انکی خصوصیات
کا ذکر ہے، ہر درخت کے لگانے کی ترکیب بھی بتائی گئی ہے ان کے لیے کس
قسم کی زمین کی ضرورت ہے، سیرابی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے، کھاد کس
قسم کی ڈالی جائے، غرضکہ تمام تدابیر جو ہر درخت کے لیے علیحدہ علیحدہ ضروری
ہین ان کا مفصل ذکر ہے،

فصل

زیتون کے لگانے کا طریقہ

زیتون کی دو قسمین ہین ایک بری ہے جو طبعًا پہاڑون مین اُگتا ہے،
نہر کے کنارے یا اس جگہ پر جہان پانی کثرت سے ہمیشہ رہتا ہے نشو و نما
نہین پاتا ہے، دوسرا اہلی ہے جو بری سے زیادہ پھلتا اور اس کے پھل مین
اس سے زیادہ دہنیت ہوتی ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مین یونیوس کا قول مذکور ہے کہ زیتون
کے لیے جو زمین سب سے زیادہ عمدہ ہے وہ پتلی زمین ہے، اسی وجہ سے بلاد
اسطیغی مین یہ زیادہ سرسبز اور شاداب ہوتا ہے کیونکہ وہ پتلی ہوتی ہے، اگر

اسی قسم کی زمین مین یہ لگایا جائے تو دوسری زمینون سے زیادہ پھلے گا، ابن حجاج کہتے ہین کہ یہان پر زیت کی سرسبزی مقصود ہے، شاخون کی تروتازگی مقصود نہین ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ سفید زمین بھی زیتون کے لئے مفید ہے خصوصًا جب کہ نرم، اور مرطوب ہو کیونکہ اس قسم کی زمین مین بڑے بڑے پھل آتے ہین جو نرم لسدار اور روغن دار ہوتے ہین، سیاہ زمین بھی جو پتھریلی ہو یا جس مین چٹانین ہون، اور مائل بہ سفیدی ہو اس طرح وہ ریتیلی زمین جس مین نمک نہ ہو زیتون کے لیے مناسب ہے، لیکن مرطوب زمین سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ انار کے درخت کے لیے زیادہ مفید ہے اور اس مین انار کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین لیکن زیتون کے پھل اچھے نہین ہوتے ان مین روغن کم ہوتا ہے اور پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے دیر مین پکتا ہے، اور روغن سے زیادہ میل نکلتا ہے، اسی طرح وہ زمین جس مین بہت زیادہ لزوجت ہو زیتون کے لیے مفید نہین ہے نیز وہ زمین جو گرمی مین بہت زیادہ گرم ہو جاتی ہے حتی کہ شقوق بھی پیدا ہو جاتے ہون اور سردی مین ٹھنڈی ہو جاتی ہو زیتون کے لیے کار آمد نہین ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ زیتون کو سفید اور صاف زمین مین جس مین خشکی ہو لیکن تری نہ ہو لگانا چاہیئے، سرخ اور پست زمین مین نہین لگانا چاہیے، اسی طرح نمکین اور شور زمین اور وہ زمین جو موسم سرما مین ازحد بارد ہو جاتی ہے اور گرما مین سخت گرم ہو جاتی ہے اور وہ زمین جس مین شقوق پیدا ہو جاتے

ہین زیتون کے لیے مفید نہین ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ زیتون کے لیے سب سے اعلیٰ زمین وہ ہے جو دوسرے نباتات سے بالکل صاف اور خشک ہو، اسی ہین یہ زیادہ روغن دار ہوتا ہے، لیکن نمکین زمین مین یا اس مین جو سرخ اور گہری ہو، سردی مین سرد ہو جاتی ہو اور گرمی مین گرم ہو جاتی ہو یا اس مین جو پھٹ گئی ہو زیتون کو کبھی نہین لگانا چاہیئے، اس کیلئے پتلی اور اچھی زمین مفید ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ زیتون کی زمین کے انتخاب کے متعلق جو کچھ رائین مجھ کو ملی تھین وہ یہی تین مشہور علمائے فلاحت کی تھین جنکو مین نے پیش کر دیا، سب اس مسئلہ مین متفق ہو گئے ہین، انکی اس رائے سے اور دیگر اقوال سے مین یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ یہ عمدہ اور اچھی زمین سے اجتناب کرتے ہین، تاکہ زیتون کے پھل مین پانی نہ بھر جائے، اور روغن مین قلت نہ پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کا روغن بہت ہی پتلا ہوتا ہے اس مین پانی اور رطوبت بہت زیادہ ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ زیادہ ٹھہر نہین سکتا، جو زمین کہ زیادہ مرطوب ہوتی ہے وہ اس مین رطوبت کا اضافہ کر دیتی ہے جس کی وجہ سے روغن مین کمی پیدا ہو جاتی ہے، جس قسم کی زمین کو علمائے فلاحت نے زیتون کے لئے منتخب کیا ہے اس کے اوصاف جداگانہ ہین، لیکن درخت اور شاخین اسی زمین مین زیادہ بڑھتی ہین جو زیادہ اچھی ہوتی ہین،

قسطوس نے بھی اس کی تائید کی ہے کہ تر زمین سے زیتون کو ایک انس ہے اس مین اچھی طرح وہ تقویت حاصل کرتا ہے اور عمدگی سے پھلتا ہے، لیکن

پھر یہ کہتا ہے کہ اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہی جو صاف ہوا ور پتھریلی ہو،
تمام علمائے فلاحت اس پر متفق ہین کہ زیتون کے لیے ہوا کی کثرت بہت زیادہ مفید ہے، اسلیے اس کو یا تو پہاڑون مین لگانا چاہیئے یا بلند زمینون مین بونا چاہیئے جہان نہ تو زیادہ برف گرتی ہو اور نہ زیادہ اولے برستے ہون نہ زیادہ ٹھنڈی ہوا چلتی ہو نہ زیادہ گرم ہوا چلتی ہو لیکن گرم ہوا کی زیادتی اُسکیلیئے مضر نہین ہے، بلکہ گرم ملکون مین اس کا روغن سہولت سے نکلتا ہے اور سرد ملکون مین روغن کے نکالنے مین دشواری پیدا ہوتی ہے نفس روغن کے لیے تو ٹھنڈی ہوا موافق پڑتی ہے کیونکہ اس کو برتن مین رکھ کر مکان کے شمالی حصے مین رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے اس کا ذائقہ اور مزہ بدلجاتا ہے، لیکن آفتاب کی گرمی اس مین برخلاف اثر ڈالتی ہے، یہ قول کسیوس کا ہے،
زیتون کے لگانے کا وقت اور اس کے لیے کس قسم کے گڈھے کھودے جاتے ہین، ان سب کا بیان گذرچکا ہے لیکن مختصر طریقہ پر ہم پھر ذکر کرتے ہین تاکہ اس نوع مخصوص کے متعلق کچھ باتین معلوم ہوجائین،
یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لگانے کے دو وقت ہین، ایک خریف مین، دوسرے ربیع مین، خریف کا موسم سب سے اعلیٰ ہے، اس لیے بارش کے موسم سے لیکر سردی کے موسم تک اس کو لگانا چاہیئے، جب سخت سردی شروع ہوجائے تو ربیع تک اس کام کو بند کردین پھر ربیع مین شروع کرین جبکہ شمالی ہوائین زور شور سے چل رہی ہون، اسی کا قول ہے کہ سب سے اچھا پودا وہ ہے جو گڈھے مین لگایا جائے اور گڈھا ایک سال بیشتر بنایا گیا ہو

اس کے متعلق تفصیلی بیان کیا جا چکا ہے، اسی طرح گڈھے کی وسعت زمین کے
مزاج کے لحاظ سے ہونی چاہیئے اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے، بلند زمین مین گڈھے
کا عمق اور عرض دو ہاتھ رکھنا چاہیے، اور پست زمین مین اس سے زیادہ رکھنا
چاہیے، بہت سے لوگ زیتون کے لیے پست ہی زمین مین گڈھا تیار کرتے
ہین، کیونکہ اس قسم کی زمین مین وہ جلدی بڑھتا ہے اور پھل رطوبت کی وجہ سے
بکثرت ہوتے ہین، لیکن خطرہ اس کا ہے کہ ہوا اس کو گرا نہ دے،

ابن حجاج کہتے ہین کہ یہ قول قسطوس کے قول کو مؤکد بنا دیتا ہے وہ
یہ کہ مرطوب زمین زیتون کے درخت کو زیادہ بڑھاتی ہے لیکن روغن کے
متعلق دونون ساکت ہو گئے ہین، اور یہی اشکال ہے،

یونیوس کا بیان ہے کہ بعض لوگ زیتون کی جڑ کو چیر ڈالتے ہین اور
اسی چیرے ہوئے حصہ کو لگا دیتے ہین، اور بعض آدمی مع جڑ کے پودے کو لگا دیتے
ہین، لیکن بعض شاخین کاٹ کر لگاتے ہین، انون جو فلاحت کا ماہر تھا اسی
طریقہ سے زیتون کی زراعت کرتا تھا، یعنی یہ کہ شاخون کو کاٹ کر لگاتا تھا، اور
جب شاخین بڑھجاتی تھین تو دوسری جگہ پر منتقل کر دیتا تھا، جب پودے لگائے
جائین تو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اچھی جنس سے ہون، شاخین نرم ہون،
ایسے درخت سے لیجائین جو نئے ہون،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخین نرم ہونی چاہئین اور ایسے درخت
سے لیجائین جو ابھی عالم شباب پر ہو، شمایوس کہتا ہے کہ زیتون کے درخت
سے نقل، اوتاد اور عجز سب ہی بوئے جاتے ہین، نقل اوتاد کا ایک جز ہے اور

اور اوتاد شاخ کا وہ حصہ ہے جو ایک ہاتھ کے برابر لانبا اور ایک مٹھی کے برابر موٹا ہو اور عُجَر (درخت مین جو گرہین پڑ جاتی ہین ان کو عُجَر کہتے ہین۔) انڈے کے مشابہ ہوتا ہے یہ زیتون کے پرانے اور بڑے درختون مین پایا جاتا ہے، یہ بسولہ سے کاٹ کر شاخ سمیت لگایا جاتا ہے بعض وقت یہ شاخون کی اڑ مین ہوتا ہے اس وجہ سے شاخین بھی ساتھ ہی کاٹ دی جاتی ہین اور پھر لگا دیجاتی ہین، اوتاد سے یہ بہت اچھا ہوتا ہے،

فرور افسنطیفوس کہتا ہے کہ زیتون کے اوتاد پھیلا کر الٹ کر لگائے جاتے ہین، نیز سیدھا کھڑا کر کے بھی لگاتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے زیتون کی ایک ایسی شاخ لی جس مین گرہین تھین اور گڈھے مین اس کو لٹا کر اپر سے مٹی ڈالدی، چنانچہ مین نے دیکھا کہ اس سے اچھا کوئی درخت نہ پھلا، اسی طرح مین نے زیتون کی ان چھوٹی شاخون کا اندازہ لگایا جو ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر تھین کہ وہ بلا کسی خیال کے زمین مین گاڑدی گیئن، پھر بھی نشو ونما پاگیئن، حالانکہ ان شاخون مین کوئی گرہ نہ تھی، لیکن اس قسم کی شاخون کے استعمال سے قدما نے ممانعت کی وہ موٹی اور گرہ دار شاخون کے لگانے کو پسند کرتے تھے، ان کا خیال ہے کہ کم سے کم سات ہاتھ یا اس سے زیادہ لانبی شاخین کاٹی جائین اور عمیق گڈھون مین مٹی ڈال کر لگا دیجائین خود بخود آہستہ آہستہ قوت پکڑتی جائین گی، لیکن نرم شاخ نہین لگانی چاہیئے، بلکہ موٹی اور سخت شاخ کو منتخب کرنا چاہیئے، اس سے ان کی غرض یہ ہے کہ گرہین شاخون مین ضرور پائی جائین، لیکن مین نے ایسی

شاخین بھی دیکھین جنمین گرہین تو نہ تھین لیکن اور اوصاف موجود تھے، ان کے
اوپر کی چھال نکالکر لگائی گئی تھی، مگر پھر بھی نہایت عمدگی کے ساتھ انھون نے
زمین کو پکڑ لیا تھا، اسی طرح مین نے دیکھا کہ ایک نئی نرم شاخ کے اس آخری
حصہ کو جس مین سختی تھی کاٹ کر لگا دیا گیا، تو وہ بھی اُگ آیا،

یونیوس کا قول ہم دوبارہ نقل کرتے ہین وہ یہ ہے کہ جو شخص پودا لگانا
چاہتا ہے وہ سب سے پہلے گڈھا کھودے اور اس کے نیچے کی مٹی کو کھود کر
اوپر کر دے، اور دو تین مرتبہ وقفہ سے سیراب کرتا رہے اور مٹی سے ملی ہوئی
کھاد چار انگل کے برابر ڈالنی چاہیئے اور شاخ یا پودے مین گائے کا گوبر لپیٹ دینا
چاہیئے،

ابن حجاج کہتے ہین کہ مین اس کا ذکر کر چکا ہون کہ ان گڈھون مین ریت
بھی ڈالنی چاہیئے جو ان پودون کے لیے بنائے جاتے ہین، جن مین جڑین
نہین ہوتی ہین، جیسے اُدنا وغیرہ، ریت ان کو خشک نہین کرے گی،
بلکہ ان کے لیے نافع ہوگی اور ان کے نشو و نما مین معاون ہوگی، بلکہ اگر
وہان رطوبت ہوگی تو اس کو جذب کرلے گی خواہ وہ کیسے ہی پانی کی رطوبت
کیون نہ ہو،

یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت نہین ہے
اسکی کثرت اس کو دائت تک پہنچا دیتی ہے، جس وقت زیتون کی شاخ
درخت سے لیجائے اسی وقت اس کو لگا دینا چاہیئے، زیتون کی شاخ کم سے
کم دو ہاتھ لانبی ہونی چاہیئے، کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر

درخت کے تنے سے کچھ حصہ آجائے تو بہت اچھا ہے تاکہ اگنے مین آسانی ہو، شاخین نرم اور صاف ستھری ہونی چاہیئن اس کے چھلکے پھٹے نہ ہون، پس اگر ان اوصاف سے وہ متصف ہون تو مین کہہ سکتا ہون کہ وہ بہت جلد نشو و نما پائین گی اور پھل لائین گی، جو شاخین کہ موٹی ہوتی ہین وہ زیتون کے مزاج کے موافق ہوتی ہین، اور جو تپلی ہوتی ہین وہ اس کے منشار کے مطابق نہین ہوتی ہین،

یونیوس کا یہ بھی قول ہے کہ جو شاخ کہ پرانی ہو اور اسکی چھال پھٹی ہو تو وہ مشکل سے بڑھے گی، ابن حجاج اس کے اس قول کی تشریح اس طریقہ پر کرتے ہین کہ یہ وہ پرانی شاخ ہے جس مین گرہ نہ ہو لیکن اگر گرہ موجود ہو تو بہت جلد بڑھے گی، یونیوس کی یہ بھی رائے ہے کہ بلند اور مرتفع زمین کے لیے زیتون کی شاخ کم سے کم دو ہاتھ لانبی کاٹی جائے اور پست زمین کے لیے چار ہاتھ یا اس سے زیادہ لانبی ہو، شولون کی بھی یہی رائے ہے کہ زیتون کی شاخ پہاڑی ملک کے لیے چھوٹی ہونی چاہیئے، لیکن پست اور نرم زمین کے لیے اس سے زیادہ طویل ہونی چاہیئے، اور اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ پودے بلند مقام کی زمین سے اس کی سختی اور یبوست کی بنا پر مادہ کم جذب کرتے ہین برخلاف اس کے پست زمین مین وہ کافی طور پر مادہ حاصل کرتے ہین اکثر کاشتکارون کا بھی اصول ہے کہ اچھی زمین کو مدتون تک بلا کاشت کے چھوڑ دیتے ہین اور خراب زمین کو اس سے کم مدت مین کارآمد بنا لیتے ہین، (شولون کا قول ختم ہوگیا،) یونیوس کہتا ہے کہ شاخون کے سرون کو زمین کے اوپر رکھنا چاہیئے

اس کے خلاف کرنے مین شاخ خراب ہو جائے گی لیکن قروراطفوس اس کا مخالف
ہے یہ کہتا ہے کہ شاخ الٹ کر لگائی جائے اور اس ترکیب کی اس نے تعریف
کی، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے بھی ایسی شاخ کو جلد بڑھتے دیکھا ہے،
یونیوس لکھتا ہے کہ بہت سے لوگ اس کا مشورہ دیتے ہین کہ زیتون کے
لگانے کے وقت ایک پتھر بھی گڈھے مین ڈالدیا جائے تو اچھا ہے، اس کی
صورت یہ ہے کہ جب پتھر داخل کیا جائے تو اس کو کم سے کم ایک ہاتھ زمین
کے اندر گاڑ دینا چاہیئے، اور اس کے اوپر سے مٹی ڈالدینی چاہیئے، تاکہ گرمی مین
پتھر کی برودت کی وجہ سے درخت کی جڑین ٹھنڈی رہین، اور سردی مین گرم رہین،
کیونکہ پتھر ان دونون کیفیات سے متصف ہوتا ہے، یہ صورت جو ابھی ذکر
کیگئی، ریتیلی زمین کے لیے زیادہ مفید ہے، اور دوسرے قسم کی زمینون کیلئے
بھی مفید ہے، لیکن اس سے کم مفید ہے، پتھر کو گڈھے کے اسفل حصہ مین رکھنا چاہیئے
یونیوس کی رائے ہے کہ شاخ مین سے تین چوتھائی تو زمین کے نیچے
رکھنا چاہیئے اور ایک چوتھائی اوپر رکھنا چاہیئے، شاخ کا جو حصہ کٹا ہوا اوپر نظر آئے
اس کو مٹی اور خس و خاشاک سے لپیٹ دینا چاہیئے،

اچھے کسان کا یہ فرض ہے کہ وہ زیتون کو صف بندی کے ساتھ لگائے
کیونکہ ترتیب سے درخت سرسبز ہوتے ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا جب
درخت کے قطارون سے گذرتی ہے تو ان کی شادابی اور سرسبزی مین اضافہ
کر دیتی ہے جس سے انکی قوت نامیہ بڑھ جاتی ہے اور پھل بکثرت آتے ہین،
صف ہمیشہ مشرق سے مغرب کی سمت مین اور جنوب سے شمال کی سمت مین قائم

کرنی چاہیئے، لیکن آپس مین جو فاصلہ ہو وہ مساوی ہونا چاہیئے، اس طریقہ پر
اگر صف بندی ہو گی تو جنوبی اور شمالی ہواؤن کو آمد و رفت کا موقع مل سکے گا،
ہوا کے جھونکون سے پودون مین ایک تر و تازگی پیدا ہو جائے گی،

یونیوس کہتا ہے کہ وہ پودے جنکی شاخین ایک دوسرے سے ملا دی گئی
ہین، بہت اچھے ہوتے ہین ان مین پھل بکثرت آتے ہین اس لیے یہ بہتر ہے
کہ قوطینون (ایک قسم کا انگور ہے) کی شاخین لگائی جائین کیونکہ یہ بہت جلد
بڑھتی ہین اور تیسرے ہی سال تیار ہو جاتی ہین، اور چوتھے سال مین اگر تم دیکھو
کہ درخت اچھی طرح نشو و نما پا چکا ہے اور اس مین پھل کثرت سے ہین تو یہ یقین
کر لو کہ یہ درخت تمام دوسرے زیتون کے درختون سے فوقیت رکھتا ہے، ہر
درخت کا جو تخم بویا جاتا ہے وہی اکثر پھلتا ہے، لیکن اگر یہ زیتون کے درخت
کا تخم بویا جائے تو اس مین قوطینون کے پھل آتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یہ قول مجھ کو بھی صحیح نظر آتا ہے کیونکہ اشبیلیہ
مین جبل شرق پر زیتون کے درخت بکثرت ہین اور ان مین اکثر ایسے ہی ہین
جن کے تخم زمین مین ڈالے گئے ہین، اس بڑی تعداد مین صرف ایک جگہ پر
زیتون کا درخت ہے اور اس کے آس پاس قوطینون کے چھوٹے چھوٹے درخت
بکثرت ہین بعض ان مین سے بڑے بڑے بھی ہین، اس سے یہ بات مستنبط
ہوتی ہے کہ زیتون ہی کے تخم سے یہ اُگے ہین، میرا یہ مقصود نہین ہے کہ یہ
سب کے سب قوطینون ہی ہین بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ زیتون زیادہ تر پہاڑی
اور سخت زمینون مین نشو و نما پاتا ہے جیسا کہ بلوط اور خروب وغیرہ مین،

یونیوس کہتا ہے کہ ہم زیتون کی گٹھلیون کے بونے سے منع نہین کرتے ہین بلکہ یہ بھی ایک طریقہ زیتون کی زراعت کا ہے کہ گٹھلیان بوئی جائین، مین نے موجودہ زمانہ مین اپنے اکثر احباب کے گھر مین قو طلینون ہی کو دیکھا ہے،

بعض لوگ پودون کے لیے وسیع اور مربع شکل کے گڈھے کھودتے ہین اور اس مین چار پودے لگاتے ہین اور ہر پودہ کو ایک الگ گوشہ مین نصب کرتے ہین، اگر ان سب کو اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائے تو بہت اچھا ہے اور اگر دوسری جگہ پر لیجانا چاہتے ہین تو ایک یا دو یا تین جس قدر چاہین منتقل کر سکتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ اس طرح کی زراعت ہم نے جبل شرق مین بکثرت دیکھی، لیکن میرے نزدیک یہ طریقہ اچھا نہین ہے اس سے پودون کی نشو دنما مین فساد پیدا ہو جاتا ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جو شاخ کہ زیتون کے درخت سے لیجائے وہ تر و تازہ اور مضبوط ہونی چاہیئے، اسکی موٹائی معتدل ہو، جڑ سے کبھی شاخین نہ کاٹی جائین بلکہ حتی الامکان درخت کے اعلیٰ حصہ سے کاٹی جائین، شاخ آرہ سے کاٹی جائے تاکہ چھال نہ ادھڑ جائے، ہر شاخ کے ایک جانب مین بانس نصب کر دینا چاہیئے، تاکہ اس علامت سے اس کے اردگرد کھودا جا سکے اور اس مین بھی اسی طرح عمل کرنا چاہیئے جس طرح کہ اور پودون مین کیا جاتا ہے.

قدیم کاشتکار پودون کے اطراف و جوانب کو ہر ساتوین دن پر کھودتے تھے، بشرطیکہ زمین مانع نہ ہو، تین سال تک یہ پودے بڑھتے رہین گے چوتھے سال مین فاضل شاخون کو چھانٹ دین اور پھر دوسری جگہ جو اس کے لیے منتخب

گیگئی ہو وہان منتقل کر دین اور اس کے ساتھ جس مٹی مین پودے نے پرورش پائی ہو اس کا تھوڑا جز ساتھ لے لیا جائے، زیتون کی اگر شاخین لگائی جائین تو وہ بہت اچھا ہے،

زیتون کے پودون کے منتقل کرنے کے اوقات کے متعلق یونیوس لکھتا ہے کہ اگر گڈھے خریف مین بنائے گئے ہون تو ان کو اسی حال مین چھوڑ دیا جائے اور ربیع کے وقت تک ان مین پودون کو منتقل نہ کیا جائے اور کم سے کم چار مرتبہ پھوڑے سے اطراف وجوانب کو کھود دیا جائے اور چارون طرف نالیان بنا دینی چاہیئن تاکہ پانی آسانی کے ساتھ جڑون مین پہنچ سکے، لیکن جو گڈھے کے ربیع مین بنائے گئے ہون ان مین سے اسیوقت پودے لگا دئے جائین اس کے اطراف وجوانب کو کھود دینا چاہیے اور پہلے ہی سال کے موسم گرما مین اس کو سیراب کر دینا چاہئے بشرطیکہ اس کی سیرابی ممکن ہو جب پودے نشو ونما پا جائین تو شاخ کے فاضل حصون کو ہاتھ سے نوچ لین، جب خریف کا دوسرا سال آجائے تو پودہ کے اردگرد دوبارہ کھود دینا چاہئے اور پھر اس مین کھاد ڈالنی چاہیئے، کھاد ڈالنے سے قبل مٹی ڈالنی چاہیئے، ورنہ اس کی حرارت جڑون کو جلا دیگی، موسم سرما آنے سے قبل اگر بارش ہو تو ایک دو مرتبہ اور کھودنا چاہیئے، اس سے بہت زیادہ نفع پہنچے گا، جو پانی جمع ہوجائے اس کو نالیون کے ذریعہ سے جڑون تک پہنچا دینا چاہیئے جب تیسرا سال شروع ہو تو اکثر شاخون کے سرون کو لوہے سے کاٹ دینا چاہیئے صرف پانچ یا چھ شاخون کو جو سب سے اچھی ہون باقی رکھنا چاہیئے اور پھر کھاد اور مٹی ڈالکر

درست کرنا چاہیئے، چوتھے سال بھی یہی ترکیب کرنی چاہیئے،
یونیوس زیتون کی کھاد کے متعلق رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ زیتون کیلئے
بھیڑ، بکری، اور دوسرے مویشی کی مینگنیان نیز گدہا، گھوڑا، اور دوسرے چوپایون
کے غلیظ کی کھاد مفید ہے، لیکن انسان کا غلیظ اس کے لیے بالکل موافق نہین ہے،
اس کا خیال رکھا جائے کہ کھاد کبھی پودون کی جڑ پر نہین ڈالنی چاہیئے بلکہ
اس سے ذرا پرے ہٹ کر تا کہ زمین سے ملکر تھوڑی تھوڑی حرارت جڑون
کو پہنچاتی رہے، اکثر ماہرین فلاحت یہ طریقہ اختیار کرتے ہین کہ کھاد ڈالنے سے
قبل بھی مٹی ڈالتے ہین اور اس کے بعد بھی مٹی ڈالتے ہین،
یونیوس کہتا ہے کہ ہر تیسرے یا چوتھے سال کھاد ڈالی جاسکتی ہے،
لیکن سیرابی کے وقت تو ضرور ڈالی جائے، جو مقامات کہ مرطوب ہون اُن
مین کھاد کم مقدار مین ڈالنی چاہیئے اور ہر سال نہ دیجائے بلکہ چند سال گذرنے
کے بعد دی جائے، لیکن جس زمین مین نشو و نما اچھی نہین ہوتی ہے اوس
مین کھاد بکثرت ڈال سکتے ہین،
قسطوس کہتا ہے کہ ہر غلیظ انسان کے غلیظ کے سوا زیتون کیلئے مفید ہی لیکن کھاد
کبھی جڑ مین نہ ڈالنی چاہیئے، اور ہر سال مین دو مرتبہ سے زیادہ دینا درست نہین
ہے، کسیوس اور دمقراطیس دونون اس پر متفق ہین کہ انسان کے سوا سب
جانورون کا غلیظ زیتون کے لیے کارآمد ہے لیکن ہر تیسرے سال پر کھاد
ڈالنی چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ان اقوال سے اس کا پتہ چل گیا
کہ تمام علمائے فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ نہ تو انسان کا غلیظ استعمال کیا جائے

اور نہ کھاد کثرت کے ساتھ ڈالی جائے،

زیتون مین بار بار کھاد ڈالنے سے بہت سے نقصانات بھی پیدا ہوتے ہین، بالخصوص جبکہ پھلون مین روغن ہو اور شاخون مین رطوبت ہو، کیونکہ کھاد ڈالنے سے ان کی رطوبت خشک ہو جائے گی اور ہوا کی تیزی اسکو جھاڑ دیگی، اور بہت سے اطراف وجوانب کی شاخین ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑین گی، حتی کہ سوائے چند شاخون کے کچھ بھی باقی نہ رہے گا، متقدمین نے زیتون کو مرطوب اور تر زمین مین لگانے کو ناپسندیدگی سے نہین دیکھا ہے، لیکن وہی نقص ہے جسکا ہم ذکر کر چکے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیتون کی صفائی اور درستگی کے متعلق ہم پھر کسی موقع سے ذکر کرین گے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ زیتون کے لیے وہ زمین موافق ہے جس کا مزاج تقریبًا معتدل ہو اور ذرا برودت کی طرف مائل ہو، مٹی سخت لزوجت مٹھاس ہو اور تخلخل کم ہو، لیکن اگر زمین ذرا مائل بہ حرارت ہو تو بھی کوئی نقصان دہ نہین ہے، بلکہ مفید ہو گی، اس کے لگانے کا وقت اس وقت ہے جب کہ آفتاب حوت کے نصف اخیر مین داخل ہو اور برج ثور تک پہنچے، یہ ان ایام مین درست ہو گا جب کہ چاند کی روشنی بڑھ رہی ہو، کیونکہ یہی دن کارآمد بھی ہین، جو شخص ان درختون کو لگائے یا تو وہ سیاہ رنگ کا ہو یا نیلگون ہو اسکی عمر تیس سے متجاوز ہونی چاہیئے تقریبًا شیخ ہو لیکن کوئی حسین اور خوبصورت آدمی ان پودون کے قریب نہ ہو اور نہ ہاتھ سے چھوئے،

طاہر کی رائے ہے کہ پودہ کی جڑ مین دو اوقیہ خالص روغن زیتون اور

اور اسی کے برابر میٹھا پانی ڈالدینا چاہیئے کیونکہ یہ تدبیر درختون کو آفات اور مصائب
سے بچائے گی جب درختون مین نمو شروع ہو جائے تو ایک آدمی تھوڑا سا
روغن اور اتنا ہی میٹھا پانی منہ مین لے اور جیسے جیسے درخت کو گردش ہو
اسی طرح وہ آدمی منہ سے روغن ہر طرف چھڑکتا جائے، اس سے نشو و نما کی قوت
بہت بڑھ جائے گی، اور شاخین بھی تر و تازہ ہو جائینگی پھل نہایت عمدہ ہون گے،
زیتون سے جو شاخین لیجائین وہ کم سے کم ایک ساق کے برابر موٹی
ہون ان کو جابجا چھیل کر لگانا چاہیئے بلکہ اس کا ثلث حصہ چھیل دینا چاہیئے،
اور طول مین ڈیڑھ سے دو ہاتھ تک چھیل دینا چاہیئے، ان کے زمین مین لانبے
گڈھے بنائے جائین اور ان مین یہ شاخین پھیلا دیجائین اور ایک بالشت
تک اوپر سے مٹی ڈالدیجائے اور چارون طرف گھیر کر ایک حوض کی صورت
بنا دین، دن مین ایک مرتبہ اس کو پانی سے ضرور سیراب کرتے رہین، جب
نئی شاخین پھوٹین اور ایک ہاتھ کے برابر ہو جائین تو ان مین سے جو کمزور ہون
ان کو نکال دینا چاہیئے اور مضبوط کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے، جب
منتقل ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو دوسری جگہ پر منتقل کر دینا چاہیئے،
زیتون کے لیے خشک، مرتفع اور مستوی زمین بھی موافق ہے، اور
اگر اس زمین مین لگایا جائے جو زراعت کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ بھٹی
نہ ہو تو اس مین بھی زیتون اچھی طرح نشو و نما پا سکتا ہے، پھل بکثرت آئین گے
لیکن روغن کم ہوگا اور تھوڑی مدت کے بعد ذائقہ بدل جائے گا، مگر زیتون
گھاس والی زمین مین اور ریتلی زمین اور عمیق زمین مین اچھی طرح نہین ہوتا،

خ کا قول ہے کہ روغن دار درخت مرطوب زمین سے نفرت کرتے
ہین، جس طرح روغن کو نفرت ہے، زیتون کا درخت نہایت عمدہ ہوتا ہے،
خدا نے اس کو شجرۂ مبارکہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اسکی مختلف قسمین ہین،
اس کے پودے جڑون کے ساتھ منتقل کیے جاتے ہین اور بلا جڑ کے
بھی منتقل کیے جاتے ہین، اس کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین خواہ وہ کتنی ہی
ضخامت کی کیون نہ ہون، شاخون کی اعلیٰ حصہ کو کاٹ دیا جاتا ہے اور
ان مین نہ کوئی پتہ چھوڑا جاتا ہے اور نہ کوئی شاخ چھوڑی جاتی ہے لیکن
یہ ترکیب ان کے ساتھ ہوتی ہے جو منتقل کر دیئے گئے ہون،

ان پودون کا طول جو منتقل کئے جاتے ہین اتنا رکھنا چاہیئے کہ چرنے
والے جانور ان تک نہ پہنچ سکین، کم سے کم بھر قدم آدم رکھنا چاہیئے اور
ان کے ارد گرد چٹائی لپیٹ دینی چاہیئے تاکہ وہ اچھی طرح محفوظ رہین، زیتون
کی گرہ دار شاخ اور جڑ بھی لگائی جاتی ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ افریقہ سے
اندلس مین اسی طرح ایک زیتون کا درخت منتقل کیا گیا تھا لیکن یہ وہ وقت
تھا جبکہ اندلس مین قحط عظیم واقع تھا تمام درخت اور پودے خشک ہو گئے تھے،
خ کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا تو اچھا پایا، زیتون کے گڈھون کی گہرائی
اتنی ہونی چاہیئے جتنی کہ پودون کی لنبائی منتقل کرنے کے وقت ہوتی
ہے، چھ بالشت یا اس سے کم یا زیادہ رکھی جائے، جس قدر ضرورت محسوس
ہو اتنا گہرا گڈھا بنانا چاہیئے، لیکن بڑا وسیع گڈھا چھوٹے اور تنگ گڈھون سے
زیادہ اچھا ہے، خصوصاً جب کہ پودون کو منتقل نہ کیا جائے بلکہ ایک ہی جگہ

پر رکھا جائے، اگر پودا چھوٹا ہو اور گڈھا زیادہ عمیق ہو یا اس کے اندر کی مٹی اچھی
نہ ہو تو زمین کی مٹی مین تھوڑی کھاد مخلوط کر کے جس قدر مناسب سمجھین ڈال دین'
زیتون کے درختون کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے بشرطیکہ خط مستقیم
پر واقع ہون، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنے مین زمین کو بیکار کرنا ہے جس طرح
کہ زیادہ تنگی درخت کو نقصان پہنچاتی ہے، نرم زمین مین زیتون کے درختون
کے درمیان پچاس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، لیکن ہر سمت کا بعد برابر ہونا چاہیئے
اہل شام بھی پچاس ہاتھ فاصلہ رکھنے کے موید ہین، قبطی اس سے زیادہ فاصلہ
کو ناپسند کرتے ہین، بہر حال کم سے کم چوبیس ہاتھ کا فاصلہ تو ضرور رکھنا چاہیئے، اس کے
لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زمین اچھی منتخب کیجائے کیونکہ اچھی زمینون مین درخت
زیادہ بڑھتے ہین، اس بنا پر ایک دوسرے کے درمیان مین زیادہ وسعت
کی ضرورت پڑتی ہے برخلاف اس کے پتلی زمین مین اتنی وسعت کی ضرورت
نہین ہوتی،

میری رائے جیسا کہ میرا قدیم تجربہ ہے یہ ہے کہ زیتون کے لیے جو گڈھا
بنایا جائے وہ مذکورۂ بالا گہرائی سے زیادہ ہو، کیونکہ اس کے پودے کے لیے
اس کی ضرورت ہے کہ کوڑنے کے وقت کھلنے اور لوہا لگنے سے محفوظ رکھا
جائے، چونکہ وہ زمین کے قریب ہوتا ہے اس لیے اس کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے
کہ وہ کھل نہ جائے،

مگر جب گڈھا وسیع اور عمیق رکھین گے تو اس سے اطمینان ہو جائے گا،
مین نے جو تجربہ کیا تو یہ صورت اس کے لیے مفید نظر آئی ہے،

ق کا قول ہے کہ اگر زیتون کے درخت فصل ربیع یا بارش کے علاوہ
دنون مین لگائے گئے ہون تو وہ دن مین کم سے کم دو یا تین دن برابر سیراب
کئے جائین یہان تک کہ وہ زمین کو پکڑ لین، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شاخون کو
کاٹ کر سب سے پہلے سات دن تک زمین مین دفن کر دین پھر آٹھوین
دن اس کو لگا دین اور اس کے بعد پھر اس مین تاخیر نہ کیجائے، مین نے زیتون
کے درخت کو اپنی جگہ سے الگ کر کے تقریبًا دو مہینہ کے بعد لگایا ہے لیکن اسکو
کوئی نقصان نہین پہنچا، زیتون کے پودے یا اوتاد یا شاخین اگر اس وقت
لگائی جائین جب کہ اس مین پھل آرہے ہون تو یہ زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اسکے
کہ اس وقت لگائین جب پھل پک گئے ہون،

فصل

زیتون کی گٹھلی کو اکتوبر مین بونا چاہیئے اور وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے
جو اور دوسرے گٹھلی دار درختون کے لیے بتایا گیا ہے، ص نے کہا ہے کہ چار
سال کے بعد یہ درخت تیار ہو گا، جو درخت کہ منتقل کیے جائین ان کے لیے
ایک صورت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ پودون کی جڑ مین گائے کا گوبر جو بلوط
کی راکھ مین تھوڑے پانی کے ساتھ مخلوط کیا گیا ہو لپیٹ دینا چاہیئے، بعض
نے یہ کہا ہے کہ گڈھے کے اندر چند تر کنکریان پھینکدیجائین اور ان کے
اوپر سے مٹی ڈالدی جائے، بعض نے یہ لکھا ہے کہ اگر زیتون کے پودے
کے ارد گرد تخم خرفہ چھڑک دیا جائے تو بہت جلد نشو و نما پائے گا، زیتون کو

منتقل کرنے کے بعد دو سال تک اس مین کھاد نہ ڈالین، بعض لوگون نے یہ بھی
مشورہ دیا ہے کہ زیتون کی زراعت کرنا، اس کی زمین کو کوڑ کر درست کرنا، اس کو
سیراب کرنا، یہ سب کام ایک متقی، پرہیزگار شخص کو کرنا چاہیئے جو فواحش مین مبتلا نہ
ہو، اس سے پھل بکثرت آئین گے اور عمدہ ہون گے، اگر اس کا زارع ایسا شخص ہو
جو خدا کی دی ہوئی چیزون پر قانع ہو تو اس مین برکت زیادہ ہوگی، اس کا اچھی
طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ اس درخت کے پاس نہ کوئی حائضہ عورت، نہ کوئی جنبی
شخص، نہ کوئی بانجھ عورت اور نہ کوئی فاجر آدمی جائے اس سے پھل کم آتے ہین
اور بدمزہ ہوتے ہین، خصوصًا اس وقت جبکہ پودہ لگایا جائے ان مین سے کوئی
بھی سامنے نہ ہو، کیونکہ روغن زیتون پاک وصاف ہے اس لیے پاک آدمیون
کے سوا دوسرے لوگ پاس نہ پھٹکین،

زیتون کے درخت کو اگر نہ سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے اور
اگر سیراب کر دیا جائے تو بھی کوئی مضر نہین ہے، زیتون اور اس کے انواع اور
اقسام مثلاً قوطینون وغیرہ کی ترکیب بھی کیجاتی ہے، ترکیب کا بیان پھر آئیگا،
زیتون کی ترکیب رقعہ کے درخت کے ساتھ اس کے کاٹنے کے بعد کیجاتی ہے،
جنوری کے مہینہ مین جس درخت کی ترکیب کیجائے اسکی شاخون کے ساتھ وہی
عمل کرنا چاہیئے جو انجیر کے درخت کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور زیتون کے درخت
کی ترکیب مین وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو رقعہ کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے
اور اس کی ترکیب مارچ کے مہینہ مین ہوتی ہے،

فصل

اگر زیتون کی جڑ کسی وجہ سے جل جائے تو جلے ہوئے حصہ کو تیز لوہے سے
کاٹ دینا چاہیئے اور جلی ہوئی مٹی کو بھی ادھر سے ہٹا دینا چاہیئے، ظاہر ہے کہ جلی
ہوئی مٹی درخت کی سرسبزی کو زائل کر دیتی ہے، اور اگر درخت کے اوپر کا حصہ یا
کوئی دوسرا حصہ کسی تیز ہوا کی وجہ سے ٹوٹ جائے تو تیز لوہے سے اس جگہ کو کاٹکر
برابر کر دینا چاہیئے، جب پھر شاداب ہو جائے تو جو شخص گندرے وہ ہاتھ سے کمزور
کو توڑ ڈالے اس کے بعد دو سال تک اس کو لوہا نہ لگنے دینا چاہیئے، اور اگر جڑ
مین سے کوئی شاخ ٹوٹ جائے یا گر جائے تو بقیہ کو آگ سے جلا دینا چاہیئے
اور وہی تدبیر کرنی چاہیئے جو اس سے قبل بتائی گئی،

فصل

زیتون کو بارش کے دن مین نہ توڑنا چاہیئے اس سے درخت کو نقصان پہنچتا
ہے جو زیتون کہ پہاڑ پر ہون ان کو جنوری کے مہینہ مین جھاڑنا چاہیئے بشرطیکہ
پوری طرح سے پھلدار ہو گئے ہون، اس کے پختہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ دانے
کے اندر جو پانی ہو وہ سرخ ہو جائے اور جو زیتون کہ نرم زمین مین لگائے گئے
ہون ان کے جھاڑنے کا وقت اس وقت تک نہین آتا جب تک کہ دانہ سرخ
ہو کر سیاہ نہ ہو جائے اور اچھی طرح پختہ نہ ہو جائے، جنوری کے مہینہ مین پہاڑی
زیتون بالکل تیار ہو جاتا ہے اس روغن اچھی طرح آجاتا ہے بشرطیکہ کوئی آفت

نہ پہنچی ہو، اور خشک نہ ہو گیا ہو، فروری کے مہینہ مین بھی جھاڑا جا سکتا ہے،
ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ضرورت کے وقت زیتون کھایا جا سکتا ہے،
لیکن دوسری چیزون کی موجودگی مین اس کا کھانا ضروری نہین ہے،

فصل

رندؔ کے بونے کا طریقہ، جس کا دوسرا نام عارہ اور ھمست ہے

خ مین ہے کہ اس کا مذکر تو پھلدار نہین ہوتا لیکن مؤنث مین پھل ہوتا ہے،
ظاہری رنگ سیاہ ہوتا ہے، پتیان بہت زیادہ ہوتی ہین،
ط مین ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے جو پہاڑی مقامات مین ہوتا ہے
شور بدبودار زمین اس کے لیے موافق نہین ہے جس مین ریت بکثرت
ملگئی ہو، ط مین ہے کہ اس درخت کا منظر خوشنما ہوتا ہے اگر اس کے قریب
دوسرے خوشبودار درخت یا پھول ہون تو بہت اچھا نظر آتا ہے، اس کی
خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس کی خوشبو سے زہریلے جانور بھاگتے ہین حتی کہ
سانپ بھی جہان پر اس کی خوشبو پاتا ہے بھاگ جاتا ہے، لیکن اگر آگ مین
یہ جلایا جائے اور اس کا دھوان پھیلے تو سانپ بہت تیزی کے ساتھ نزدیک
آئے گا، اور اگر اس کی لکڑی کسی جگہ لٹکا دی جائے تو لڑکے اس سے بہت
ڈرین گے، اور بھی دوسرے منافع ہین، پہاڑ کے علاوہ دوسری سخت زمینین
اس کے لیے موافق ہونگی اور گرم اور نرم زمین مین یہ عمدگی سے نشو و نما

سلہ اس کے پتے لانبے ہوتے ہین پھل زرد رنگ کا ہوتا ہے، پتے خوشبودار ہوتے ہین عطر مین ڈالتے ہین، "مترجم"

پاتا ہے لیکن بنجر زمین مین کبھی نہین ہوتا ہے،

ص اور خ مین ہے کہ اس کے پودے شاخون سے بنائے جاتے ہین اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ جڑ سے اکھیڑ لی جاتی ہین اور اس کے بعد قبر کی شکل کے گڈھے کھودکر پھیلا کر لگا دیجاتی ہین، یہ شاخین بھی ایک جگہ پر جمائی جاتی ہین اس کے بعد دوسری جگہ منتقل کیجاتی ہین، جس طرح اور درختون کی شاخین لگائی جاتی ہین،

اس کے ملوخ بھی اس طرح لگائے جاتے ہین جیسے اور دوسرے ملوخ لگائے جاتے ہین، اس کا دانہ خریف مین بویا جاتا ہے یا فروری اور مارچ مین، پودہ جب گڈھے مین منتقل کیا جائے تو اس کی گہرائی کم سے کم تین بالشت رکھنی چاہیئے، اور دوسرے درختون کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ عمل حسب ماسبق کرنا چاہیئے، کھاد اس مین مطلقاً نہ ڈالی جائے، اگر غلطی سے پڑ جائے تو فوراً اس کو ہلاک کر دے گی خصوصاً جب کہ اس مین سخت بدبو ہو، اس کو پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے، اپنے ہمجنس کے ساتھ ترکیب دیجاتی ہے اور زیتون، بید مشک، کتم، صنرو، بطم وغیرہ سے بھی ترکیب ہوتی ہے، یہ سب خوشبودار ہین، بعض لوگ کہتے ہین کہ اس کے ساتھ پستہ اور بہی مرکب کیا جاتا ہے، خ نے لکھا ہے کہ سیب کے ساتھ بھی ترکیب ہوتی ہے، اگر اس کی پتی زیتون کے پھلون کے قریب کیجائے تو وہ خوشبودار ہو جاتے ہین،

فصل

خروبٹ کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اس کی چند قسمین ہین، ایک اندلسی کہلاتا ہے، اسکی دو
دو قسمین ہین، ایک مذکر جس مین پھل نہین ہوتا، دوسرا مؤنث جس مین پھل ہوتا
ہے، اس کا پھل چوڑا اور کچھ لانبا ہوتا ہے، دوسرے الیسی کہلاتا ہے، تیسرا شامی
کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے اور گول ہوتے ہین، چوتھا خیارشنبر کہلاتا ہے،

خروب پہاڑی درختون مین سے ہے، جو خروب کہ نرم زمینون مین
لگائے جاتے ہین ان مین اور پہاڑی خروب مین بہت فرق ہوتا ہے، خروب
ان زمینون مین جنمین پتھر نہین ہوتا اور جو اچھی ہوتی ہین عمدگی سے ہوتا ہے،
اس کی شاخ تمام چھوٹی شاخون اور کوپلون کے ساتھ لگا دیجاتی ہے، جب اس
مین جڑ پیدا ہو جائے تو پھر اس کو منتقل کردین،

اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین لیکن ان کو ریت اور کھاد مین مخلوط
کر کے بوتے ہین اوپر سے دو انگلی کے برابر کھاد اور مٹی ڈالتے ہین پھر
میٹھے پانی سے سیراب کرتے ہین، دو سال کے بعد جنوری یا فروری مین اوسکو
دوسری جگہ منتقل کرتے ہین، اس کا پودہ چار بالشت گہرے گڈھے مین منتقل
کیا جاتا ہے ایک دوسرے کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے،
بقیہ تمام عمل وہی کیا جاتا ہے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے،

لہ یہ شام مین بکثرت ہوتا ہے اس کا پھل خیارشنبر کی طرح ہوتا ہے اس کا مزہ شیرین ہوتا ہے اور جو جنگلی ہوتا ہے اس کا پھل سیب کی طرح ہوتا ہے لیکن بدمزہ ہوتا ہے،

اس کا لمو رخ اگر لگایا جائے تو اچھا نہین ہوتا، یہ اپنے ہمجنس درختون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، غیر جنس کے ساتھ ترکیب نہین دیجاتی ہے، اس کی ترکیب کا مفصل بیان ترکیب کے باب مین آئے گا، اس درخت کے قریب مچھر نہین جاتے

ط مین ہی کہ خروب بہت زیادہ مقوی ہوتا ہے، اس کی صورت یہ ہے، کہ اس کے پھل خواہ رطب ہون یا یابس توڑ لئے جائین، ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالے جائین اور دانہ کے ساتھ اس کو پیس ڈالا جائے، جب آٹا ہو جائے تو تھوڑا سا گیہون یا جو کا آٹا اس کے ساتھ ملا دیا جائے، اس کے بعد اس کو گوندھکر اس مین آٹا کی خمیر تھوڑی سی ڈالکر چھوڑ دینا چاہیئے، جب خمیر تیار ہو جائے تو اسکی روٹی پکا ڈالی جائے اور روغن، چربی، یا شیرینی کے ساتھ ملا کر کھائی جائے،

ابن حزم کہتے ہین کہ خروب بوقت ضرورت غذا بن سکتا ہے،

فصل

ریحان[1] کے بونے کا طریقہ اُس کا دوسرا نام اُس ہے

خ نے لکھا ہے کہ یہ بھی پہاڑی درخت ہے، اس کی دو قسمین ہین، بری اور بستانی، بستانی کی بھی بہت سی قسمین ہین، ایک ہاشمی کہلاتا ہے جس کے پتے چوڑے ہوتے ہین، دوسرا اخیار، تیسرا ہرسفی کہلاتا ہے، جنکے پتے ہاشمی سے بھی بڑے ہوتے ہین، اور ان مین نرمی اور خوشبو بھی زیادہ ہوتی ہے ایک

---

[1] فارسی مین اس کو مورد کہتے ہین

قسم شرقی کہلاتی ہے جس کے پتے بہت زیادہ باریک ہوتے ہین، دوسری
قسم شعری بھی ہے جسکی تین قسمین ہین ایک چوڑے پتے کا ہوتا ہے اور سیاہ
رنگ کا ہوتا ہے، دوسرا آمر کہلاتا ہے جس کے پتے باریک ہوتے ہین تیسرا
بھی مرہی کہلاتا ہے جس کے پتے شرقی کی طرح باریک ہوتے ہین، ان سب
مین بال ہوتے ہین جو مئی اور جون مین نکلتے ہین، بعض لوگون نے لیسانی
کی ایک قسم حمیز بتائی ہے جسکو انثی بھی کہتے ہین اس کا پتا گول ہوتا ہے،
ط مین ہے کہ آس خوشبو کا بادشاہ ہے یہ تین شکل کا ہوتا اور اسی طرح
تین رنگون کا ہوتا ہے، ایک سبز رنگ کا ہوتا ہے جو عام طور سے مشہور ہے،
دوسرا نیلگون ہوتا ہے، جو بالکل معدوم ہے بعض لوگ اسکو رومی کہتے ہین،
اسکی پتیان پتلی اور باریک ہوتی ہین تیسرا زرد رنگ کا ہوتا ہے آس کی تین
جنسین ہین، ایک ریحانی جس مین خوشبو ہوتی ہے، اسی کی ایک قسم زرنب ہے،
دوسری خراسانی ہے جس کے پتے بڑے چوڑے ہوتے ہین اور تیسری ڈ
نیلگون ہے جس کو ہمنے رومی بتایا ہے، اس کی شکلین بھی تین ہوتی ہین،
ایک وہ جس کے پتے باریک ہوتے ہین، دوسرے وہ جس کے پتے چوڑے
ہوتے ہین، تیسرے وہ جس کے پتے لانبے ہوتے ہین، یہی ریحانی کہلاتا
ہے، جو باریک پتے والے ہوتے ہین وہ کبھی لانبے ہوتے ہین اور کبھی چھوٹے
ہوتے ہین،

آس تقریباً ہر قسم کی زمین مین ہوتا ہے لیکن جو سخت ترین شور زمین
ہوتی ہے اس مین نہین ہوتا، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اس کے لئے

رتیلی زمین زیادہ موافق ہوتی ہے اور دوسری زمینین بھی کارآمد ہوتی ہین تم کے ملوخ اور وتد دونون لگائے جاتے ہین، اس کے بونے کا وقت شباط (جس کو ہندی مین پھاگن کہتے ہین) سے لیکر نصف نیسان کے مہینہ تک ہی (نیسان کو ہندی مین چیت کہتے ہین) اس کا ملوخ اس وقت تک نہین منتقل کیا جاتا جب تک اس مین رگین یا جڑین نہ نکل آئین، اسی بنا پر وتد کا لگانا زیادہ اچھا ہے، اسکی کلیان خزیران (ایک رومی مہینہ ہے) مین نکلتی ہین، نرم زمین مین سے وہ زمین اس کے لیے موافق ہوگی جس مین تھوڑی سی پہاڑی زمین سے مشابہت ہو جیسے پتھریلی یا رتیلی زمین، اچھی زمینون مین بھی یہ لگایا جاتا ہے لیکن اس زمین مین اس کو آفتین بہت جلد پہنچتی ہین، زیادہ سردی بھی نقصان پہنچاتی ہے اس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کو دھوان سے گرم رکھین، اور زیادہ گرمی بھی اذیت دیتی ہے حتی کہ وہ جل جاتا ہے، اس سے محفوظ رکھنے کے لیے پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، یہ درخت ملوخ، اوتاد اور تخم ان سب سے لگایا جاتا ہے، تمام جڑ اور مٹی کے ساتھ اس کا پودا اکھیڑ لیا جاتا ہے اور جہان مناسب ہوتا ہے وہان لگا دیا جاتا ہے، اس کے پھل اور اوسکی نرم شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے، شاخین استسلاف کے طریقہ پر بھی لگائی جاتی ہین، اس کے اوتاد نصف جنوری مین لگائے جاتے ہین اس کا تخم ظروف مین لگایا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ نومبر کے مہینہ مین اسکے پختہ پھل جو سیاہ ہو گئے ہون لیکر خشک کئے جائین اور مٹی کے نئے برتن مین ایسی جگہ رکھے جائین جہان تری نہ پہنچ سکے، اس کے بعد ظروف مین بو دیئے جائین

اور اوائل جنوری سے وسط اپریل تک اس کو بو سکتے ہین جس وقت بوئین اس وقت پہاڑ کی مٹی جس مین تھوڑی کھاد اور ریت بھی مخلوط ہو اس مین ڈال دین، تخم والے پووے مین اس وقت تک پانی نہ ڈالین جب تک کہ وہ اُگ نہ آئے، جب اُگ آئے تو ہر ہفتہ مین تین بار پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور جس وقت منتقل کیا جائے تو اس کے ساتھ مٹی بھی لے لیجائے، حوض کی صورت کے گڈھون مین اگر منتقل کیا جائے تو بہت اچھا ہے لیکن کم سے کم سال بھر کے بعد ایسا کرنا چاہیئے، ہر دو درخت کے درمیان مین تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، تین سال یا اس سے زیادہ گذرنے کے بعد پھر منتقل کیا جائے اور مٹی کی نبدش بھی ساتھ لے لیجائے، اور جہان مناسب ہو وہان لگا دینا چاہیئے ابتدائے فروری سے وسط مارچ تک اسکو گڈھے مین منتقل کر سکتے ہین بعض نصف فروری سے نصف اپریل تک کی مدت بتاتے ہین، اور بعض نومبر کا مہینہ بتاتے ہین، خ کا قول ہے کہ جنوری مین خاص طور پر منتقل کرنا چاہیئے اس کے درخت ایک دوسرے سے قریب ہون تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ اس کی شاخین زیادہ پھوٹتی ہین اگر قریب رہین گے تو خوشنما نظر آئین گے، بقیہ تدابیر عمل وہی اختیار کئے جائین جو مذکورہ بالا درختون کے لیے بتائے گئے ہین آس مین پانی بہت ہوتا ہے، اس کا پھول فوراً نہین توڑنا چاہیئے بلکہ کچھ دن چھوڑ دیا دینا چاہیئے، تاکہ درخت کی خوبصورتی باقی رہے، درخت کو لگاتے وقت ہاتھ سے زیادہ نہ چھونا چاہیئے ورنہ اس سے وہ خراب ہو جائے گا، اور جلدی تیار نہ ہو گا،

ڈ مین ہے کہ آس کے لیے کوئی زیادہ خدمت اور محنت کی ضرورت نہین ہے، صرف یہ ہونا چاہیئے کہ زمین گھاس وغیرہ سے بالکل صاف اور پاک ہونی چاہیئے یہ مختلطات نباتات کے نشو ونما مین نقصان پہنچاتے ہین، آس کے پھل کو حب الاس کہتے ہین، اس سے غذائین بنتی ہین، اس کی صورت یہ ہے کہ جب یہ پختہ ہو کر سیاہ ہو جائے تو اس کو دھوپ مین سوکھا لین اسکے بعد لکڑی سے کچلکر دوبارہ دھوپ مین ڈالدین اور دن بھر سوکھنے دین، پھر اس کو چکی مین پیس ڈالین اور روٹی پکائین، اسکی روٹیان بہت اچھی ہونگی دوسری صورت یہ ہے کہ سوکھنے سے قبل اس کو پانی مین ابال ڈالین، ابالنے کے بعد اس کا پانی نچوڑ کر پھینک دین، پھر میٹھا پانی ڈالکر ابالین اور پانی نکالکر پھینک دین اس کے بعد دھوپ مین سوکھنے کے لیے ڈالین، جب اچھی طرح خشک ہو جائے تو پیس کر آٹا بنالین، اور گیہون کا آٹا ملاکر گوندھین، اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے خمیرا اٹھنے کے لیے چھوڑ دین، جب خمیر تیار ہو جائے تو اس کی روٹی پکا ڈالین، یہ بہت عمدہ غذا ہے جو بدن مین طاقت پیدا کرتی ہے اس کو روغن، گھی، گوشت اور میٹھے سے کھا سکتے ہین،

اس کے خواص مین یہ ہے کہ اس کا تخم جب تلخ زمین مین ڈالا جائے تو اسکی تلخی کو کم کر دیتا ہے، لیکن اس کی شاخین اور جڑ بسا اوقات زمین کو خراب کر دیتی ہین، انسان کے بال کے لیے یہ سب سے زیادہ مفید ہے اس کی مختلف صورتین ہین مثلاً جو رطب ہون ان کو پیس کر بالون مین لگائین، یا اُن کو خشک کر کے پیس ڈالین پھر روغن کے ساتھ تر کر کے لگائین اس سے

بال خوشنما اور سیاہ ہون گے بڑھین گے اور آفات سے محفوظ رہین گے، کیونکہ
یہ چیز تمام ان مادون کو زائل کر دیتی ہے جن سے بال کو نقصان پہنچتا ہے،
اگر پتی پلسیکر اور اسکی لکڑی کو جلا کر دونون مساوی مقدار مین ملائین اور بال مین
لگائین تو اس سے بال بہت بڑھین گے اور اگر روغن کے ساتھ لگائین تو اور
زیادہ اچھا ہو، اور اسکا روغن بھی بنایا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ تر و تازہ
پتیان لیجائین اور ان کو اچھی طرح کوٹ کر عرق نچوڑ لیا جائے پھر اس مین سے
رُبع رطل عرق لیا جائے اور ایک رطل زیتون کا تیل اور دس درہم کے برابر
آملہ کا تیل اس مین ملا دیا جائے، پھر سب کو ملا کر کوئلہ کی آگ پر رکھدین
جس مین شعلہ نہ اٹھتا ہو، اس طرح وہ تیار ہو جائے گا اور تمام میل چھٹ جائیگا
اس کے استعمال کرنے سے بال سیاہ اور مضبوط ہون گے بڑے اور سخت
ہونگے اس کا پانی سرمہ مین ڈالکر اگر کرنجی آنکھ والا بار بار لگائے تو اسکی آنکھین
سرمگین ہو جائین گی، آس کے پھل کا پانی بچھو یا کسی اور زہریلے کیڑے کی
کاٹ کے لیے مفید ہے اس کو دوسرے پانی مین ملا کر پلا دینا چاہیئے،
پہاڑی آس کو نہ کسی گھر مین لگانا چاہیے اور نہ باغ مین اس سے دونون
خراب ہو جاتے ہین،

فصل

حناء کے بونیکا طریقہ بعض لوگ قطلب بھی کہتے ہین،
اسکا پھل حنہ احمر کہلاتا ہی، اور ایک قوم اوس کو قابل امہ کہتی ہی

یہ بھی پہاڑی درخت ہے اسکی پتیان نہین گرتین، ط ین ہے کہ یہ بستانی درخت ہے یہ نرم زمینون مین بھی لگایا جاتا ہے بشرطیکہ پہاڑی زمین سے کچھ مشابہ ہو جو خود بھی اُگا سکے، پست اور نیچی زمین مین بھی اگر لگایا جائے تو بڑھتا ہے اور سرسبز و شاداب ہوتا ہے،

ص نے لکھا ہے کہ اس کا تخم بویا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ سب سے پہلے مٹی کے ظروف مین پہاڑی مٹی ڈالکر بوئین اس کے بعد جب ایک سال گذر جائے تو اس کو حوضون مین منتقل کر دین، تاکہ وہ نشو و نما پاتا رہے، دو سال کے بعد اس مقام پر لے جائین جہان اس کے لیے گڈھا تیار کیا گیا ہو اور اسی کے ساتھ تھوڑی سی مٹی بھی لے جائین، پہاڑ مین جو نئے پودے ہون اونکو اکھاڑ کر باغون مین منتقل کر سکتے ہین، اسکی تدبیر یہ ہے کہ زمین سے پودے مٹی سمیت اکھیڑ لیے جائین اور جڑون اور رگون کو محفوظ کرنے کے بعد گڈھون مین لیجائین جنکی گہرائی کم سے کم چار بالشت ہو اور پودون کے چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے اس کی زراعت جنوری کے مہینہ مین شروع ہوتی ہے، پانی سے اس کو اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ اچھی طرح یہ مضبوط نہ ہو جائے، بلکہ یہ طرز عمل ہر درخت کے ساتھ رکھنا چاہیئے،

پہاڑی درختون کے منتقل کرنے کا سب سے اچھا وقت موسم خریف ہے خلا اگر اچھی طرح پانی سے سیراب نہ کیا جا سکے تو کوئی ہرج نہین ہے کیونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، اس درخت کی تکبیس نہین ہوتی ہے، نہ اس کے ملوخ اور اوتاد لگائے جاتے ہین، اس کے پودے اور تخم اسی طرح لگائے جاتے ہین جسطرح

کہ ضرد، کتم، بطم، اور ریحان، وغیرہ لگائے جاتے ہین،

فصل

قسطل کے لگانے کا طریقہ اسکو شاہ بلوط[1] اور قسطون بھی کہتے ہین،

خ کا قول ہے کہ اسکی چند قسمین ہین ایک ابلیسی کہلاتا ہے دوسرا برجی کہلاتا ہے جو اس سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے اوپر کا چھلکا باریک ہوتا ہے آگ و کھانے سے فوراً نکل جاتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین لکھا ہی کہ شاہ بلوط ایسی تیلی زمینون مین لگایا جاتا ہے جس مین کچھ بلندی بھی ہو اگر نرم زمین کے سوا کوئی دوسری زمین نہ ملے تو بہتر یہ ہے کہ ریتیلی زمین مین یا اس زمین مین جو کسی نہر کے کنارہ واقع ہو لگانا چاہیئے، کیونکہ یہ ٹھنڈی ہوا کو مرغوب رکھتا ہی اسی بنا پر اس جگہ پر زیادہ شاداب ہوتا ہے، جہان پر شمالی ہوا بکثرت چلتی ہی اس کے وہی پودے لگائے جاتے ہین جنمین جڑ یا رگین نکل آئی ہون اور اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہین، اس کے لگانے کا موسم وسط خریف سے وسط ربیع تک اس کے پودے اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے زیتون کے متعلق لکھا گیا ہے، وہ شاخین درختون سے کاٹ لیجاتی ہین جن مین اور دوسری شاخین نکل آتی ہون،

بعض لوگون کی رائے یہ ہے کہ خود وہ پھل جو چھلکون کے درمیان مین ہوتا ہے اگر لگایا جائے تو دوسری چیزون سے اچھا ہو گا، اس کے گڈھے

[1] شاہ بلوط کو ہندی مین بھی اسکو کہتے ہین۔ دیکھو محیط۔

کی گہرائی بارہ انگل رکھنی چاہیئے، اور اس کا سفلی حصہ اوپر اور علوی حصہ نیچے رکھنا چاہیئے، اس کی زراعت کا وقت جیسا کہ گذرا وسط خریف سے وسط ربیع تک ہے،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ شاہ بلوط کے پھل اور اسکی شاخین دونون لگائے جاتے ہین، اس کا پودا چند سال کے بعد منتقل کیا جاتا ہے اس کے لگانے کا وقت وہ ہے جبکہ رات اور دن دونون برابر برابر ہون قسطوس بن اشل کا قول ہے کہ شاہ بلوط کے لیے وہ زمین بہتر ہے جو مرتفع اور بارد ہو۔ اس کی شاخین اور اس کے تخم دونون بوئے جاتے ہین، اگر شاخین لگائی جائین تو ان کو دو سال تک چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ نشو و نما پاتی رہین، اور اگر تخم بوئے جائین تو اس حصہ کو جو تیز اور باریک ہے گڈھے مین رکھین اور اعلیٰ کو آسمان کی طرف رکھین، جیسے اخروٹ اور بادام کے بیج لگائے جاتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قسطوس نے پہلے قول مین دیگر فلاحین کی مخالفت کی ہے یعنی اس کی یہ رائے کہ یہ اس طرح لگایا جائے جیسے اخروٹ اور بادام لگائے جاتے ہین دوسرے لوگون کے خلاف ہے قسطل ایک پہاڑی درخت ہے، یہ خودبخود ان پہاڑون پر اگتا ہے جن مین پانی کی رطوبت ہوتی ہے، سرد ممالک مین جہان پہاڑی مقامات ہین اور ہوائین تیزی سے چلتی ہین وہان یہ کثرت سے پھلتا ہے، اگر یہ زمین پتھریلی ہو تو بھی کوئی ہرج نہین ہے، لیکن گرم ممالک مین اچھا نہین ہوتا ہے،

طمین ہے کہ خود رو درخت ہے جو پہاڑی اور پتھریلی زمین مین اچھی طرح

پھلتا ہے، سخت اور سرخ زمین مین بھی یہ اگتا ہے، لیکن سفید زمین سے اسکو
طبعًا تنفر ہے، اس کے پھل اور اس کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، لیکن پودے
زیادہ اچھے ہوتے ہین، یہ پہاڑ سے باغون مین اس وقت منتقل کئے جاتے
ہین جب کہ یہ بالکل نئے ہوتے ہین، ان کے ساتھ پہاڑی مٹی بھی لائی جاتی ہے
یہ نومبر مین منتقل کئے جاتے ہین، ان کے گڈھے چار بالشت عمیق رکھے جاتے
ہین قبل اس کے کہ پودا اندر رکھا جائے، چند کنکریان یا تھوڑی ریت گڈھے
کے اندر ڈالدین اور اس مین پہاڑی مٹی بھی مخلوط کردین، اس کے پھل جب
اچھی طرح پک جاتے ہین تو مٹی کے نئے ظروف مین رکھدیئے جاتے ہین اور
ظروف مین ریت ملی ہوئی پہاڑی مٹی ڈالتے ہین تاکہ فطرتی زمین اوس کو حاصل
ہو جائے، جنوری یا نومبر مین یہ ترکیب کرتے ہین خصوصًا جبکہ چاند کی رفتار ترقی
پر ہو، پھل کا باریک حصہ نیچے کی طرف رکھین، لیکن بعض اوپر کی طرف رکھنے
کو اچھا خیال کرتے ہین، ایک سال کے بعد یہ حوض منتقل کر دیئے جائین ،
تاکہ نشو و نما پائے، وہان سے دو سال کے بعد اس جگہ پر لے جائین جو اس کے لیے
زیادہ مناسب ہے اور اس کو مارچ مین منتقل کرین، دو درختون کے درمیان
مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھین بلکہ اس سے زیادہ بھی رکھ سکتے ہین کیونکہ یہ درخت
بہت بڑے بڑے ہوتے ہین، ط مین یہ بھی ہے کہ اسکی زراعت کے وہی طریقے
ہین جو اخروٹ اور بادام کے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اس درخت کو پانی سے ابتدا سے اس وقت تک جب
تک کہ پھل تیار نہ ہو جائین، سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اور اگر شب و روز اوسین

پانی پہنچتا رہے تو اس کے دانے بہت بڑے ہونگے اور اس مین مغز زیادہ ہوگا، یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ پانی سے سیراب نہ کیا جا سکے تو بھی کوئی ہرج نہین ہے کیونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، یہ درخت جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس وقت اس کے ہمجنسون سے اسکی ترکیب دیجاتی ہے، لیکن جب بڑے ہو جاتے ہین تو ترکیب نہین ہوتی ہے، اس کا پھل یا اسکی گٹھلی پانی مین تر کر کے کھائی جائے تو یہ نہایت عمدہ غذا ہوگی جس سے اچھی خلط تیار ہوگی، جو پھل ٹھنڈے پانی مین رکھا گیا ہو وہ شہد سے کھایا جائے اور جو گرم پانی مین ابالا گیا ہو اس کو شکر کے ساتھ کھائین، انوخا مین ہے کہ اگر تم شاہ بلوط کی روٹی پکانا چاہو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو توڑ کر دھوپ مین دن بھر ڈالدو اور اس کے ساتھ تھوڑے چنے ملادو، اور دونون کو پیس ڈالو، پھر خمیر ڈالکر روٹی پکالو، نہایت عمدہ روٹی تیار ہوگی، بعض نے یہ لکھا ہے کہ شاہ بلوط کی روٹی بلوط ہی طرح ہوتی ہے، ابن حزم نے لکھا ہے کہ قسطل (شاہ بلوط) بھی ایک غذا ہے،

فصل

بلوط کے لگانے کا طریقہ

اس کی چند قسمین ہین ایک کا پھل ذرا لانبا ہوتا ہے اور ایک کا اس سے کچھ کم ہوتا ہے ایک شیرین ہوتا ہے اور دوسرا کڑوا ہوتا ہے، یہ درخت بھی پہاڑی ہوتا ہے، چراگاہ یا نہر کے کنارے زیادہ نہین ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ دیمقراطیس کا قول ہے کہ بلوط پھاگن مین لگایا جاتا ہے

اور اس کے لیے مضبوط اور ٹھنڈی نیز روغن دار اور قوی زمین کی ضرورت ہے، گائے کا گوبر مٹی مین ملا کر بطور کھاد کے ڈالا جاتا ہے،

انون کہتا ہے کہ بلوط کے لیے وہ زمین زیادہ مناسب ہے جو بہت سخت ہو اور جس مین رطوبت مطلقاً نہ ہو جیسے پہاڑی یا ریتیلی زمین یا سرخ مٹی وغیرہ بارش کے پانی کا اثر جہان غائب ہوا وہین وہ لوہے کی طرح سخت ہوگئی، اس درخت کے اچھے اقسام باغون مین بھی لگائے جاتے ہین، موسم گرما مین یہ سیراب کئے جاتے ہین اور ان مین گائے کے گوبر کی کھاد ڈالی جاتی ہے، کھاد ڈالنے سے پھل اچھا اور شیرین ہوتا ہے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ بعض لوگ بلوط کا تخم نہین بوتے بلکہ پہاڑے ان کے درختون کو منتقل کر لیتے ہین اور اس طریقہ پر ان کے اچھے قسم کے درختون کو بڑھاتے رہتے ہین، یہ صورت سب سے سہل ہے، بلوط پہاڑی درختون مین ہے یہ پہاڑی یا سخت پتھریلی زمین مین خودرو ہوتا ہے لیکن ان زمینون کے علاوہ یہ اس نرم زمین بھی ہوتا ہے جو پہاڑی زمین کے مشابہ ہوتی ہے، اس کی شاخ لگائی جاتی ہے اور اس کے پھل جب بالکل تیار ہو جاتے ہین تو کسی ظرف مین الٹ کر رکھدئے جاتے ہین اور اس کا چھلکا آہستہ سے نکال ڈالتے ہین، اس کا پودا بھی اور دوسرے درختون کی طرح منتقل کیا جاتا ہے۔ یہ درخت اگر پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے،

طا مین ہے کہ انوخا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بلوط کی روٹی پکانا چاہے اس کو سب سے پہلے یہ کرنا چاہیئے کہ پھلون کو ٹھیک اس وقت توڑے جبکہ وہ

معتدل طریقہ پر تیار ہو گئے ہون یعنی نہ تو ان کو درخت مین خشک ہونے کے لیے
چھوڑے اور نہ قبل تیاری کے توڑے، اس کے بعد اس کا چھلکا ہاتھ یا کسی اور چیز
سے چھلکر نکال دے بلوط کا پھل قابض (کسیلا) ہوتا ہی اگر کوئی شخص کھائے اور اس مین
قبض موجود ہون اس کو سخت نقصان پہنچے گا، اس کے اصلاح کی ترکیب یہ ہے
کہ پھلون کو پانی مین پکا ڈالین، اس طریقہ پر کہ ان کو مسلسل چوبیس گھنٹہ بار بار پانی مین
پکائین، اور پانی مین نمک کے سوا کوئی اور چیز نہ ڈالین، اس کے بعد پانی پھر بدل دین
اور چھ گھنٹہ تک ہلکی آگ پر رکھین، تیسری مرتبہ پھر پانی بدلدین اور اسی طرح انکو پکائین
پھر چکھین، اگر قبض کے اثرات چلے گئے ہون تو خیر ورنہ پھر چوتھی مرتبہ پانی بدل ڈالین
اور چار گھنٹہ تک آگ پر رکھین، اس کے بعد پھر ضرورت نہ پڑے گی، جب یہ تدبیر
ختم ہو جائے تو ان کو کھلے مقام پر ڈالدینا چاہیئے تاکہ ہوا سے خشک ہو جائین خشک
ہونے کے بعد شاہ بلوط کے پھل لین اور اس کا چھلکا چھیل ڈالین پھر ان کو چھلکر بلوط
کے پھل کے ساتھ مخلوط کر دین (نصف بلوط یا ثلث شاہ بلوط یہ دونون قبض
کی دافع ہین پھر ان دونون کو پیس ڈالین اور گیہون کے آٹے کی خمیر ڈالکر روٹی
پکا ڈالین، نہایت عمدہ غذا ہو گی،

فصل

جو بلوط کہ سفید ہوتا ہے وہ بہت زیادہ شیرین ہوتا ہے بشرطیکہ نہ تو زیادہ
تر و تازہ ہو اور نہ بہت ہی خشک اور پرانا ہو، پانی مین پکانے سے یہ بہت درست
ہو جاتا ہے، بلکہ اس قسم کی غذا بہت ہاضم ہوتی ہے اس کے مضر اثرات کے

دفعیہ کی صورت یہ ہے کہ چھلکا الگ کر کے پانی مین اچھی طرح ابال ڈالین، اسکے بعد کھالین،

رازی کا قول ہے کہ بلوط کی روٹیان وہی شخص کھا سکتا ہے جو عادی ہو، اور جو اس کا عادی نہ ہوگا وہ اس وقت تک اس کے مضر اثرات سے نہین محفوظ رہ سکتا جب تک کہ کوئی چکنی یا میٹھی چیز یا میٹھا شربت کثرت سے نہ استعمال کرے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ مین نے بلوط کے متعلق تجربہ کیا ہے، اس کا جوہر غلیظ، یابس اور مائل بہ برودت ہوتا ہے، دل کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس مین خرابیان ڈالتا ہے، ابن حزم کا قول ہے کہ وقتِ ضرورت بلوط بھی بطور غذا کے استعمال کیا جا سکتا ہے،

فصل

کمثری (امرود) کے لگانیکے طریقے، عوام النّاس اسکو اجاص بھی کہتے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اس کی دو قسمین ہین، جبلی اور بستانی، اسکی بھی چند قسمین ہین، سکری، ذکری، قرعی، سراجی وغیرہ، ق مین ہے کہ بعض امرود تو میٹھے ہوتے ہین اور بعض تلخ ہوتے ہین، بعض مین پانی زیادہ ہوتا ہے اور بعض مین پانی کم ہوتا ہے، بعض بڑے ہوتے ہین اور بعض متوسط درجے کے ہوتے ہین، اور بعض بالکل چھوٹے ہوتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ یہ درخت

عام طور سے بارد زمین کو چاہتا ہے جس مین پانی بکثرت ہو اور جو سرسبز بھی ہو، اس کی شاخین درخت سے کاٹ کر لگائی جاتی ہین اور ان کے پودے بھی منتقل کر کے لگائے جاتے ہین، نیز ان کے اوتاد اور تخم بھی لگائے جاتے ہین،

یونیوس کی یہ بھی رائے ہے کہ ان سب سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ اسکو دوسرے درختون سے ملا دیا جائے، جنگلون سے اس کے درخت منتقل کئے جائین اور دوسری جگہ پر لگا دیئے جائین، جب کچھ نشو و نما پا جائین تو ان کو ان کے ہمجنس درختون سے ملا دینا چاہیئے،

قروراطیقوس کا قول ہے کہ اگر امرود کے لیے ایسی زمین ہو جس کو سیراب کرنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی جو بارش کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو تو اسکو ابتدائی موسم خریف مین لگانا چاہیے اور اگر سیراب ہونے والی زمین ہو تو شباط یعنی پھاگن کے آٹھ دن کے بعد لگانا چاہیئے، یہ درخت بارد اور مرطوب مقامات کو چاہتا ہے، سخت زمین مین انکی نشو و نما مشکل ہے، بعض کا قول ہے کہ امرود کے لیے بارد، مرتفع زمین اور ریتیلی زمین دونون نفع بخش ہین، لیکن خشک گرم، اور سیاہ زمین موافق نہین ہے، اسی طرح خندقون مین بھی نہین ہوتا،

دیمقراطیس نے بیان کیا ہے کہ جس گڈھے مین یہ درخت لگایا جائے اسکو کنکر اور پتھر سے صاف کر دینا چاہیئے، لگانے کے بعد اوپر سے چور کی ہوئی مٹی ڈالدینی چاہیئے اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اسکی وہ شاخین جو جڑ کے قریب ہوتی ہین اور ان مین دوسری چھوٹی شاخین نکل آتی ہین، درختون سے لیجاتی ہین، اُن کی تکبیس ہوتی ہے اور پھر اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہین،

نیز اس کے ادتاد جنکا طول کم سے کم تین بالشت ہو اور اسی طرح اس کے ملوخ
بھی لگائے جاتے ہین، ان زمینون مین جو پانی سے سیراب کیجاتی ہین، یہ جنوری اور
فروری مین لگایا جاتا ہے، اس طرح ان مین جو مرطوب ہوتی ہین، اس درخت
کو جہان تک ہو سکے برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اگر یہ ممکن ہو کہ اس کو برابر
سیراب کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے تخم سب سے پہلے ظروف مین بوئے
جاتے ہین، لیکن یہ اسکی زراعت کا سب سے کمزور ذریعہ ہے، اس کا پودا
جس گڈھے مین منتقل کیا جائے، کم سے کم چار بالشت گہرا ہو یا اتنا ہو جتنا کہ پودے
کا طول ہو، بہر حال گڈھے مین رطوبت ضروری ہونی چاہیئے، جب پودا لگا چکین،
تو اوپر سے مٹی ڈالدین، بستانی امرود اکتوبر سے جنوری تک لگایا جاتا ہے
اور بری امرود خریف مین لگایا جاتا ہے، بستانی کے متعلق یہ تجربہ بیان کیا جاتا ہے
کہ اگر اس کا پودا اوائل فروری سے اوائل اپریل تک منتقل کر کے لگایا جائے
تو وہ بہت اچھا اور عمدہ ہوتا ہے اور نشو ونما بھی جلد پاتا ہے،

غ نے لکھا ہے کہ جو امرود کہ چاندگی تیسری تاریخ کے بعد لگائے جائین،
وہ تین سال کے بعد پھلدار ہون گے اور جو پانچ دن کے بعد لگائے جائین،
وہ پانچ سال مین پوری طرح تیار ہون گے، اور اگر دس تاریخ کے بعد لگائین تو
دس برس کے بعد اور بیس کے بعد لگائین تو بیس برس کے بعد اور اس طرح
اگر آخری تاریخون مین لگائین تو تیس برس کے بعد وہ ثمرآور ہون گے، اس لیے
اس کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ تیسری تاریخ کے بعد لگا دیئے جائین،
ورنہ جس قدر تاخیر کرین گے اسی قدر دیر مین بارآور ہوگا،

بعض نے لکھا ہے کہ امرود دیر مین تیار ہوتا ہے اور اس طرح دیر مین دوسرے درختون سے مرکب ہے، بری اپنی ہر جنس کے ساتھ ترکیب پاتا ہے وہ منتقل شدہ پودون اور تخمی درختون کے ساتھ جلد ترکیب دیا جاتا ہے، سفرجل اور سیب سے بھی ان کی ترکیب ہوتی ہے، اگر اسکی کوئی شاخ کاٹ ڈالی جائے اور پھر اس کو کسی امرود ہی کے درخت کے ساتھ ترکیب دیجاے تو بہت اچھا ہوگا، کیونکہ اس سے ترکیب باطل نہ ہوگی، امرود کے درخت کو ہمیشہ پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے اور پھر اُسپر کھاد ڈالنی چاہیئے، اس مین تھوڑی سی بھی کوتاہی نقصان دہ ہے کیونکہ بہاڑی درخت اسی وقت زیادہ بڑھتے ہین، جبکہ ان کی کھال نرم اور چکنی رہے لیکن اگر خشک ہوگئی تو یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اچھے نہین ہوتے،

طا مین ہے کہ امرود، ان درختون مین سے ہے جو ترکیب کو جلد قبول کر لیتے ہین اور جب جب وہ ترکیب دیا جائے اچھی طرح پھلے گا، امرود کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین، اسکی ترکیب یہ ہے کہ کچھ خام اور کچھ پختہ پھل لیے جائین اور چھری سے کاٹ ڈالے جائین، پھر ان کو دھوپ مین سوکھنے دیا جائے لیکن چھلکا اور بیج نکالدیا جائے، اس کے بعد بیج سمیت یا اس کے بغیر پیس ڈالا جائے، اس کو نہ ابالنے کی ضرورت ہے اور نہ پانی سے صاف کرنے کی ضرورت ہے، آٹے کو گرم پانی سے جس مین تل کا تیل مخلوط ہو گوندھنا چاہیئے اور اس مین تھوڑی سی خمیر ملاکر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ اس کی خمیر اچھی طرح تیار ہو جائے اس کے بعد تھوڑا سا گیہون یا جو کا آٹا ملاکر روٹی پکا ڈالنا چاہیئے اور بطور غذا کے استعمال کرنا چاہیئے۔

فصل

عناب اور نبق کے لگانیکا طریقہ اسکا دوسرا نام زفزف بھی ہے

ط مین ہے کہ عناب اور نبق (یعنی بیر) دونون دو درخت ہین، خ نے لکھا ہے کہ نبق کی چند قسمین ہین، ایک وہ جنمین پھل بڑے بڑے ہوتے ہین اور سرخ رنگ کے ہوتے ہین، دوسرے وہ جنمین آبل (ہاو بیر) کے برابر پھل ہوتے ہین، تیسرے وہ جو اس سے بھی چھوٹے پھل والے ہوتے ہین،

ط مین ہے کہ نبق کی چند قسمین ہین، ایک وہ جنکے پھل سرخ اور بڑے ہوتے ہین، دوسرے وہ جو ذرا مستطیل ہوتے ہین اور جسمین مٹھاس بھی زیادہ ہوتی ہے، نبق بری اور بستانی دونون ہوتا ہے، پہاڑون پر خود بخود بھی اُگ آتا ہے، میدان اور سخت زمینون مین بھی ہوتا ہے، اس مین کانٹے بھی ہوتے ہین، عمر اسکی زیتون کے برابر ہوتی ہے، پہاڑی اور سخت زمین کو پسند کرتا ہے، اسکی جڑ زمین کے اندر پانی کے تہ تک پہنچتی ہے بلکہ اس سے بھی آگے متجاوز ہوجاتی ہے، بستانی درخت مین زیادہ کھاد ڈالنے کی ضرورت نہین ہے اور اگر بکری کی مینگنیان اور کبوتر کی بیٹ ڈالیجائے تو اس کے لیے نفع بخش ہوگا اور نشو ونما پائے گا اسکی جڑ لگائی جاتی ہے اور نئی مٹی ڈالی جاتی ہے، پھر پانی سے سیراب کیجاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بیر کے درخت کو جس شخص نے کاٹا وہ تھوڑے ہی دنون بعد دنیا سے رخصت ہوگیا،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سمانوس کا قول ہے کہ عناب کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور یہ درخت مرطوب اور تر زمین کو پسند کرتا ہے، دیمقراطیس

ے اردو مین بیر کہتے ہین،

کہتا ہے کہ عناب کی وہ شاخ لینی چاہیئے جو پھلوں سے لدی ہوئی ہو۔ ایسی شاخ
جلد زمین کو پکڑ لے گی۔ بعض کا قول ہے کہ عناب کی گٹھلیان نہین بوئی جاتی ہین،
کیونکہ اس طرح جو درخت لگایا جائے گا اس کے پھل اچھے نہین ہوتے ہین، کیونکہ
گٹھلی بڑی ہوتی ہے اور گودا کم ہوتا ہے۔ سب سے بہتر یہی ہے کہ ایک اچھے درخت
کی شاخ لگائی جائے تو ہر سال وہ ثمرآور ہو گی۔ جمعرات کے دن جب قمر انحطاط
مین ہو تو اس کو ایک ایسے گڈھے مین لگانا چاہیئے جو تین بالشت گہرا ہو اور
بغیر کھاد ملائے ہوئے اس مین مٹی ڈالدینا چاہیئے اور ہر آٹھوین دن پانی سے
سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس کے لگانے کا وقت اوائل نومبر سے اوائل مارچ
تک ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ اسکی گٹھلیان ستمبر یا جنوری کے مہینہ مین
ظروف کے اندر بوئی جائین اور اس سے قبل ان کو شق کر ڈالنا چاہیئے۔ بونے
کے بعد اوپر سے دو یا تین انگل مٹی بھر دین اور اس وقت تک پانی سے سیراب
کرتے رہین جبتک کہ وہ اُگ نہ آئے۔ دو سال کے بعد اوس کو منتقل کرنا چاہیئے،
بعض یہ کہتے ہین کہ اسکی شاخ اور اس کے پودے اور نیز اسکی گٹھلیان، جنوری
فروری اور مارچ مین بوئی جائین اور وند صرف مارچ اور مئی مین لگایا جائے،
ہر دو پودون کے درمیان مین پندرہ سے بیس ہاتھ تک کا فاصلہ رہنا چاہیئے،
یہ نہ تو اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ غیر جنس کے ساتھ۔ اسی طرح اسمین
کسی دوسری چیز کی ترکیب نہین ہو سکتی کیونکہ اس مین ترکیب کا مادہ ہی کم ہوتا ہے،
موسمِ خزان مین سب سے پہلے اس درخت کی پتیان جھڑتی ہین اور بڑھنے اور نشو
ونما پانے مین سب سے آخری درخت ہے، پانی کی کثرت اس کے لیے مضر

نہین ہے اور نہ اس کی قلت نقصان دہ ہے کیونکہ یہ بھی پہاڑی ہوتا ہے بعض
لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ سخت یا پتھریلی زمین بھی اس کے لیے موافق ہوتی ہے،
سرو کے لگانے کا بھی یہی طریقہ ہے جو عناب کا ہے،

فصل

پستہ کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک باریک اور ایک بڑا لیکن
دونون کے لگانے کا طریقہ ایک ہی ہے، ان مین ایک مذکر اور ایک مؤنث
ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس نے اس کے متعلق
یہ بیان کیا ہے کہ پستہ کے پھل جو بلا چھیلے ہوئے ہون لیے جائین یعنی اس کا چھلکا یہ
آفات سے محفوظ ہو اس کی زراعت اس طرح ہوتی ہے جس طرح اور دوسرے
خشک میوہ جات کی ہوتی ہے اور انھین اوقات مین ہوتی ہے جن مین وہ
لگائے جاتے ہین، قسطوس کا قول ہے کہ پستہ کا بڑا دانہ لیا جائے اور باریک
دھنی ہوئی روئی مین لپیٹ کر گڈھے مین رکھین تاکہ وہ کیڑون سے محفوظ رہے
اور جو حصہ کھلا ہو وہ آسمان کی طرف کر دین،
سادھمس کا قول ہے کہ اگر اخروٹ اور بادام پستہ کے ساتھ بوئے جائین
تو وہ ان کو پسند کرے گا اس لیے پستہ اور اخروٹ کو ایک ہی جگہ پر بونا چاہیئے ہشولون
کا قول ہے کہ جب پستہ بویا جائے تو اس کے دانہ کو روئی مین لپیٹ دین تاکہ
حشرات الارض سے محفوظ رہے، کیونکہ یہ سختی کی وجہ سے بعض جگہ پر پھوٹ جاتا ہے

اور گودا نمایان ہوجاتا ہے جب اس کو روئی یا اون مین لپیٹ دین گے
تو کیڑون سے محفوظ ہو جائے گا، سرخ زمین جو پہاڑی ہو پستہ کے لیے موافق ہی
موسالؔ کا قول ہے کہ اگر پستہ خشک مقام مین بویا جائے اور زیادہ اچھی
طرح نہ پھلے تو بھی اس کا ذائقہ اچھا ہوگا، ریتیلی اور غیر ریتیلی دونون زمینون مین
یہ عمدہ اور بکثرت ہوگا، طامین ہے کہ فستق پستہ بندق سے اس بات مین تشابہ
رکھتا ہے کہ جس طرح اس کی زمین پہاڑی اور سخت ہوتی ہے اسی طرح اسکی
بھی، یہان تک کہ جب پودہ اکھاڑتے ہین تو اس کی جڑون کے ساتھ پتھر بھی
چلے آتے ہین اور بعض لوگون نے اس کو اپنے باغ مین لگایا چنانچہ وہ اچھی
طرح پھلے،

پستہ کی زراعت دانون سے بھی ہوتی ہے اور جڑون کو شاخ سمیت منتقل
کرکے بھی لگاتے ہین، لیکن منتقل کرکے لگانے کی ترکیب بہت اچھی ہے اور
چونکہ دانون مین چھلکا ہوتا ہے اُگنے مین تاخیر ہوتی ہے، پستہ، اخروٹ اور بادام
تینون دیر سے بارآور ہوتے ہین، پستہ کی زراعت اور اس کے پودے لگانے کا
وقت اوائل اوارسے اوائل نیسان یعنی چیت تک ہے، اسی کی طرح بندق
کی زراعت بھی ہے، اس کا درخت دوسرون سے زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے،
اس کی زراعت گٹھلی، اوتاد اور شاخون سے بھی ہوتی ہے، اس کا دانہ کسی ظرف
مین پہاڑی سفید مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے جس مین کھاد بھی ملی ہوتی ہے یا سرخ
مٹی ہوتی ہے اسی طرح بجائے ظرف کے حوض مین بھی مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے،
لیکن گٹھلی کو ایک دن اور ایک رات پانی مین صاف ہونے دینا چاہیئے پھر

اس کو حوض مین بوئین، اور دو دانون کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے
اور تین انگلیون کے برابر مٹی ڈالنی چاہیئے، ہر ظرف یا گڈھے مین چار دانے بوئے
جائین اس طریقہ پر کہ دو کے سرون کو اوپر کی سمت کرین اور دو کے نیچے کی طرف کر کے
بوئین، اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہین، پس جس دانہ کا سرا نیچے کی
سمت مین ہوگا تو وہ مذکر ہوگا اور کچھ نہ پھلے گا جس کا اوپر کی سمت مین ہوگا تو وہ
مؤنث ہوگا اور اس مین پھل آئین گے،

بعض کہتے ہین کہ مذکر اس دانہ سے پیدا ہوتا ہے جس کا سرا اوپر کی جانب
ہو اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اسکا مؤنث اس وقت تک نہین پھلتا جب تک
کہ مذکر اس کے ساتھ نہ بویا جائے یا اس قدر قریب ہو کہ مذکر کی خوشبو ہوا کے
ساتھ پہنچ سکے، اس مین بالکل کھجور کی صورت ہوتی ہے ایک قوم نے اس کے
مذکر کا نام برقان رکھا ہے، اس کے بونے کا وقت فروری سے وسط مارچ
تک ہے، اس کی شاخین اور اوتاد بھی اسی طرح لگائے جاتے ہین، جیسے اور
درختون مین کرتے ہین، بعض کا قول ہے کہ شاخ یا وتد لینے مین یا تو اس کو
توڑنا پڑیگا یا درخت کو جڑ سے کاٹنا پڑے گا،

اس کی تکبیس بھی اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ استسلاف کے بیان مین
لکھا گیا ہے درخت کی اونچی شاخون کو ظروف مین لے لیا جائے اور پھر بقیہ تدبیرین
اسی طرح زیر عمل رکھی جائین، بہر حال اس کا پودہ جس طریقہ سے بھی لیا گیا ہو
دو یا تین سال کے بعد اپنے ظرف یا اپنی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے گا،
اور تین یا چار بالشت گہرے گڈھے مین لگا دیا جائے گا بشرطیکہ اپنی نشو و نما

مین منتقل ہونے کے قابل ہو گیا ہو، اکھاڑتے وقت اسکی جڑ یا کوئی شاخ کٹنے نہ پائے ہر دو
درخت کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، پانی سے اس کو سیراب کرتے
رہنا چاہیئے، یہ طریقہ عمل بندق اور قراسیا مین بھی ہے، وتد اور ملخ اگر لگایا جائے تو اچھا
نہین ہوتا ہے، اس کا مذکر مؤنث کے ساتھ اور مؤنث مذکر کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے،
بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کو بطم کے ساتھ بھی ترکیب دیتے ہین، اس طرح ضرو، قروان
لوز یعنی بادام سے ترکیب دی جا سکتی ہے، ہم نے خود ترکیب دے کر اس کا تجربہ کیا ہے،
یہ سخت بنجر زمین مین بھی لگایا جا سکتا ہے، لیکن تر اور مرطوب زمین ٹھیک نہین ہے،
بلکہ سرخ پہاڑی زمین زیادہ اچھی ہوتی ہے، اس مین ذرا تر اور قوی زمین کا انتخاب
کر لینا چاہیئے، اس کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت ہے اور نہ زیادہ زمین کی
درستگی کی ضرورت ہے، اگر پانی زیادہ ڈالا جائے گا تو اسکی رگون اور جڑون مین تعفن
پیدا ہو جائے گا،

فصل

قراسیا[1] کے لگانے کا طریقہ، اسی کو حب ملوک بھی کہتے ہین

اس کی دو قسمین ہین ایک سیاہ ہوتا ہے اور ایک سرخ، اسی طرح ایک جبلی
ہوتا ہے اور ایک بستانی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حب الملوک حب صنوبر کے بڑے دانون
کی طرح ہوتا ہے ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قراسیا کے لیے بارد زمین
اچھی ہوتی ہے، اور اس کے پھل بڑے ہوتے ہین اور کھانے مین لذیذ ہوتے ہین، ساد حمسر

[1] فارسی مین ماہو دانہ کہتے ہین،

کا قول ہے کہ قراسیا کی زراعت جنوری اور فروری مین شروع ہوتی ہے، اس کے لیے پہاڑی اور بارد زمین موافق ہوتی ہے، اس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین اور ذائقہ دار ہوتے ہین، اس کی بڑی اور چھوٹی ڈنٹوں والی شاخین لگائی جاتی ہین، اور اس کی گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، بعض یہ کہتے ہین کہ قراسیا ٹھنڈے پہاڑ کی اس زمین مین ہوتا ہے جو پانی سے سیراب کرکے مرطوب بنائی گئی ہو، اسی طرح وہ ریتیلی اور پتھریلی اور اس سرخ زمین مین جو مرتفع جگہ پر ہو عمدگی کے ساتھ نشو و نما پاتا ہے، لیکن جلی ہوئی سیاہ زمین مین نہین لگایا جاتا لیکن اگر وہ بھی بہت زیادہ مرطوب ہو تو لگا سکتے ہین، اسکی گٹھلیان اور شاخ اور پودے سب ہی لگائے جا سکتے ہین، کوئی پودہ اس وقت تک نہین اُگے گا جب تک کہ نیچے سے کچھ بڑھا نہ ہو بلکہ کچھ تنا نکلنے کے بعد اگر لگایا جائے تو بڑھ سکتا ہے، اسکی تکبیس بھی کیجا سکتی ہے، ان تمام طریقون سے جو پودے منتقل کئے جائین وہ جنوری اور نومبر مین منتقل کئے جائین، اسی طرح پہاڑی قراسیا کی وہ شاخین جو گرمی مین چھوٹی ہون اسی زمانہ مین منتقل کیجائین گی اور ان کے اکھاڑنے کے وقت اس کا لحاظ رکھنا پڑے گا کہ اس کی رگین نہ کٹ جائین اور دوسری گوند دار درختون کی شاخون کی حفاظت کرنی ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی رگین کٹ جائین، قراسیا باغون مین بھی لگایا جاتا ہے، اس کے لیے سب سے اچھی شاخ وہ ہوگی جو سرخ اور چکنی ہو اور جس کا طول چھ بالشت کے قریب اور اس کے دو پودون کے درمیان مین تقریباً پندرہ ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسکی گٹھلی کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے نئے اور بڑے ظروف مین جون کے مہینہ مین بو دیئے جائین اور تقریباً یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہوتا ہے جو جنوری مین جاکر ختم ہوتا ہے، ان گٹھلیون کو پانی مین چوبیس دن تک ڈالدینا چاہیئے یہانتک کہ جون کا

مہینہ گذر جائے، اور اگر اس کو موسم سرما یا خریف مین لگائین گے تو مارچ کے مہینہ مین اس کی نشو و نما شروع ہو گی، بعض وقت آئندہ سال مین اس کی ترقی شروع ہوتی ہے اور دو سال کے بعد اس کے پودے منتقل ہونے کے قابل ہوتے ہین،

اس کے پودون کو پانی کی زیادہ ضرورت نہین ہے بلکہ ہر آٹھوین دن سیراب کرنا کافی ہوگا، اور اگر زیادہ سیراب بھی کرین تو کوئی نقصان بھی نہین ہوگا لیکن اس مین کھاد جب ڈالی جائے گی تو وہ خرابی پیدا کرے گی اور اگر کثرت سے کھاد ڈالی گئی تو وہ خشک ہو جائے گا، جب کوئی عمدہ درخت قراسیا کا نظر آئے تو اسکی اعلیٰ شاخون کی تکبیس کر لو اور ان کو ظروف مین اسی طرح رکھو جیسا کہ بتایا گیا ہے، لیکن یہ اکتوبر مین کرنا چاہیئے، اور ظروف سے تین سال کے بعد نومبر مین منتقل کر دینا چاہیئے، اور یہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب بھی ہو سکتا ہے، اور شفتالو وغیرہ کے ساتھ بھی ترکیب دیجا سکتی ہے یہ بادام اور غبیرا کے ساتھ بھی مرکب ہو سکتا ہے، جو درخت کہ پہاڑ سے منتقل کیے جائین اور وہ اچھی طرح تیار نہ ہوئے ہون تو دو سال کے بعد انکی ترکیب کیجائے تاکہ وہ اچھی طرح نشو و نما پا جائین،

جو شخص جلد اس کا پھل کھانا چاہتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ گٹھلی سے جو پودہ تیار ہو اس کو ایک ہی سال مین ترکیب دیدے، دوسرے سال انشاء اللہ وہ پھلدار ہو جائے گا، اور کھانے کے قابل ہو جائے گا،

فصل

شنہی کے لگانے کا طریقہ اور حاج غرناطی نے اس کا دوسرا نام زعرور بتایا ہی (فارسی مین کہل کہتے ہین)

اس کی دو قسمین ہین ایک عنصری کہلاتا ہے اور دوسرے شتائی، عنصری کچھ دن رکھ کر کے نہین کھایا جاتا ہے اور شتائی صرف موسم سرما مین اچھا ہوتا ہے، اکتوبر کے مہینہ مین جھاڑنے کے قابل ہوتا ہے اس مین بھی بعض پکے ہوتے ہین اور بعض کچے تھوڑے دن کے بعد عمدہ ہوجاتے ہین، یہ نہایت لذیذ میوہ ہے، بعض لوگ عنصری کو مرتب کرکے لگاتے ہین، پہلی قسم کے درخت مین شاخین زیادہ نکلتی ہین اور شتوی مین صرف ایک شا ہوتا ہے اور صنوبر کی طرح ایک ہی پر ختم بھی ہوتا ہے اس کے لیے پہاڑی، ریتیلی اور نرم لیکن گرم زمین موافق ہوتی ہے، حرارت کی اس لئے ضرورت ہی تاکہ وہ پھلون کو پختہ کرسکے، اس درخت کے دانے بھی بوئے جاتے اور شاخین اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، اس کے ملوخ کا طول چھ بالشت ہونا چاہیئے، اور اس کے لگانے کا وقت جنوری اور فروری کا مہینہ ہے اسی طرح اسی زمانہ مین اس کے اوتاد بھی لگائے جاسکتے ہین، اسکی کھاد مین اچھی مٹی اور راکھ اور ریت ملادینی چاہیئے، اس کا پودہ بھی جنوری ہی کے مہینہ مین منتقل کیا جاتا ہے جس کا گڈھا تین بالشت گہرا ہونا چاہیئے، اور ہر دو پودون کے درمیان مین پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ تمام عمل وہی کرنا چاہیئے جو اس سے قبل بتایا جاچکا ہے، چونکہ یہ ایک خوبصورت درخت ہوتا ہے اس لیے حوض کے قریب لگانا اچھا ہے، اس مین بعض ایسے بھی ہوتے ہین جو بہت دیر مین پھلدار ہوتے ہین حتی کہ بعض بیس بیس

برس کے بعد تیار ہوتے ہین، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا پھل اس وقت تک نہین کھایا جاتا جب تک کہ یہ متعفن نہ ہو جائے، یہ درخت غرناطہ اور اس کے اطراف مین بہت ہوتا ہے، اس کے ساتھ کسی دوسرے درخت کی ترکیب نہین ہو سکتی،

فصل

مصعٰغ[1] کے لگانے کا طریقہ،

یہ جبلی بھی ہوتا ہے جو عوسج کے مشابہ ہوتا ہے اس کے پھل خالص سرخ ہوتے ہین اور چنے کے برابر ہوتے ہین، مزہ اس کا شیرین ہوتا ہے، اس کے درمیان مین بھی ایک دانہ ہوتا ہے، جیسے عنب الثعلب مین ہوتا ہے، یہ بہت زیادہ سرخ پھل ہوتا اور اسی وجہ سے یہ بولا جاتا ہے کہ فلان شئی مصعہ سے بھی زیادہ سرخ ہے، اس کے اوتاد اور پودے اور دانے بھی بوئے جاتے ہین، ستمبر کے مہینہ مین یہ کھاد مین ملا کر لگایا جاتا ہے، کھاد مین مٹی اور ریت اور راکھ ہونی چاہیئے اور اگر اس مہینہ مین نہ لگا سکے تو ایک دن تک اس کے دانے کو میٹھے پانی مین ڈالدیا جائے، اس کے بعد بو دیا جائے، اور سال بھر کے بعد منتقل کر دیا جائے، اور اس مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو شنبہی مین تبایا گیا ہے، جب تک اس کی ترکیب نہ ہو اس وقت تک اس کے پھل زیادہ نہین آتے، یہ بھی متعفن ہونے کے بعد کھایا جاتا ہے اور چونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، اس لیے یہ پانی کی کثرت کا طالب نہین ہے،

---

[1] یہ لفظ مصعٰغ غین سے ہے دیکھو مفردات ابن بیطار،

فصل

انار کے لگانے کا طریقہ

اس کی بھی چند قسمین ہین شعری، املیسی، سجی جسکو دواری اور دلوی دونون کہتے ہین، قسطلیسی، عدسی، مرسی، خزائنی، اور ترجین یہ سب اسکی مختلف قسمین ہین، یہ سب شیرین ہوتے ہین، مرونی بھی ایک قسم ہے جس کا قد بڑا ہوتا ہے، اور دانہ سرخ ہوتا ہے اور گودانہ زیادہ ہوتا ہے، انار کی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کا پھل ترش ہوتا ہے اور اس کی ایک قسم مذکر ہوتی ہے جسکو جلنار کہتے ہین،

یہ بیان گیا گیا ہے کہ عبدالرحمٰن کی بہن نے بغداد سے کچھ تحفہ اپنے بھائی کے پاس اندلس مین بھیجا جس مین جلنار کا درخت بھی تھا، بعض یہ کہتے ہین کہ اس نے مدینہ طیبہ سے بھیجا تھا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو وہان لگایا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام سفریار کھا گیا،

بعض نے اس کے نام کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ قرطبہ کے ایک کاشتکار نے جس کا نام سفرایا مسافر تھا اس کو سب سے پہلے لگایا تھا اسی کے نام پر اس کا بھی سفریا نام پڑ گیا ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ انار سفید زمین کو پسند کرتا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ انار کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہوتی ہے جو خشک ہو اور جس مین تری کا نام نہ ہو، شولون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کے لیے پہاڑی اور تمام خشک زمینین کار آمد ہوتی ہین، لیکن بغیر سیراب کیے ہوئے نفع بخش نہین

ہوتی ہین اگر یہ سیراب نہ کیجائین تو ان مین شقوق پیدا ہوجائین گے،

لانطیوس کا قول ہے کہ میدان کی مرطوب زمین مین انار زیادہ بڑھتا ہے، لیکن خشک زمین مین بہت زیادہ شیرین اور لذیذ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ پانی سے سیراب کی جائے،

سیدآغوس کا قول ہے کہ پہاڑی زمین شیرین انار کے موافق ہوتی ہے اور چٹیل میدان اور چراگاہ کی زمین ترش انار کے لیے مفید ہے کیونکہ ایسی زمینون مین اس کی ترشی کم ہوجاتی ہے اور تھوڑی مٹھاس آجاتی ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ انار ریتیلی مٹی مین لگایا جائے تو بہت اچھا ہوتا ہے، اصحاب فلاحت کی ایک جماعت یعنی قسطوس یونیوس وغیرہ کا قول ہے کہ تمام دوسرے پودے، پھول نکلنے سے قبل ہی گڈھون مین منتقل کر دیئے جاتے ہین، لیکن صرف انار کا درخت پھول نکلنے کے بعد منتقل کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی طبیعت جدا گانہ ہے،

بندون کا قول ہے کہ انار کے اوتاد اور ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، ان کے لگانے کا وقت جنوری فروری مین ہے اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، سادھمس اس کے اوتاد کو فروری کے اخری ایام مین لگانے کی رائے دیتا ہے کیونکہ اس قسم کے درختون مین رطوبت کم ہوتی ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ انار کی سب سے بلند شاخ لینی چاہیئے کیونکہ اس قسم کی شاخ جلد ثمر آور ہوتی ہے اور پھر اس کو ایک عمیق گڈھے مین لگانا چاہیئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ انار اور آس دونون مین مواخاۃ ہے اگر ان دونون کو ایک ساتھ لگا دیا جائے تو دونون بڑھین گے اور دونون کی جڑ ایک دوسرے سے متصل ہوجائیگی،

مرغوطیس کا قول ہے کہ اکثر لوگ انار کے درختون کو قریب قریب لگاتے ہین،
تاکہ پھل سایہ مین رہین کیونکہ دھوپ پوست کو جلا ڈالتی ہے اور دانون مین سفیدی
اور تلخی پیدا کر دیتی ہے، فلاحت نبطیہ مین ہے کہ انار کے دانے فروری کے مہینے
مین اچھے گڈھون مین بوئے جائین اور ہر گڈھے مین سات سے چودہ تک
دانے ڈالے جائین، پھر ان کو پانی سے سیراب کیا جائے، جب پودے ایک بالشت
کے ہو جائین تو ان مین کھاد ڈالی جائے، ایک حصہ بکری کی مینگنی اور ایک
حصہ کبوترون کی بیٹ اور ایک حصہ مٹی ملا دیجائے، اس کے بعد بھی پانی سے برابر
سیراب کرتے رہین، جب پودے دو بالشت کے ہو جائین تو ایک ترتیب کے
ساتھ سیراب کرنا شروع کر دین، اس کے بعد پودے کو جڑ سمیت اس مٹی کے ساتھ
جس مین وہ اگا ہے منتقل کر دینا چاہیئے، اس کے نئے گڈھون مین تھوڑی سی کھاد
ڈالدینی چاہیئے، تاکہ لگانے وقت نمی اور رطوبت رہے، صغریت نے لکھا ہے کہ
ان گڈھون کو آدمی کے یا اونٹ یا گائے کے پیشاب سے تر کر دینا چاہیئے، کیونکہ
انار کے لیے یہ کھاد سے زیادہ مفید ہے،

یہ بھی لکھتا ہے کہ انار کی نشو و نما پانی کی کثرت پر موقوف ہے اس کو جس قدر
سیراب کیا جائے اسی قدر اچھا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ جس وقت وہ لگایا جائے
اور جب وہ نشو و نما پانے لگے اور جب وہ ثمر آور ہو تو اس کو روزانہ پانی سے سیراب
کرتے رہنا چاہیئے، کیونکہ وہ اس کا محتاج ہے، ہر گڈھے مین چھ سے نو اور نو سے
بارہ تک دانے بوئے جا سکتے ہین، اس سے زیادہ بونا اچھا نہین ہے، دونون
مین مٹی کی وساطت سے فاصلہ رکھنا چاہیئے، پانی قبل لگانے یا بونے کے نہین

ڈالنا چاہیئے لیکن لگانے کے بعد اس کی کثرت مفید ہے،

سوساد نے لکھا ہے کہ انار کی جو شاخ لگائی جائے وہ ایک کنارہ پر چھپا دیجائے، اس سے اسکی نشوونما اچھی ہوگی، شاخ اور تخم کے ساتھ باقلائے کوٹے ہوئے ٹکڑے کو ایک مٹھی کے برابر ملا دینا چاہیئے، یا چنے کو باریک کرکے دودھ مین بھگا کر گڈھون مین ڈالدینا چاہیئے. اگر شاخون کے اسفل حصہ پر یا دانون پر شہد خالص لپیٹ دین تو اس سے بیدانہ انار ہون گے، جو بہت میٹھے ہونگے، انار اور زہریلے کیڑون سے ایک خاص طبعی عداوت ہوتی ہے، جس مقام پر انار کا درخت ہوگا وہان پر یہ کیڑے نہین جا سکتے، خصوصًا کالے سانپ وغیرہ کو انار سے نفرت کرتے ہوئے چشم دید دیکھا گیا ہے، نیز دوسرے قسم کے سانپ اسکی قربت سے بھاگتے ہین، حتیٰ کہ اس کی لکڑی یا چھال کے دھوان سے بھی وہ پریشان ہوکر بھاگتے ہین، شیرین انار کی خاصیتون مین ایک یہ بھی ہے کہ وہ پکی ہوئی چیزون سے دھوان پن کو نکالدیتا ہے، اس طریقہ پر کہ ہانڈی چڑھائی جائے اور شیرین انار کے چند دانے اس مین ڈالدیے جائین اور تھوڑی سی گائے کی چربی ملادی جائے، اس سے دھوان کا ذائقہ اور دوسرے خراب ذائقے کا اثر جاتا رہتا ہے،

انار کے لیے زمین کے اقسام مین سے وہ زمین نافع ہے جو شیرین ہو اور سرخ نرم زمین اور اسی طرح مرطوب اور ریتیلی زمین اس کے لیے موافق ہے، روغن دار اور مرطوب زمین مین بھی یہ اچھی طرح اگتا ہے، اچھی زمین مین یہ جلد پکنے لگتا ہے، لیکن پھل زیادہ نہین ہوتے ہین. یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انار

اور زیتون یا بس زمین مین اچھی طرح ہوتے ہین، بعضون نے یہ کہا ہے کہ انار اور گلنار کے پودے خشک زمین مین منتقل کئے جا سکتے ہین، اور ہر دوسری شام مین ان کے پودون کو سیراب کرنا چاہیئے اور اس مین چڑیون کی بیٹ ڈالدینی چاہیئے، انار کے ملوخ اوتاد اور شاخین اور پودے بھی لگائے جا سکتے ہین، اسکی تکبیس اور استسلاف دونون کیجا سکتی ہے، اس کے دانے بھی بوئے جاتے ہین، اس کے اوتاد جنوری کے مہینہ مین لگائے جاتے ہین اور تین وتد کو ایک ہی جگہ پر رکھتے ہین، بشرطیکہ یہ نیت ہو کہ اسی جگہ پر چھوڑ دیئے جائینگے، لیکن اگر منتقل کرنے کا خیال ہو تو سب کو الگ الگ لگانا چاہیئے، اسی طرح ملوخ کو بھی لگانا چاہیئے، بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ انار کے اوتاد مارچ کے مہینہ مین اور ملوخ فروری کے مہینہ مین لگائے جاتے ہین، اور دسمبر مین تکبیس کیجاتی ہے، اس کا گڈھا دو بالشت سے زیادہ گہرا نہین رکھنا چاہیئے، اس کے تخم کو اس طرح بویا جائے کہ پختہ انار کا پھل لیا جائے اور اس کا عرق نچوڑ دیا جائے، پھر اس کے تخم کو پانی سے دھو کر اچھی طرح خشک کر دین اور پھر نئے ظروف مین رکھدین، لیکن یہ طریقہ سب سے ناقص ہے، جنوری کے مہینہ مین ان کو بویا جائے، ظروف مین اچھی مٹی اور پرانی کھاد ملادین، نیز راکھ اور ریت بھی ڈالدین، تین سال کے بعد اس کو منتقل کرین جہان پر موقعہ دیکھین لیجائین، اس کے منتقل شدہ پودے تین بالشت گہرے گڈھوں میں لگائے جائیں کیونکہ اس کی جڑین زمین کی سطح کے قریب ہی رہتی ہین اور اس مٹی سے جلد مخلوط ہو جاتی ہین، جس مین راکھ ہوتی ہے، ہر پودون کے درمیان مین چھ سے آٹھ ہاتھ تک فاصلہ

رکھنا چاہیئے، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا اچھا نہین ہے، اس کی وجہ مرغوطیس
نے اس سے قبل بتادی ہے، جو پودہ کہ اپنی پہلی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے،
وہ بہت اچھی طرح نشو ونما پاتا ہے، منتقل کرنے کے ایک سال کے بعد کھاد ڈالنی
چاہیئے جس مین کبوتر کی بیٹ اور ریت وغیرہ ملی ہو، بقیہ عمل اسی طرح کرنا چاہیئے جیسا
اس سے قبل بتایا گیا ہے،

اس کے اوتاد اور ملوخ پھول کے نکلنے کے بعد لگائے جاتے ہین، جن شاخون
کی کھال پھٹی ہو ان کو ہرگز نہ لگانا چاہیئے، کیونکہ اس طرح لگانے مین پھل کم آتے ہین،
اور گر جاتے ہین، اس مین کوئی علاج کارگر نہین ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ہم نے انار کے ایک درخت کو ہرا بھرا دیکھا،
جو ایک وتد سے لگایا گیا تھا، اس کا منتقل شدہ پودہ بھی چھوٹے سے قد مین ثمر آور
ہوگیا تھا، لیکن جب زیادہ پھل آیا تو وہ بڑھ نہ سکا کیونکہ وہ اچھی طرح ہوا کو دفع
نہین کرسکتا تھا،

بادنجان کا پودہ انار کے موافق نہین ہوتا، انار کے لیے کثرت سیرابی اور کثرت
تعمیر یعنی ہلوائی بہت مفید ہے، اس کو وہ پسند کرتا ہے، اور اگر پانی کی قلت ہو
تو بھی کوئی نقصان نہین ہوتا، اس کو آخری جون سے آخری ستمبر تک سیراب کرنا چاہیئے
اکتوبر کے نصف مہینہ مین اس کا دانہ جم جاتا ہے، ریت کی کثرت اس کے لئے
نقصان دہ ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ انار کھاؤ اس سے
حسد وبغض دفع ہوجاتا ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم سے

روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ انار کے ساتھ اس کی گٹھلی یعنی تخم بھی کھاؤ اس سے
معدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے، جس شخص کے پیٹ مین عرق انار جائے اس کا قلب
روشن رہتا ہے، اور چالیس دن تک شیطان کے وسوسہ سے محفوظ ہو جاتا ہے
حضرت حارث کہتے ہین کہ مین نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ وہ گود مین انار رکھکر کھا
رہے ہین مین نے پوچھا کیا کھا رہے ہین، جواب دیا کہ اے حارث ہر انار مین
ایک دانہ جنت کا بھی ہوتا ہے، جو شخص اس کو کھاتا ہے وہ آسودہ ہو جاتا ہے،
مین اسی کو ڈھونڈھتا ہون، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لوگون نے دیکھا کہ
جب وہ انار کا دانہ دیکھتے تھے تو اٹھا کر کھا لیتے تھے لوگون نے پوچھا کہ ایسا
کیون کرتے ہین فرمایا کہ کوئی انار ایسا نہین ہے جس مین جنت کا ایک دانہ
نہ ہو، مین اسی کو سمجھکر کھا لیتا ہون، ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہر انار مین ایک
دانہ جنت کا ہوتا ہے اس لیے اس کے کھانے مین مین کسی کو اپنا شریک نہین
بناتا ہون،

گلنار کے لگانے کا طریقہ

یہ بھی انار کی ایک قسم ہے، یہ مذکر ہوتا ہے اس کی بھی دو قسمین ہین ایک
بستانی اور جبلی، اس کی پتیان بڑی ہوتی ہیں، شگوفہ اور پھول انار سے بھی بڑے
ہوتے ہین، اسکی کلیان سرخ رنگ کی ہوتی ہین بعض گلابی ہوتی ہین اور بعض
سفید ہوتی ہین اس کی شاخین اور اوتاد اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے انار کے
لگائے جاتے ہین اس مین تخم نہین ہوتا ہے،
جو شخص انار کو گلنار بنانا چاہے اس کو انار کے ان اوتاد کو جن کے اطراف

وجوانب سے کٹے ہوئے نہ ہون نومبر کے مہینہ مین الٹ کر لگائے اور ایک سال کے
بعد اکھیڑ ڈالے اور اطراف وجوانب کو تیز لوہے سے کاٹ ڈالے اور دوبارہ اسی
طرح لگا دے، اس طریقہ پر چار مرتبہ چار سال تک کرے، پانچوین سال مین اسکو
آرام لینے کے لیے چھوڑ دے، پھر اس مین کلیان انار کی کلیون سے زیادہ کھلین گی
اور خوشنما معلوم ہونگی، اوتا د زیادہ تعداد مین لگائے کیونکہ بار بار اکھیڑنے اور لگانے
سے اس کا بعض حصہ خراب ہوجاتا ہے،

فصل

بادام کے لگانے کا طریقہ،

ان مین سے بعض بڑے ہوتے ہین اور بعض شیرین اور پستہ کے برابر ہوتے
ہین، لیکن سب کی ترکیب عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے
کہ یونیوس کہتا ہے کہ بادام نرم زمین کو چاہتا ہے، قسطوس کا قول ہے کہ بادام
کے لیے سب سے اچھی زمین جزائر کی ہوتی ہے، سمانوس کا قول ہے کہ بادام پہاڑون
مین لگایا جاتا ہے کیونکہ وہ برودت کو پسند کرتا ہے، نرم زمین مین یہ بڑا ہوتا ہے
اور کثرت سے پھلتا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بادام کا تخم گوبر ملے ہوئے کثیر المقدار پانی مین تین دن تک
ڈالدین، اس کے بعد نکالکر ہر ایک کو ایک گڈھے مین بودین، اس سے قبل گڈھے
مین کچھ زمین کی مٹی ملا دینی چاہیئے، اور دو تخمون کے درمیان مین کچھ فاصلہ رکھنا
چاہیئے، تخم کا پچھلا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیئے، یعنی اس مٹی پر جو بعد کو ڈالی گئی ہو،

پچھلا حصہ گڈھے کے علوی سمت مین نہین ہونا چاہیئے اس کے بعد مٹی ملی ہوئی کھاد ڈالنی چاہیئے، گڈھے کا عمق ایک بالشت سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے، گڈھے کے قریب ایک ستون گاڑ دینا چاہیئے تاکہ اس پر چڑھ سکے، یونیوس یہ بھی کہتا ہے کہ بادام ان شاخون سے بھی لگایا جاتا ہے جو وسط سے کاٹی گئی ہون، قسطوس کہتا ہے کہ بادام کی زراعت مین اختلاف ہے بعض اس کے چھلکے لگاتے ہین اور بعض پودے لگاتے ہین، بعض اس کی شاخین لگاتے ہین' انکو ہاتھ سے نوچتے ہین، اکثر بادام کی وہ شاخین لگائی جاتی ہین جو بالکل اوپر ہوتی ہین اور اس طریقہ کو دوسرون نے پسند بھی کیا ہے، یونیوس کے علاوہ بعض نے یہ کہا ہے کہ درخت کے قریب جو شاخین پھوٹتی ہین ان کو جڑ سمیت لگا دینا چاہیئے، بادام کا پودہ خریف مین منتقل کیا جاتا ہے ربیع مین نہین، کیونکہ ربیع مین اس کی پتیان بڑھتی ہین، لیکن تخم ربیع اور خریف دونون مین بوئے جاسکتے ہین،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ بادام اس وقت درخت سے توڑا جائے جب کہ اسکے اوپر کا چھلکا نکل آئے اور جو تیار نہ ہو اس کو رہنے دینا چاہیئے تاکہ دھوپ مین رہ کر سفید ہو جائین، دسمبر کے وسط مین اس کا پودہ منتقل کیا جاتا ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ اگر بادام کا تخم زمین مین چار انگل گہرے گڈھے مین بھی بویا جائے تو وہ نہین اُگے گا، بادام مین سب سے پہلے پھول آتا ہے، یہ درخت کثرت سے کھاد کا محتاج ہے، اس مین گائے کا گوبر بادام کے پتے کے ساتھ ملاکر دیا جائے خشک مٹی اور انسان کا فضلہ اسی طرح کبوتر اور دوسری چڑیون کی بیٹ بھی دیجائے اس کی ترکیب یہ ہے کہ گائے کے گوبر مین بادام کا چھلکا اور اسکی پتیان ملا دیجائین،

اور پھر ان کو ایک گڈھے مین ڈالدیا جائے اور اس کے بعد پیشاب ڈالدیا جائے
یہان تک کہ سخت متعفن اور سیاہ ہوجائے اس کے بعد خشک ہونے دیا جائے
اور اس مین خشک مٹی ملادی جائے، بادام کے درخت مین کھاد اس کو سیراب
کرنے کے بعد ڈالنی چاہیئے، خشکی کی حالت مین ڈالنا اچھا نہین ہے، دسمبر مین اسکا
عمل اچھا ہوتا ہے، کھاد کے ڈالنے کا یہی طریقہ اس کو شیرین بنادیتا ہے، تلخ بادام
مین صرف ایک مرتبہ کھاد ڈالیجاتی ہے، اس کی روٹیان پکائی جاتی ہین،
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی دوسرے غلہ کے ساتھ پیس کر روٹی پکائین،
بادام کے لیے پہاڑ کی بلند جگہین بہت مفید ہین اور اس کے سامنے کے میدان
بھی اچھے ہوتے ہین، پانی سے تمام سیراب ہونے والی زمینین اس کے لیے اچھی
ہین، صرف سیاہ زمین مضر ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے، اور اس کی شاخین تکبیس
کی ترکیب سے لیجاتی ہین، اور وہ لانبے گڈھون مین بچھادیجاتی ہین، ان کے اوپر
اور نیچے مٹی ڈالدیجاتی ہے، ہر چوتھے دن سیراب کیا جاتا ہے، نومبر کے مہینہ مین
ایسا کرنا چاہیئے، اس کے اوتاد کو اسی زمانہ مین نہرون کے قریب یا پانی کے راستون
کے قریب لگانا چاہیئے، اس کا تخم اگر تین دن تک پانی اور شہد مین ڈالدیا جائے
تو بہت شیرین ہوگا، تخم کو ظروف مین بونا چاہیئے، یا حوضون مین، تخم کے اوپر کا
حصہ اوپر رکھنا چاہیئے اور نیچے کا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیئے،

انطولیوس افریقی کا قول ہے کہ ہر گڈھے مین تین دانے کھڑے بوئے
جائین اس کے بعد، ایک سال کے بعد ان کو منتقل کردیا جائے، بعض کا یہ قول ہے
کہ جنوری مین ظروف سے حوضون مین منتقل کرنا چاہیئے اور دو سال کے بعد اس جگہ

لے جانا چاہیئے جہان یہ نشو ونما پا سکے منتقل کرتے وقت اس کی رگین نہ کٹنے پائین
اور ان مین لوہا نہ لگنے پائے، ایسے گڈھے مین پودہ کو منتقل کرنا چاہیئے جو اس کے قد
کے لحاظ سے مناسب ہو ہر دو درخت کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے،
بعض لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر نہ منتقل کیا جائے تو اچھا ہے لیکن مین نے ایسے
درخت کو جو منتقل نہین کیا گیا تھا دیکھا کہ اسمین پھل کم آتے ہین،

بادام کاٹ چھانٹ کو پسند نہین کرتا اور نہ یہ زیادہ تعمیر کو چاہتا ہے کیونکہ
یہ پہاڑی پودہ ہے، خریف کے موسم مین ہم جنسون کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، قرا بیا
کشمش، اخروٹ، عیون البقر اور دوسرے گوند دار درختون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،
امرود کے درخت کے ساتھ جو بادام لگایا جاتا ہے، وہ بہت زیادہ اچھا ہوتا ہے،

فصل

صنوبر کے لگانے کا طریقہ،

اس کی تین قسمیں ہین صنوبر جبلی جو مؤنث ہوتا ہے، اس کے پھل بڑے بڑے
ہوتے ہین دوسری قسم وہ ہوتی ہے جس مین پھل نہین ہوتے ہیں اسکو مذکر کہتے ہین،
اور ارز بھی کہلاتا ہے، تیسرا سرو کے مشابہ ہوتا ہے، تینون کا عمل ترکیب ایک ہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ دیمقراطیس نے کہا ہے کہ صنوبر کو تین دن
تک پانی مین بھگانا چاہیئے اس کے بعد وہ بو یا جائے، اس کو اوائل مارچ مین لگانا
چاہیئے اور دو سال یا تین سال کے بعد منتقل کرنا چاہیئے، یہ جنگلون مین اچھی طرح
ہوتا ہے انتولون کا قول ہے کہ اس کے لئے ریتیلی زمین اچھی ہے کیونکہ ساحلی پودون

ہین سے ہے، باغون ہین بھی لگایا جاتا ہے، مرسیال کہتا ہے کہ صنوبر کے لیے ساحلی
اور نرم زمینین مفید ہوتی ہین،

یونیوس کہتا ہے کہ صنوبر کی زراعت فندق کی طرح ہوتی ہے اور اسی زمانہ
مین لگایا جاتا ہے جس مین وہ لگایا جاتا ہے، جو صنوبر جبلی ہوتا ہے وہ ریتیلی اور پتھریلی
اور خشک زمین کو پسند کرتا ہے، اس مین کلیان نہین ہوتی ہین بلکہ سنبل ہوتے ہین،
اس کا تخم بھی لگایا جاتا ہے اور پودے بھی دوسری جگہ سے منتقل کرکے لگائے جاتے
ہین، لیکن اس کے اوتاد اور عیون اور ملوخ کارآمد نہین ہوتے ہین،

اسکے تخم کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا چھلکا توڑ کر نکال دیا جائے اور بغیر آگ دکھائے
ہوئے سنئے اور بڑے ظروف مین بو دیا جائے، ظروف مین مٹی اور کھاد ڈالدی جائے،
دانہ کو دو انگلی کے برابر کھاد کی گہرائی مین ڈالدینا چاہیئے، اور پانی سے سیراب کرتے
رہنا چاہیئے، اس کے بونیکا وقت جنوری اور فروری کے اوائل میں ہے، بعض کہتے ہین
کہ فروری کے اوائل مین ہے، لیکن اس سے زیادہ مدت بڑھانی نہ چاہیئے، اگر فروری
کا مہینہ گذرجائے تو مارچ مین بھی لگا سکتے ہین کھاوہی مین یہ دانہ اگتا ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ اس کے دانون کو تین دن تک پانی مین بھیگنے کے لئے
چھوڑ دینا چاہیئے اور تین تخمون کو ایک ہی گڈھے مین بونا چاہیئے، ان مین سے ایک
کے اس حصہ کو جو باریک ہے نیچے کی جانب رکھین، بعض یہ کہتے ہین کہ اس باریک
حصہ کو اوپر ہی کی طرف رکھنا چاہیئے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ تخمون مین دس دن تک
بچون کا پیشاب ڈالنا چاہیئے اور بعض پانچ دن تک کہتے ہین، یہ ایک سال کے بعد
ظروف سے منتقل کرکے حوضوں میں لایا جاتا ہے اور پھر دو یا تین سال کے بعد

اپنی اصلی مٹی کے ساتھ اس جگہ منتقل کردیا جاتا ہے ،جو اس کے لیے اچھی ہو،جنوری ہی مین اس کا پودہ پہاڑون سے منتقل کیا جاتا ہے، اسکی تمام جڑین اور رگین کٹنے سے محفوظ رکھی جاتی ہین، اور یہ بہت آہستگی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے اور اس گڑھے مین لگایا جاتا ہے جسکی گہرائی دس بالشت ہو، اور ہر دو درختون کے درمیان مین بارہ ہاتھ یا اس سے کچھ کم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، لگانے کے بعد آٹھ دن تک اس کو متواتر سیراب کرتے رہنا چاہیئے، پھر ایک دن بیچ کر کے آٹھ دن تک پانی ڈالنا چاہیئے، ایک مہینہ کے بعد ہر آٹھوین دن پانی ڈالنا چاہیئے، حوضون مین کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ کھاد اس کو خراب کر دیتی ہے، جب پودہ بڑھنے لگے تو ہر سال اسکی شاخین ربیع کے موسم مین سیدھی کر دی جائین، تاکہ اسکی شاخین بلند ہوسکین، ہر سال اسی طریقہ پر کرین یہانتک کہ وہ بلند ہو جائے اور اس مین پھل آجائین اس تدبیر سے وہ بڑا ہوگا اور پھل بھی آئین گے، اسکو ایک دن ناغہ کر کے پانی دینا چاہیئے، اس کے لیے پانی کی کثرت ٹھیک نہین ہے،
اگر جَو اس کے تخم کے ساتھ یا پودون کی جڑ مین ڈالدیا جائے تو وہ بہت جلد نشو و نما پائے گا یہانتک کہ دوسرا اگر تین سال مین بڑھے گا تو یہ بہت کم مدت مین بڑھجائیگا، لیکن جس گڑھے مین یہ لگایا جائے اس مین کھاد ڈالدی جائے ،
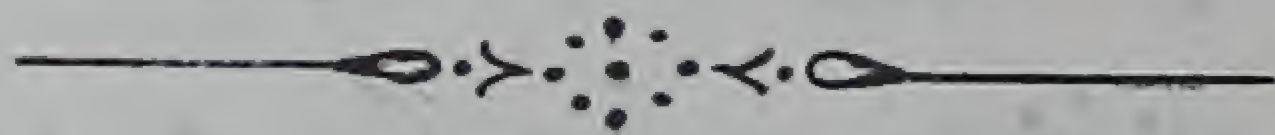
ارز جس کا دوسرا نام سرو ہے اسکی زراعت کا بیان،

اسکی دو قسمین ہین ایک (طرفا) یعنی جھاؤ کے مشابہ ہوتا ہے دوسرا (عرعر) سرو کوہی کے مشابہ ہوتا ہے، اوراس کو صنبی بھی کہتے ہین، شام مین اس درخت کو ارز کہتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ سرو کے دانے بوئے جاتے ہین اوران کے ساتھ جو کی زراعت کیجاتی ہے جب اس کا پودہ اس قابل ہوجائے کہ وہ منتقل کیاجائے تو اس کو منتقل کردینا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے بعض فلاحت کی کتابون مین یہ پڑھا ہے کہ سرو کے ساتھ جو کی زراعت کی علت یہ ہے کہ جو زمین سے مرطوب اور لعابدار غذا حاصل کرتا ہے، اسلیے سرو کے ساتھ اس کے شریک کرنے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ زمین کی رطوبت جو جذب کرے تاکہ سرو لعابدار رطوبت رکھنے والی زمین کے مضر اثرات سے محفوظ ہوجائے اور سرو کے لیے زمین عمدہ ہوجائے،

ابن حجاج کے علاوہ دوسرون کی رائے ہے کہ سرو کے لیے ریتیلی خشک مٹی موافق ہے خصوصاً وہ سرو جو تخم سے اُگا ہو، اور اچھا سرو وہی ہوتا ہے جس کا تخم بویا جاتا ہے

اس کا وتد نہین لگایا جاتا ہے اس کی جڑ یا قرب د جوار مین ایسی شاخ نہین ہوتی ہے جو لگائی جا سکے، اگر اس کی ان شاخون کی تکبیس کیجاتی ہے جو نیچے کی طرف اس طرح جھکی ہون کہ ان کا اعلیٰ حصہ سطح زمین تک پہنچتا ہو، اس قسم کی شاخون کو زمین مین دو بالشت کا گڈھا کھود کر اکتوبر کے مہینہ مین دفن کر دین، ان شاخون کو ظروف مین بھی استسلاف کے اصول پر لگاتے ہین، اس کے تخم کے بونے کی صورت یہ ہے کہ درخت سے اسکا سبز پھل فروری کے آخری عشرہ مین لے لیا جائے اور اس کا دانہ نکالا جائے اور سرخ ریتیلی اور خشک مٹی مین اس کو بویا جائے، جیسے پودینہ لگایا جاتا ہے، تخم کے بونے کے بعد اوپر سے ایک تہ ریت کی ڈالدینی چاہیئے، سرو کا تخم کمزور تخمون مین سے ہے اس مین وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو ریحان مین بتایا جا چکا ہے اور ان ظروف کو جنمین یہ تخم بوئے جائین اس مقام پر رکھین جہان پر آفتاب کی گرمی پہنچ سکے، لیکن بعض کی رائے ہے کہ ایسے مواقع پر رکھنا چاہیئے جہان دھوپ نہ پہنچے اس کی حفاظت کرنی چاہیئے کہ اس پر بارش کا پانی اس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ وہ اُگ نہ جائے، اس کو ہر ہفتہ مین دو مرتبہ میٹھے پانی سے سیراب کرنا چاہیئے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی زراعت جو کے ساتھ عمدہ ہوتی ہے. جب جو تیار ہو جاتا ہے تو سرو کو اکھیڑ لینا چاہیئے، اور دوسری جگہ منتقل کر دینا چاہیئے، ایک سال کے بعد حوضون مین لیجانا چاہیئے، بشرطیکہ اس مین انتقال کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اس جگہ پر لگانا چاہیئے جو اس کے لیے مناسب ہو، بعض کی رائے ہے کہ دو سال کے بعد وہان کی مٹی کے ساتھ اس کو منتقل کیا جائے اور اس کی رگین جڑ کی طرف موڑ دی جائین ہر دو پودون کے درمیان مین چھ سے آٹھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ہر

چوتھے دن ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے اور زمین کی بار بار تعمیر کرنی چاہیئے، یہان تک کہ وہ تکمیل تک پہنچ جائے، بعض کی رائے ہے کہ ایک سال کے بعد اسکی جڑ کو خریف مین کھولدین، اور اس مین انسان کا خشک غلیظ برادہ کی طرح ڈالدین، اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہین، بعض یہ کہتے ہین کہ اسکی جڑ مین پرانی کھاد کی طرح کی مٹی ڈالدین اور بار بار اسکو کھودتے رہین، بقیہ تمام صورتین اور تدبیرین وہی ہین، جو اس سے قبل بتادی گئی ہیں اس کی جو شاخین زمین کے متصل ہون، ان کو ایک ہاتھ کے انداز سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے، اثل کی زراعت کا بھی یہی طریقہ ہے، اور اسی طرح عرعر بھی لگایا جاتا ہے، یہ دونون سرو کے مذکر کہلائے جاتے ہین، بعض یہ کہتے ہین کہ عرعر سرو جبلی کو کہتے ہین، اسکی دو قسمین ہین ایک بڑا اور ایک چھوٹا۔

فصل

توت کی زراعت کا طریقہ،

اس کو توت العربی توت الحریر بھی کہتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ توت کو اول ربیع یا خریف مین بونا چاہیئے، جو خریف مین لگایا جائے، اس کو انگور کے پھلنے کے بعد لگانا چاہیئے، توت کا تخم بھی بویا جاتا ہے، اور اسکی تطعیم[1] بھی ہوتی ہے، دیمقراطیس کہتا ہے کہ توت کا وتد ایک ڈنڈے کے برابر حاصل کرنا چاہیئے اور جنوری کے مہینہ مین اس کو لگانا چاہیئے، قروراطیقوس کی رائے ہے، کہ اس کے ملوخ جو ذرا موٹے ہون ان کو آخر جنوری سے آخر فروری تک لگا دین،

[1] یعنی اسکی شاخ کسی دوسرے درخت کے ساتھ بھی لگائی جاتی ہی،

اس کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے، اس درخت کے لیے ریتیلی اور تر نرم اور مرطوب زمینین مفید ہوتی ہین، موٹی زمین مین بھی یہ اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ پانی سے بکثرت سیراب کیجائے، کیونکہ اس قسم کی زمین پانی کو زیادہ مقدار مین چاہتی ہے،

توت کی چند قسمین ہین، ایک سفید ہوتا ہے جو متوسط درجہ کا ہوتا ہے، نہ زیادہ بڑا ہوتا ہے اور نہ زیادہ چھوٹا ہوتا ہے، دوسرا سیاہ ہوتا ہے، بعض زرد اور بعض نیلگون اور بعض خاکی رنگ کے ہوتے ہین، ان کے ذائقہ مین بھی تفاوت ہوتا ہے، بعض شیرین ہوتے ہین بعض کڑوے اور بعض پھیکے ہوتے ہین، توت کے لیے اچھی کھاد مفید ہوتی ہے، اس کے لیے کوئی کھاد مخصوص نہین ہے بلکہ مختلف قسم کی کھادون کا ڈالنا زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور اس سے وہ زیادہ نمو پاتا ہے اور اچھی طرح بار آور ہوتا ہے، اس کا سب سے اچھا پھل وہ ہوتا ہے جس کو کسی چڑیا نے کھایا ہو، یہ اس کی غایت پختگی اور شیرینی پر دال ہے، توت ان مقامات پر لگایا جاتا ہے جہان پر نہرون کا کنارہ ہو، یا جہان پر بارش کا پانی اکثر جمع ہوتا ہو، کیونکہ ایسی جگہ پر یہ جلد نشوونما پاتا ہے، اور کھاد اس مین اور زیادہ قوت پہنچاتی ہے، اس تری کی وجہ سے جو زمین پانی کی قربت سے حاصل کرتی ہے، یہ بہت زیادہ اگتا ہے، جنگلون مین یہ خودرو بھی ہوتا ہے، لیکن جو توت کہ پانی کے قریب یا نہرون کے کنارے پر لگائے جاتے ہین وہ بڑے ہوتے ہین اور ان کے پھل بھی اچھے ہوتے ہین، توت ترکیب کو قبول کرتا ہے بشرطیکہ اس کے مشابہ اور ہم جنس چیزین ہون، سوسادنے کہا ہے کہ توت امرود کا بھائی ہے کیونکہ وہ بہت سی چیزون مین ان کا مماثل ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ توت کے لیے خشک قلیل الرطوبت زمین جس پر ہوا کا گذر کم ہو موافق ہوتی ہے، کیونکہ

اس درخت کی جڑین مضبوط نہین ہوتی ہین اگر ہوا زور وشور سے چلے تو درخت کو گرا دے، تقریباً ہر قسم کی زمین سوائے سیاہ زمین کے اس کے موافق ہوتی ہے، مرطوب اور بکثرت پانی سے سیراب شدہ زمین مین یہ بہت عمدہ ہوتا ہے، نیز اس مین جسمین پرانی کھاد ملی ہو اچھا ہوتا ہے، ملوخ اور لواحق کے لیے چار بالشت کی شاخین لینی چاہئیں جو سرخ اور چکنی ہون اور تا دبھی اتنے ہی لانبے لیے جائین اور یہ ایک ذراع سے ایک ہرادہ یعنی ڈنڈے تک موٹے ہون، یا قدم سے ساق تک موٹے ہون، اس کا تخم بھی لگایا جاتا ہے، اس کے اوتاد اور ملوخ دونون، ایک صف مین نہر کے قریب لگائے جاتے ہین اور جو شاخین کہ زیادہ موٹی ہون ان مین سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تین تین بالشت کے کاٹ لیے جائین اور انکی مٹائی پھاڑ چیر کر کم کر دی جاتی ہے، اس کے بعد زمین کے حوضون مین لگا دیے جائین اور اوپر سے زمین کی مٹی ایک بالشت کے انداز سے ڈالدیجائے اور بار بار اس کو سیراب کرتے رہین اور اسی طرح سیراب کرین جس طرح کہ زیتون وغیرہ کو سیراب کرتے ہین، اس کے لگانے کا وقت اول نومبر سے وسط اپریل تک ہے، اور بعض کہتے ہین کہ فروری اور مارچ کے نصف اوّل مین ہے،

اس کا تخم کمزور ہوتا ہے، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے بعض یہ کہتے ہین کہ جب پھل اچھی طرح پک جائے تو اس کو پانی سے دھونا چاہیے اور ملکر اس کا پانی نچوڑ دینا چاہیے، اس کے بعد اس کو سایہ مین خشک کرنا چاہیے، جب خشک ہو جائے تو اٹھا کر زراعت کے وقت کے لیے رکھدینا چاہیے، پھر جب وقت آئے تو تخم کو ظروف مین بو دینا چاہیے اور ایک سال کے بعد زمین کے حوض مین منتقل کرنا چاہیے پودون کے ساتھ ظروف کی مٹی لیجائے، اور پھر دو سال کے بعد حوض سے پودے

کسی مناسب جگہ پر منتقل کئے جائین، حوضون کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کیجائے، اسکی شاخین
بھی تکبیس کے بعد منتقل کیجاتی ہین تاکہ ان مین جڑین بکثرت نکل آئین تکبیس جنوری کے مہینہ
مین کرنا چاہیئے اور ہر پودہ کے لیے اس کے قد و قامت کے لحاظ سے گڈھا کھودنا چاہیے،
اور ہر دو پودون کے درمیان بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ درخت بہت بڑھتا
ہے اس کو پانی سے برابر سیراب کرنا چاہیئے، جب زمین مین جڑ پکڑلے تو ہر آٹھوین دن
پانی ڈالنا چاہیئے،

توت کی پتیان ریشم کے کیڑون کے لیے جمع کیجاتی ہین، لیکن اس وقت جبکہ
درخت ایک سال کا ہوچکا ہو، عیون یعنی پتلی شاخون کی پتیان نہین لیجاتی ہین، اُنکا
توڑنا درختون کے لیے مضر ہے، توت کی اصلاح کے لیے ہر سال اس کو چھانٹتے رہنا
چاہیئے اور ہر اس شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے جس مین گرہ پڑ گئی ہو،

جب کبھی توت کا درخت اکھاڑا جائے تو اس کے اوپر کا حصہ قد آدم کے برابر
جنوری مین کاٹ لینا چاہیئے پھر اس کو سفید اور شیرین زمین مین لگا دینا چاہیئے، جب
نشو و نما پانے لگے تو اس کے ضعیف حصون کو کاٹتے رہنا چاہیئے یہان تک کہ وہ قوی
ہوجائے اور اچھا ہوجائے، نیز برابر اسکی زمین کو درست کرتے رہنا چاہیئے،

فصل

(جوز) اخروٹ کے لگانے کا طریقہ،

اس کی چند قسمین ہین، ایک ملیسی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے بڑے ہوتے
ہین، اور چھلکا باریک ہوتا ہے، دوسرا ترحین کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے ہوتے ہین،

اور چھلکا سخت ہوتا ہے ،

ابن حجاج رح کی کتاب مین ہے کہ اخروٹ ان مقامات کو پسند کرتا ہے جہان پانی افراط کے ساتھ پہنچتا ہو، نرم اور بار دزمین اس کے لیے گرم زمین سے اچھی ہوتی ہے،

سادھمس کا قول ہے کہ اخروٹ کے لیے وہ پہاڑی حصے بھی موافق ہوتے ہین جنکے دامن مین پانی ہوتا ہے اور وہ پودون کو سیراب کرتا ہے، سودیون کہتا ہے کہ اخروٹ نرم اور مرطوب زمین کا محتاج ہے، دمیقراطیس کی رائے ہے کہ اخروٹ کو ان زمینون مین لگانا چاہیئے، جو نہ گرم ہون نہ سرد، اخروٹ کا تخم (سباط) فروری اور خریف مین بویا جاتا ہے پھر جب نقل کی صلاحیت ہوجاتی ہے تو منتقل کردیا جاتا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ اخروٹ کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، درخت سے چھوٹی شاخین نوچ لیجاتی ہین، پھر ان مین جڑین نکل آتی ہین، مرسیال کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودے کو دانہ کے اوپر اور نیچے کی سمت مین رکھنا چاہیئے، داہنے بائین رکھنا درست نہین ہے

قسطوس کہتا ہے کہ بروراقطوس عالم اخروٹ کو لے کر ذرا سا توڑ دیتا تھا، کہ اس کا مغز صحیح وسالم نکلجائے اور پھر اس کو روئی مین لپیٹ کر بو دیتا تھا تاکہ کیڑے اس کے مغز کو نہ کھائین، اس طرح بھی وہ اگ آتا تھا، یہ شخص تمام دو چھلکے والے پھلون کو اسی ترکیب سے لوتا تھا،

اخروٹ کا پودہ ربیع سے قبل ہی لگایا جاتا ہے، اس وقت وہ اچھی طرح پھیلتا نہین ہے، خریف مین بھی اس کا پودہ لگایا جاتا ہے، دمیقراطیس کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودہ کو بھی اس کے تخم کی طرح فروری ہی کے مہینہ مین لگانا چاہیئے، اخروٹ بھی پہاڑی اور خودرو درختون مین ہے، یہ پست زمینون مین بھی لگایا جاتا ہے، اس کے

ایک گڑھے مین دو سے پانچ تک دانے بوئے جاتے ہیں، اسکی زمین کو بد ذائقہ چیزون سے پاک وصاف ہونا چاہیئے، اس کے لیے اچھی مٹی بطور غذا کے دینی چاہیئے اور پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اسکی زراعت کا وقت مارچ سے ابتدای اپریل تک ہی اسی طرح اس کے لگانے کا بھی وقت یہی ہے، اخروٹ کا درخت لانبا اور خوشبودار ہوتا ہے اگر کوئی شخص اس کے نیچے کھڑا ہو جائے تو خوشبو کی افراط سے اس کو نیند آنے لگے گی، اخروٹ کو پانی سے صاف کرنے کی ضرورت نہین ہے اور ہر قسم کی کھاد اس کے لیے مضر ہے، بلکہ اگر یہ باغون مین لگایا جائے تو اس کو جڑ سے اکھیڑ کر دو دن کیلیئے ہوا مین چھوڑ دینا چاہیئے پھر اس کو مٹی سے چھپا دینا چاہیئے،

اس کے کھانے سے منہ کی بدبو فوراً اڑ جاتی ہے، اور اگر سر مین درد ہو تو اس کو بھی سرعت سے دفع کر دیتا ہے، زہریلے جانورون کے زہر کو زائل کرنے کے لیے بھی مفید ہے، کچے اخروٹ مین حرارت کم ہوتی ہے اور نرم ہوتا ہے کیونکہ اس مین روغنیت زیادہ ہوتی ہے،

اگر خشک اخروٹ نیم گرم پانی مین ڈالدیا جائے تو وہ نرم ہو جائے گا، اور اس مین تازہ اخروٹ کی طرح تازگی آجائے گی، گوشت پکتے وقت اگر اخروٹ اس مین ڈالدیا جائے تو اس سے گوشت کی تمام خرابیان دفع ہو جائین گی، اسی طرح اگر کسی مطبوخ چیز میں نمک زیادہ پڑ گیا ہو جس کی وجہ سے ذائقہ خراب معلوم ہوتا ہو تو مغز اخروٹ کا تھوڑا سا حصہ لیا جائے اور اس کو پیس کر شہد میں مخلوط کر کے ہانڈی میں ڈالدین نمک کی تیزی وغیرہ سب مٹ جائے گی،

علاوہ ان زمینون کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، اخروٹ کے لیے وہ زمین بھی

کارآمد ہوسکتی ہے جو جدید پانی کے مقامات کے قرب مین واقع ہو یا سرد ملکون مین قحط زدہ مشہور رہو، سرخ تپھریلی اور ریتیلی زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، بشرطیکہ پانی کے مقام سے قریب ہو، تر اور بار وز مین مین بھی یہ لگایا جاتا ہے، سیاہ زمین اسکے لئے موافق نہین ہوتی، ریتیلی زمین مین بھی یہ دیر مین نشو و نما پاتا ہے، اگر اس کا دانہ بویا جائے اور پھر منتقل نہ کیا جائے، اخروٹ کے لیے سب سے اعلیٰ درجے کی زمین بارد ہوتی ہے جو قدرے خشک بھی ہو، اس کے دانہ کے لیے معدنی نرم زمین اچھی ہوتی ہے، اخروٹ کا اگر کوئی ایسا پودہ ملجائے جس سے شاخین حاصل کیجا سکین تو اس مین وہی ترکیب کرنی چاہیئے، جو اس سے قبل بتائی گئی ہے،

اخروٹ کا دانہ ان درختون سے لیا جائے جو اعلیٰ قسم کے ہون، جنکے دانے بڑے بڑے ہون اور چھلکا باریک سفید اور خوش ذائقہ ہو سب سے پہلے ان کو نابالغ بچون کے پیشاب مین بھگا دینا چاہیئے، یا ایسی مٹی مین ڈالنا چاہیئے جس پر کم سے کم پانچ دن تک پیشاب کیا گیا ہو، اس کے بعد ان کو نکالکر بو دینا چاہیئے، اس تدبیر سے اخروٹ کا چھلکا زیادہ باریک ہو جائے گا، بادام کے ساتھ بھی یہی ترکیب کیجاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر اس کو شہد اور پانی مین ڈالدیا جائے تو بہت زیادہ شیرین اور ذائقہ دار ہو جائے گا، پھر اسکو بڑے برتنون یا حوض مین ایسی مٹی کے اندر بونا چاہیئے جس مین پرانی کھاد شامل ہو، اور چار انگل کے برابر مٹی کے اندر گھسا دینا چاہیئے، اس طرح پر کہ اس کا نوکیلا حصہ اندر کی طرف ہو اور بقیہ دو حصے اوپر نیچے ہون، اس کے آخری کنارہ کی طرف ایک بڑا پتھر یا چوڑی چھت بنا دینا چاہیئے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ اخروٹ کا درخت ہی،

اخروٹ کا دانہ اگر ایسے مقام پر بویا جائے جہان پر وہ اچھی طرح بڑا ہو سکتا ہی،
تو اس کو منتقل نہ کرنا چاہیئے، ہر گڈھے مین دو یا تین دانہ رکھنا چاہیئے تاکہ اگر ایک خراب
ہو جائے تو دوسرا کارآمد ہو سکے، تینون کی جگہ سے واقفیت رکھنی چاہیئے تاکہ اُگنے
تک ان کو سیراب کر سکین، اس، کی سیرابی سے کوئی شئے مانع نہین ہے، اسکی زراعت
کے لیے سب سے اچھا وقت ستمبر مین ہے، اگر کسی وجہ سے یہ مہینہ گذر جائے تو پھر
اکتوبر مین ہے، اور اسی وقت پھل جمع کئے جاتے ہین، مارچ مین اس کے اُگنے کی
ابتدا ہوتی ہے، بعض لوگ فروری اور خریف مین بھی بوتے ہین، جب وہ نقل
مکان کا محتاج ہو تو دو سال یا اس سے زیادہ مدت گذرنے کے بعد جنوری کے
مہینہ مین اس کو منتقل کر دینا چاہیئے، جس گڈھے مین یہ منتقل کیا جائے، اس کی گہرائی
چار بالشت سے کم نہ ہونی چاہیئے، اور اس وقت منتقل کرنا چاہیئے جبکہ تمام جڑ ون
اور شاخون کے ساتھ اکھیڑ لیا جائے، کوئی جڑ ایسی نہ ہو جو خراب ہو جائے یا ٹوٹ جائے
اسی مین اس کی فلاح ہے، ہر دو درختون کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے
اور پودہ کو اس کی مٹی کے ساتھ منتقل کرنا ضروری ہے، منتقل کرنے کے بعد برابر اس کی
زمین کو درست اور پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہانتک کہ وہ زمین کو
اچھی طرح پکڑ لے، اگر جڑ ون پر سے مٹی ہٹا کر اس پر راکھ اور نئی مٹی ڈالدین تو یہ
اس کے لیے نفع بخش ہو گا، اسی طرح شاخون پر بھی اگر راکھ ڈالدیجائے تو اچھا ہے،
بعض کی یہ رائے ہے کہ اخروٹ کو آہستہ سے توڑ کر اس کا گودا نکالین اور پھر اسکو
کپڑے یا انگور کی پتی مین لپیٹ کر بو دین تو اس سے چھلکا بہت باریک ہو گا، بشرطیکہ
مارچ کے مہینہ مین کھاد ملی ہوئی مٹی مین بوئین، یہی طریقہ آلو اور صنوبر کا بھی ہے،

اخروٹ کا درخت اگر متواتر تین سال تک تین جگہون پر منتقل کیا جائے تو وہ ہر حیثیت سے اچھا ہوگا،

حمایرہ کا قول ہے، پانی اخروٹ کو خواہ چھوٹا یا بڑا پودہ ہو خراب کر دیتا ہے، اور اگر سال مین صرف چار یا پانچ مرتبہ سیراب کیا جائے تو یہ اس کے لیے موافق ہوگا، اخروٹ کاٹ چھانٹ کو پسند نہین کرتا کیونکہ لوہا اس کے لیے مضر ہے، یہ درخت تمام دوسرے درختون سے نفرت کرتا ہے اس لیے اس کے قرب مین انجیر کے سوا کوئی دوسرا درخت نہین بویا جاتا ہے، اس مین نہ کسی کی ترکیب ہوتی اور نہ یہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اخروٹ کا درخت تقریباً دو سو برس تک قائم رہتا ہے، اسکی جڑین چھیل دیجاتی ہین، جب وہ اس کی محتاج ہوتی ہین بعض وقت اس سے غافل رہنا مضر ثابت ہوا ہے حتی کہ پھل سیاہ ہوگیا ہے، بالخصوص اس وقت جب کہ یہ گرم خالص مٹی کی زمین مین ہو اور پتھر یا ریت سے بالکل پاک ہو، لیکن اگر پتھریلی یا ریتیلی زمین ہو تو بغیر چھیلے ہوئے ایک عرصہ تک رکھ سکتے ہین، اس کے چھیلنے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے کی پتلی رگین کاٹ ڈالی جائین اور کوئی رگ باقی نہ رہنے پائے کیونکہ جو بچ جاتی ہین فساد پیدا کرتی ہین، اس طرح پر اگر درخت چھیل دیا جائے تو اس کی نشو ونما دوبارہ اچھی ہو جائے گی، سات یا آٹھ سال کے وقفے کے بعد پھر جب چھلکا کثرت سے نکل آئے تو چھیل دینا چاہیئے کیونکہ ان چھالون مین مضبوط رگین نکل آتی ہین، چھیلنے کے بعد اس پر تازی مٹی اور پانی ڈالنا چاہیے، بالخصوص جب کہ موسم گرما ہو، اگر کاٹنے مین درخت کی جڑین بھی کٹ جائین اور اس مین کوئی جڑ باقی نہ رہے تو تمام شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے اگر ایسا نہ کرین گے تو ہوا کا ایک

جھونکا اس کو گرا دیگا اس لیے اس سے غفلت نہ کرنی چاہیئے، ان چھالون کو خشک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو سایہ دار جگہون مین لٹکا دیا جائے، اس طرح کہ ہوا پہنچتی رہے لیکن مغربی ہوا سے محفوظ رکھا جائے کیونکہ وہ ان کو سیاہ بنا دیتی ہے، بلکہ مشرقی ہوا ان کے موافق ہوتی ہے، سب سے اچھی چھال وہ ہوتی ہے جو موسم خریف مین نکالی جاتی ہے اور جو ربیع مین نکالی جاتی ہے وہ سیاہ ہوتی ہے،

فصل

انجیر کے لگانے کا طریقہ،

انجیر مختلف رنگ اور قسم کے ہوتے ہین، لیکن سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ انجیر خریف اور ربیع دونون مین لگایا جاتا ہے، اس کے لیے وہ زمینین اچھی ہونگی جو قوی ہون لیکن ان مین تراوٹ یا پانی نمایان نہ ہو کیونکہ پانی اور نمی کی کثرت اس کے لیے مضر ہے، اسی طرح کھاد کی کثرت بھی پھلون مین نرمی پیدا کر دیتی ہے، البتہ ریت سے پھلون مین شیرینی آتی ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ ریت برودت کی وجہ سے انجیر کے لیے مفید ہے، کیونکہ ریت موسم گرما مین بھی بارد رہتی ہے، اگر حرارت کی کثرت بھی ہو تو اس سے نقصان نہین پہنچ سکتا، ریت کی ٹھنڈک نیچے اوپر تمام رگ و ریشہ مین سرایت کر جاتی ہے، چونکہ ریت زمین کے اندر ہوتی ہے، اس لیے ٹھنڈک اس مین زیادہ ہوتی ہے انجیر اعلیٰ درجہ کی زمین مین بڑے دانہ کا ہوتا ہے، سفید اور سرخ زمینول مین اس کی زراعت ہو سکتی ہے. بشرطیکہ یہ تپلی ہون، اگرچہ ان مین پھل بڑے بڑے نہین ہوتے لیکن

شیرین زیادہ ہوتے ہین، اس کا پودہ ملوخ سے تیار کیا جاتا ہے جیسا کہ اور دوسرے درختون
کے ملوخ بنائے جاتے ہین کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے باریک تخم بو دیئے جاتے
ہین اور اسکا پودہ بھی منتقل کیا جاتا ہے،

طامین ہے کہ انجیر کے لیے نرم زمین اور وہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو موافق ہوتی ہے،
انجیر کے پھل بھی بوئے جاتے ہین' اس طرح کہ کسی اچھے درخت سے پکے ہوئے انجیر توڑ
لئے جائین جو درخت ہی پر خشک ہو گئے ہون اور ان کو جوان بکری یا جوان عورت کے
دودھ مین بھگا دین، اور اتنی دیر تک چھوڑ دین کہ دودھ ترش ہو جائے اور اس کا رنگ
متغیر ہو جائے، اس کے بعد ہر گڑھے مین تین تین دانے بوئین اور تھوڑی مٹی سے ڈھانک
دین، یہ طریقہ وسط فروری سے لیکر اپریل کے پہلے عشرہ تک مفید ہے، بونے کے بعد
جب تک اُگ نہ آئے اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، جب ایک ہاتھ
کے برابر ہو جائے تو اس مین دوسرے مغروسات کی طرح عمل درآمد کرنا چاہیئے،
اس مین کھاد اس طرح ڈالنی چاہیئے کہ جڑون کی مٹی ہٹا کر گائے کے گوبر مین توت
اور گلاب کی لکڑی کی راکھ ملا کر ڈالدین اور پھر جڑون کو مٹی سے چھپا دین، اس تدبیر سے
وہ بہت اچھا اور نفیس ہو گا، بعض لوگ انجیر کو بغیر دودھ مین بھگائے ہوئے بو دیتے
ہین، وہ گوبر مین لوکی کی بتی ڈالکر از حد متعفن پانس تیار کرتے ہین اور پھر ان کو درختون
کی جڑ مین ڈالتے ہین، اس سے بھی انجیر اچھی طرح پھلتا ہے، نقل کے بعد اوس کو
پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور جڑون مین کھاد ڈالتے رہنا چاہیئے، اس کے پودے
اسی وقت منتقل کئے جاتے ہین جس وقت اسکی زراعت شروع ہوتی ہے،

صغریت کہتا ہے کہ بعض مرتبہ ایسا بھی ہو کہ دودھ مین ڈالنے کے باوجود انجیر،

کی جڑ پھٹنے لگتی ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ اسی جگہ کی مٹی کو اس پر دوبارہ
ڈالدیتے ہین، حالانکہ ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس مٹی کو جو جڑون سے نکالی گئی ہے
چھوڑ کر نئی مٹی جڑون مین ڈالنی چاہیئے، انجیر کا درخت اول اول پانی کی کثرت کو
قبول کرتا ہے لیکن پھر اس کے لیے اسکی کثرت مضر ثابت ہوتی ہے، درخت جب
درست کیا جاتا ہے اس وقت اس کو بھی درست کرنا چاہیئے،

انجیر اور دوسرے فواکہ کے صرف وہ پھل کھائے جاتے ہین جو درخت مین
اچھی طرح پکے ہوتے ہین، خصوصاً انجیر جو زیادہ پختہ ہوتا ہے، وہ تمام آفات سے محفوظ
رکھتا ہے، انجیر کو چھیلکر کھانا چاہیئے کیونکہ اس کا چھلکا دیر ہضم ہوتا ہے اور ساتھ ہی
ملین بھی ہے، شراب پینے کے بعد اس کو کبھی نہ کھانا چاہیئے کیونکہ یہ دونون چیزین
جب آدمی کے پیٹ مین جمع ہو جاتی ہین تو امراض پیدا کر دیتی ہین، انجیر کی خشک
یا تر لکڑی کا ٹکڑہ گوشت مین ڈالدیا جائے تو وہ اسکو گلا ڈالے گا، اسی طرح اگر تین
پختہ انجیر ڈالدیئے جائین تو بھی مفید ثابت ہونگے، اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ تین
انجیر کو ایک رات ایک دن کسی تیل مین ڈالدین پھر اگر گوشت گلانیکی کبھی ضرورت
پڑے تو ان کو ڈالدین فوراً گلجائے گا،

انجیر دودھ کو منجمد کر سکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دودھ آگ پر رکھدیا جائے اور
انجیر کی لکڑی سے اس کو خوب چلایا جائے تو کچھ دیر کے بعد وہ منجمد ہو جائے گا، اسی طرح
وہ انجیر جو درخت مین خشک ہو گیا ہو اگر دودھ مین ڈالا جائے اور پھر اس کو گرم ہوا
مین چھوڑ دیا جائے تو دودھ فوراً منجمد ہو جائے گا، انجیر کی راکھ اگر منجن بنا کر استعمال کیجائے
تو اس سے دانت بہت صاف ہون گے، دانت کی سیاہی اور زردی یک لخت

دور ہو جائے گی، اور اگر اس مین زرد موتی ملا دین تو دانت کو چمکدار بنا دے گا،

انجیر کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین، بوقت ضرورت لوگ کھاتے بھی ہین، جب پھل زرد ہون تو اسی وقت توڑ لینا چاہیئے اور اسی طرح کرنا چاہیئے، جیسے بلوط مین بتایا گیا ہے، یعنی یہ کہ میٹھے پانی مین ان کو ابال ڈالنا چاہیئے، اس کے بعد پانی نچوڑ کر خشک کر کے پیس ڈالنا چاہیئے، پھر روٹی پکا لینا چاہیئے، انجیر مین شیرینی کے ساتھ حرارت اور حدت بھی ہے، پانی مین جوش دینے کے بعد یہ بات جاتی رہے گی،

رازی کا قول ہے کہ گوشت کو انجیر، کنیر، اور رنڈ کے کوئلون پر نہین بھوننا چاہیئے، اور نہ ان سے تنور کو گرم کرنا چاہیئے، انجیر پہاڑ مین خود بخود اُگ آتا ہے، اور نرم زمین مین لگایا جاتا ہے، مرطوب زمین مین اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے، بلکہ جس قدر رطوبت کی کثرت ہو گی اتنے ہی درخت بڑھے گا، اور اس کے پھل اچھے ہون گے، بشرطیکہ خراب ہوا نقصان نہ پہنچائے،

اس کو بہت زیادہ اچھی زمین مین لگانا مناسب نہین ہے، اگرچہ اس مین نشوونما اچھی طرح پاتا ہے، لیکن نقصان یہ ہے کہ موسم سرما اور گرما مین سردی اور گرمی اندر نفوذ کر جائے گی، اور اس کو خشک کر دیگی جس سے اسکی عمر کم ہو جائے گی، البتہ حورانی مین اس کے مواقق ہوتی ہے، اگر میدان مین لگائین تو ایک دوسرے کے درمیان، فاصلہ رکھین،

ص کا قول ہے کہ انجیر کے ملوخ، اوتاد، اور عیون تینون کار آمد ہوتے ہین اور وہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین جو گرے پڑے درختون مین اُگ آتی ہین، اسی طرح تکبیس سے بھی شاخین لیجاتی ہین، یہ اس قسم کا درخت ہے جو ہر قسم کی زمین مین لگایا جاتا ہے

خواہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو،
ملوخ اور عیون اس وقت لگائے جاتے ہین جبکہ پانی اس مین جاری ہو اور
زمین پانی سے لبریز ہو، ایسا جنوری مین ہوتا ہے اس کے لیے قبر کی شکل کے
گڈھے تیار کئے جاتے ہین، اگر عوسج کا کانٹا ملکر کسی انجیر کے نیچے رکھدین تو ایک
دن اور رات بھی نہ گذرنے پائین گے کہ وہ پک جائے گا، ابن حزم کا قول ہے
کہ انجیر بھی ایک غذا ہے،

ط مین ہے کہ حمیر انجیر کی ایک قسم ہے اسکی بھی دو قسمین ہین، یہ تمام انجیرون سے
گرم ہوتا ہے لیکن اوسکی زراعت سہل ہے، اس کا درخت بھی دوسرون سے بڑا
ہوتا ہے، لیکن یہ معدہ کے لیے مفسد ہے اور تلخی کی طرف جلد مائل ہو جاتا ہے،
ذکار (انجیر کا وہ درخت جس مین پھل نہین ہوتے) کا بھی طریقۂ عمل یہی ہے جو انجیر کا
ہے، فرق یہ ہے کہ ذکار کے لیے کوئی درخت نہین ہے جس سے شاخ حاصل کیجائے
انجیر ذکار کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور ذکار انجیر کے ساتھ ترکیب پاتا ہے،

فصل

گلاب کے لگانے کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ گلاب کے رنگ مختلف ہوتے ہین، بعض سرخ ہوتے
ہین اور بعض سفید ہوتے ہین، بعض نیلگون ہوتے ہین اور بعض زرد ہوتے ہین
اور بعض ایسے ہوتے ہین جنکے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر زرد ہوتا ہے، اسی
طرح گلاب کی کئی قسمین ہین، ایک پہاڑی ہوتا ہے اور دوسرا احمر مضعف کہلاتا

ہے اور تیسرا ابیض مضعف کہلاتا ہے، چوتھا حسینی ہوتا ہے،

پہاڑی مین بھی چند قسمین ہوتی ہین، ایک بہت زیادہ سفید ہوتا ہے، جس مین سرخی کا نام تک نہین ہوتا ہے اور ایک سرخ ہوتا ہے جو مجوسی کے نام سے معروف ہے، یہ مشرق، غور اور بلاد شام مین پایا جاتا ہے، اس کے ہر پھول مین پانچ پتیان ہوتی ہین، ورد مضاعف اعلیٰ قسم کا گلاب ہوتا ہے، حتی کہ بغیر کھلے ہوئے توڑ لیا جاتا ہے، اس کا رنگ سفید اور سرخی مائل ہوتا ہے، لیکن پہاڑی سے زیادہ سرخ ہوتا ہے، اس کے ایک پھول مین چالیس یا پچاس پتیان ہوتی ہین، یہ کوئی نقصان نہین پہنچاتا، بلکہ باغ کے لیے باعث زیب و زینت ہے، اس کی خوشبو بہت تیز ہوتی ہے، مضاعف کی شاخ دوسرے گلاب کی شاخون سے موٹی ہوتی ہے، لیکن پہاڑی گلاب اگر کسی موٹی زمین مین لگا دیا جائے تو اس کی شاخ اس سے بھی زیادہ موٹی ہو جائے گی، مشرقی ممالک مین زرد رنگ کا گلاب ہوتا ہے، اور نیلگون بھی ہوتا ہے، بعض کے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر زرد رنگ ہوتا ہے اور اسی طرح بعض کے اندر کا رنگ زرد اور باہر کا نیلا ہوتا ہے، اس قسم کا گلاب طرابلس مین بھی پایا جاتا ہے، اور خالص زرد رنگ کا اسکندریہ مین ہوتا ہے، تمام قسم کے گلاب تقریبًا ایک ہی طریقہ پر لگائے جاتے ہین،

ص کی کتاب مین ہے کہ گلاب کی چار قسمین ہین، ایک سفید کافوری جو بہت زیادہ خوشنما ہوتا ہے جس کا دوسرا نام مضعف ہے، اس کا ایک پھول سَو پھول کی خوشبو کے برابر ہوتا ہے، دوسرا زرد نرگس کے رنگ کا ہوتا ہے، تیسرا بنفشئی رنگ کا ہوتا ہے اور چوتھا سرخ ہوتا ہے جو گل سرخ کے نام سے مشہور ہے،

یہ سب سے زیادہ لطیف اور خوشبودار ہوتا ہے،

گلاب خواہ وہ کسی رنگ کا ہو پانی اور زمین کی درستگی کا محتاج ہے ابن حجاج
کی کتاب مین ہے کہ گلاب کے لئے پست اور مسطح زمین بہت اچھی ہوتی ہے اور ریتیلی
بھی مفید ہوتی ہے بلکہ ریتیلی زمین مین یہ خوشبودار ہوتا ہے، گلاب جڑ سمیت لگایا
جاتا ہے، اسکی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، جب درخت حد سے زیادہ بڑھ جائے
تو اس کو چھانٹ دینا چاہیئے اور اس کے قریب آہستہ سے کھود دینا چاہیئے اس سے
اس کی حالت اچھی ہوجاتی ہے، اسکی کلیان اپریل کے مہینے مین زیادہ کھلتی ہین،
طؔ وغیرہ کا قول ہے کہ گلاب پست اور بلند دونون مقام مین ہوتا ہے امرطوب
اور عمدہ زمین بھی اس کے لیے موافق ہے اور ہر اس جگہ مین لگایا جاسکتا ہے جو بیرونی
پانی سے سیراب کیا جاتا ہے ترسفید اور بارد زمین مین بھی یہ ہوتا ہے،
صؔ مین ہے کہ گلاب کے تخم اور اس کے موخ اور اسکی شاخین اور اس کے
پودے یہ سب لگائے جاتے ہین، اس کی شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے،
اس مین بھی جڑین نکل آتی ہین، اس کے بعد وہ دوسرے مقام پر منتقل کیا جاتا ہے
اس کے لگانے کا وقت بہت وسیع ہے بڑے قسم کا گلاب فصل خریف کی ابتدا
مین لگایا جاتا ہے یعنی بارش کے بعد اکتوبر یا نومبر مین، اسی سال سے اس مین پھول
آنا شروع ہوجائے گا، بلکہ بکثرت پھول آئین گے اگر پودہ لگاتے وقت اس مین
کچھ پتیان ہون تو کوئی ہرج نہین ہے، اسکی آخری مدت اول ربیع تک ہے
بعض یہ کہتے ہین کہ آخری مدت جنوری تک ہے، اسکی پتلی شاخون کو اکتوبر اور
نومبر مین لگانا چاہیئے، جنوری مین کبھی اسکی شاخین کاٹی نہ جائین، کیونکہ یہ اس کیلئے

نقصان وہ ہے، اس طرح جو ان مین سے جنوری یا فروری مین لگایا جائے گا، وہ بھی مضر ثابت ہوگا، اس کا تخم اگست مین بویا جاتا ہے، لیکن ان مین ہے جہان نہر سے پانی پہنچایا جا سکے، ص کا قول ہے کہ ان کو ظروف مین جنوری کے مہینہ مین بو دینا چاہیئے جیساکہ دوسرے کمزور تخم کے پودون کے لیے بتایا گیا ہے،

اس کی زراعت بالکل گیہون اور جو کے مانند ہوتی ہے، ایک انگل کھاد گلاب کے ظروف مین بھر دینا چاہیئے اور روزانہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد ہفتہ مین دو بار سیراب کرنا چاہیئے، یہان تک کہ فصل خریف آجائے کیونکہ اس فصل مین وہ پانی کا محتاج نہین رہتا، جب پودہ قوت پکڑلے تو اس کو ظروف سے نکالکر زمین مین منتقل کر دینا چاہیئے، اگر یہ حوض مین بویا جائے تو اسی حال پر چھوڑ دینا چاہیئے، لیکن جو منتقل کرنا چاہے وہ منتقل کر سکتا ہے، تیسرے سال اس مین پھول آجائے گا، گلاب کی اعلیٰ شاخ اکتوبر یا نومبر مین کاٹی جاتی ہے اور گرمی کے موسم مین وہ تیار شدہ زمین مین پھیلا کر لگائی جاتی ہے اور پھر اس کو برابر سیراب کرتے رہتے ہین، یہانتک کہ وہ بہت اچھی طرح پھولون سے سج جائے اور اوسکی قضیبین چار انگل یا اس سے زائد لانبی کاٹی جاتی ہین، ان کو اسی انداز کے ساتھ گڈھون یا خطوط مین لگاتے ہین، اس کے بعد سیراب کرتے ہین، جس وقت گلاب کے ملوخ، قضیب اور پودے لگائے جائین تو ان کو اس طرح زمین مین نصب کرین کہ پودے کے اطراف وجوانب ایک انگل سے ایک بالشت تک زمین سے اوپر رہین اور اسی طرح حوض یا دوسرے قسم کے گڈھون مین ایک بالشت گہرائی فاصل رکھین، تاکہ وہ پھیل سکے، اور خطوط مین بھی اس کا لحاظ کرنا چاہیئے ہر دو خط

کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے بشرطیکہ زمین اچھی ہو، اگر زمین اچھی نہ ہو تو اس سے کم رکھین اور ہر دو گڈھون مین ایک گز کا فاصلہ رکھنا چاہیئے ،

گلاب کی شاخون اور اس کے پودون کو اکٹھا کر کے بھی لگاتے ہین، اس طریقہ پر کہ ان مین سے تین سے چھ تک کو ایک بندش مین باندھ دیتے ہین اور پھر ان سبکو ساتھ ہی لگاتے ہین، بڑون کو زمین مین پھیلا کر لگاتے ہین اور چھوٹون کو کھڑا کر کے لگاتے ہین، اور مٹی کو برابر کر دیتے ہین، ان سب کو لگانے کے بعد اوپر سے مٹی ڈالتے ہین اور پھر اچھی طرح پانی سے سیراب کرتے ہین، یہ کہا جاتا ہے کہ جن حوضون مین پودے لگائے جاتے ہین ان کا طول دس سطر اور عرض تین سطر رکھنا چاہیئے، پودے جب اچھی طرح سیراب ہو جائینگے تو پھر انشاء اللہ نشو و نما پانے لگین گے، اس کے بعد ہر ہفتہ مین دو یا تین مرتبہ سیراب کرنا چاہیئے تاکہ وہ زمین کو پکڑ لین پھر ہر ہفتہ مین ایکمرتبہ سیراب کرین، لیکن موسم سرما اور خریف مین سیراب کرنا ترک کر دو کیونکہ بارش کافی غذا پہنچاتی رہتی ہے، مئی کے مہینہ مین وہ اُگنے لگے گا، پھر عید خمسین (یہود یون کے یہان شریعت کے نزول کے دن عید منائی جاتی ہے جسکو عید خمسین کہتے ہین) مین اوسکو توڑنا چاہیئے ،

یہ تمام طریقے ان زمینون کے لیے بیان کئے گئے ہین جو نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہین، لیکن جو خود سیراب ہوتی ہین، ان کو پہلے کھود کر درست کرنا چاہیئے اور پھر ان مین گڈھے بالکیرین جو کم سے کم ایک بالشت گہری ہون کھودنا چاہیئے اور اسی طرح پودہ کو لگانا چاہیئے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، دو لکیرون مین ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے بقیہ تمام مذکورہ بالا عمل کرنا چاہیئے، اس کے لگانے مین عجلت سے کام

لینا چاہیئے، خصوصاً ان پودون کے لگانے مین جن مین جڑین نہ نکلی ہون بڑی جلدی کی ضرورت ہے، ان کو ابتدائے فصل خریف مین اس قسم کی زمینون مین لگانا زیادہ بہتر ہے تاکہ بارش کا زیادہ دیر تک انتظار نہ کرنا پڑے،

ورد مضاعف (نسرین) اگر اچھا ہو تو اس کی تکبیس کرنی چاہیئے، پہلے اس کے متصل کی خالی زمین مین لکیرین بنانی چاہیئین جو ایک بالشت گہری اور اتنی لانبی ہون جتنی کہ اسکی شاخ لانبی ہو، اس شاخ کو اس گڈھے مین سلا دینا چاہیئے، اور اطراف وجوانب کو گڈھے سے باہر نکال دینا چاہیئے، بقیہ وہی تدبیر کیجائے، جیسے اورون کے ساتھ کیجاتی ہے، اگر گلاب کی شاخین یا اس کا پودہ ناخنہ کی طرح زرد ہو جائے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے پھول ازحد خوشبودار ہون گے، پودہ کو جب زمین سے اکھاڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل کرین تو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ زمین کس قسم کی ہے، اگر وہ سیراب شدہ زمین نہین ہے تو اس کو کھود کر درست کرین اور اچھی طرح اسی وقت سیراب کرین، اس کے بعد پودہ کو اس جگہ منتقل کرین، اس کے بعد پودے کی نشو ونما مین جو کچھ کمی رہجائے گی وہ یہان ٹھیک ہو جائے گی، اور دوسرے سال پھول بھی نکل آئین گے، لیکن اگر وہ زمین آسمان کے پانی سے سیراب ہونے والی ہو تو فوراً اکھاڑ کر لگا دینا چاہیئے ادر زمین کو ہموار کر دینا چاہیئے، تاکہ خریف اور سرما کی بارش مین وہ اچھی طرح سیراب ہو سکے، انشاء اللہ اس طریقہ پر نہایت خوشنما پھول کثرت سے نکل آئین گے، گلاب کے آس پاس کی زمین کو بہت ہی ہلکے طریقہ پر کھود دینا چاہیئے، تاکہ پودے کو کوئی ضرر نہ پہنچے، کھود کر کچھ دن تک چھوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد مٹی کو برابر کرتے وقت

دوسری گھانس وغیرہ نکالدینی چاہیئے، اس کا پورا بیان زمین کی تعمیر مین انشاءاللہ آگے آئے گا، اگر گلاب کا پودہ کمزور نظر آئے اور اسکی کلیان بہت کم ہون تو دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ کسی درخت کی جگہ پر لگایا گیا ہے یا نہین، اگر اس جگہ پر کوئی درخت ہو تو اس کو فورًا اکھاڑ لینا چاہیئے، اور اس زمین کو از سر نو درست کر کے لگانا چاہیئے، لیکن اگر کوئی درخت نہ ہو تو اکتوبر کے مہینہ مین جب وہ خشک ہوجائے تو اس کو جلا دینا چاہیئے پھر جب بارش ہو تو زمین کو کھود کر تیار کرنا چاہیئے امید ہے کہ اس طریقہ پر وہی گلاب پھر نشو ونما پا جائے گا، باغون کی زیب و زینت کے لیے لوگ گلاب کے گلدستے اکتوبر مین بناتے ہین، اس طرح پر کہ ایک ایک بندش مین چھ یا آٹھ شاخین یا پودے رکھتے ہین اور انکو اسیطرح بندھا ہوا لگا دیتے ہین جب وہ زمین کو پکڑ لیتے ہین اور نمو پانے لگتی ہین تو پودونکے اوپر کی سمت سے جسم سے رنگی ہوئی ہانڈیان داخل کرتے ہین، ہر ہانڈی دو ہاتھ کی لانبی ہوتی ہے، ان کی شاخون کو ہانڈی کے منھ سے باہر نکالدیتے ہین اور ہانڈی مین مٹی اور ریت بھر دیتے ہین اور بار بار پانی سے سیراب کرتے رہتے ہین، جب کلیان آتی ہین تو درخت مختلف رنگون کا مجموعہ نظر آتا ہے، پھلون کا رنگ علیحدہ ہوتا ہے اور خود درخت ہانڈی کے رنگ سے الگ رنگا ہوتا ہے،

گلاب پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے، مین نے نہر کے کنارے پر اس کے جڑدار پودون کو لگایا ہے، تو وہ بہت اچھی طرح سرسبز ہوئے، اسکی شاخون کو بھی پانی سے سیراب کرکے لگایا ہے وہ بھی خوشنما طریقہ پر اُگین، بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ گلاب کو سیب اور بادام کے ساتھ اگر مرکب کیا جائے تو اُس کے

پھول بڑے بڑے ہون گے،

ص مین ہے کہ گلاب، انگور سیب اور بادام وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہی،
اس طرح کہ گلاب، کی وہ شاخ لیجائے جو بہت ہی نازک ہو لیکن بالکل تپلی نہ ہو،
بلکہ کچھ موٹی ہو اسکو مذکورہ بالا درختون کے قریب کسی سخت جگہ پر لگا ئین' اس کو
ترکیب کے وقت خشک ہی رکھنا چاہیئے ہیکن اس کی جڑ کی حفاظت مٹی اور
ریت سے کرنی چاہیئے پھر اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، انشاء اللہ
اس وقت تک یہ درخت رہے گا جب تک کہ وہ درخت باقی ہین،

فصل

یاسمین (چنبیلی) کے لگانیکا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اس کی پانچ قسمین ہین، بعض کے پھول سفید ہوتے ہین'
اور بعض کے زرد ہوتے ہین، ان مین عطر کی جیسی خوشبو نہین ہوتی ہے بلکہ
تفاح شعبی کی طرح کی خوشبو ہوتی ہے، تیسری قسم وہ ہے جس کے پھول نیلا
ہوتے ہین، چوتھی وہ جنکے پھول ارغوانی رنگ کے ہوتے ہین، یہ بستانی درخت
ہین، ان مین سے دو جنگلی بھی ہوتے ہین، ایک وہ جن کا پھول زرد ہوتا ہے اور
دوسرے وہ جنکا پھول سفید ہوتا ہے، اس کو ظیان بھی کہتے ہین، یہ دونون
افریقیہ اور شام مین بکثرت پائے جاتے ہین خصوصًا حرامی مین زیادہ ہوتے ہین،
ان تمام قسمون کا طریقہ عمل ایک ہی ہے،

خ لکھتا ہے کہ مین نے یاسمین کا درخت اس قدر بڑا دیکھا ہے کہ اس کے نیچے

لوگ کھڑے ہو کر سایہ حاصل کرتے ہین، ابن حجاج رح کی کتاب مین ہے کہ اس کی شاخین لگانے کی غرض سے کاٹ لیجائین لیکن ایسی شاخین کاٹی جائین جو آئندہ سال جوان ہو جائین، ان کو نیسان کے مہینہ مین لگانا چاہیئے اور برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ وہ زمین کو پکڑ لین گرمی مین متواتر سیراب کرنا ان کے لیے مفید ہے، جب پودہ بڑھ جائے تو اس کو منتقل کر دین چنبیلی کو موسم سرما مین برف سے بچانے کے لیے اس کو کسی چیز سے ڈھانک دینا چاہیئے، ورنہ برف جلا دے گی، چنبیلی ہمیشہ کھلی رہتی ہے لیکن گرمی مین خصوصیت سے بہت زیادہ خوشنما نظر آتی ہے، بعضون نے یہ لکھا ہے کہ یاسمین کے لیے سخت زمین اچھی ہوتی ہے، اس کے تخم بھی بوے جاتے ہین ملوخ اوتاد اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، ان کے لگانے کا وقت فروری، مارچ اور اوائل اپریل مین ہے، مشرقی بارد مقامات مین بھی یہ ہوتے ہین، اس کے ملوخ کے لیے وہ شاخ منتخب کیجاتی ہے جو گذشتہ سال نکلی ہو اور اس سے نئے ملوخ حاصل کرتے ہین، اپریل مین ان کو زمین کے چھوٹے حصون یا چھوٹے ظروف مین لگاتے ہین، لیکن گرم ممالک مین اس سے قبل ہی سخت زمین مین لگاتے ہین، لیکن اس زمین مین کھاد اور پرانی ریت ملاتے ہین اور اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہتے ہین اور اس وقت تک سیرابی جاری رکھتے ہین جب تک کہ وہ بڑھ نہ جائے،

اسی زمانہ مین اوتاد ان شاخون سے لیے جاتے ہین جو پرانی ہون اور جن کا رنگ سفیدی مائل ہو، ہر وتد مین دو یا تین گرہین ہون کیونکہ اسکی نشو و نما گرہ ہی سے شروع ہوتی ہے اگر گرہ نہ ہو تو اُگنے مین دقت ہوگی، اسکی حالت انگور کی جیسی ہے

ادتا وحوض اور مٹی کے ظروف مین بھی لگائے جاتے ہین، کم سے کم تین بالشت وتد کو
زمین کے باہر اور بقیہ کو زمین کے اندر رکھنا چاہیئے ایک گرہ کو زمین کے اوپر رکھنا
چاہیئے، ہر دو وتد کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ ہونا چاہیئے، لگانے کے بعد
فوراً پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اور برابر پانی ڈالتے رہنا چاہیئے، یہان تک کہ زمین
سفید ہو جائے اور پودہ نشو ونما پانے لگے، اور یہ صورت تقریبًا پندرہ دن کے بعد
پیدا ہو جائے گی، تین مہینہ کے بعد پودے کے اردگرد گھاس اُگ آئی ہو تو اوسکو
اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے اور اس کے بعد ان مین چوپایون کی پانس ڈالنی چاہیئے
اس مین انسان کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کو بھی مخلوط کر دینا چاہیئے، سب سے پہلے کدالون
سے آس پاس کی زمین کو کھود دینا چاہیئے، پانس ڈالنے کے بعد ہر چھٹے دن اسکو
سیراب کرنا چاہیئے، کھاد اکتوبر کے اوائل یا عید خمسین کی ابتدا مین ڈالنی چاہیئے،
ادتا د اگر مٹی کے بڑے ظروف مین لگائے جائین تو بہتر ہے، ہر برتن مین تین وتد
لگائے جائین، اور ہر ہفتہ مین تین مرتبہ ان کو سیراب کیا جائے، ایکسال کے بعد
مٹی سمیت اس کو حوضون مین منتقل کرنا چاہیئے، کچھ دن تک وہان بڑھنے کیلیے
چھوڑ دینا چاہیئے، پھر وہان سے مٹی کے ساتھ دوسری مناسب جگہ پر منتقل کردینا چاہیئے،

نغ کا قول ہے کہ زرد چنبیلی کے بھی ادتاد اسی طرح لیے جاتے ہین جس طرح
اوپر بیان کیا گیا، پانی کے مقامات مین ان کو لگا دیا جاتا ہے، تو وہ بہت جلد بڑھ
جاتے ہین اور اگر سفید چنبیلی کی طرح اس مین بھی عمل کیا جائے تو اور اچھا ہو، اسکا
پودہ مٹی کے ساتھ اور اس کے بغیر بھی منتقل کر لیا جاتا ہے،

البتہ دوسری قسم کی چنبیلی کے پودے مٹی سمیت منتقل کیئے جاتے ہین، اوس کے نقل کا

وقت فروری سے وسط اپریل تک ہے، ہر دو پودون کے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس کے تخم چھوٹے ظروف مین بھی بوئے جاتے ہین، اور بقیہ عمل ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے،

خ کا قول ہے کہ چنبیلی کا تخم سیاہ ہوتا ہے، جیسے عرعر کا تخم ہوتا ہے اس کے اندر گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ درخت معتدل طریقہ پر پانی کو چاہتا ہے اور اس مین تھوڑی سی پرانی کھاد کی بھی ضرورت پڑتی ہے، پانی کی نہرون اور نالیون کے قریب اس کا لگانا زیادہ اچھا ہے، جب درخت لگا دیا جائے تو اس کے ارد گرد بانس یا لکڑی گاڑ دین تا کہ وہ برف باری کے وقت ہلاکت سے محفوظ رہے بلکہ پورے موسم سرما مین اس کو مستور رکھنا چاہیئے، اس درخت مین سال مین کئی مرتبہ پھول آتے ہین،

ظیان ایک قسم کی جنگلی چنبیلی ہوتی ہے، یہ جنگلون سے منتقل کر کے لائی جاتی ہے، اور خیزران کا پورا عمل کیا جاتا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا، ظیان بالکل چنبیلی ہی کے مشابہ ہوتا ہے اسکی شاخین گنجان ہوتی ہین اور پتے سداب یعنی تتلی کی طرح سیاہ ہوتے ہین، پھول زرد رنگ کی چنبیلی کی طرح ہوتے ہین، فرق اتنا ہوتا ہے کہ وہ باریک ہوتے ہین، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اس کے پھول بھی سفید ہوتے ہین، ظیان کا ایک نام صواع ہے اور عجمی زبان مین "فرق اقرتد" کہتے ہین، (اردو مین صرف جنگلی چنبیلی کہتے ہین)

ط مین ہے چنبیلی اور نسترین (گل مشکین)، یہ دونون بالکل قریب قریب ہین بلکہ دونون بھائی کہلاتے ہین، یہ دونون دو طرح کے ہوتے ہین ایک زرد

اور ایک سفید، ان مین ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کے پھول ان دونون کے پھول سے بڑے ہوتے ہین اور جو جاسَرین کہلاتی ہے، غرضکہ ہر جنس کے تحت ایک جنس ہے جاسَرین کا پھول سفید ہوتا ہے اور سب سے بڑا ہوتا ہے، اس کے درخت مین عَوسج کی طرح کانٹے بھی ہوتے ہین، ان درختون کے لیے اچھی نرم زمین موافق ہوتی ہے اور میٹھا پانی مفید ہوتا ہے لیکن زیادہ میٹھا ٹھیک نہین ہوتا ہے،

فصل

خیزران یعنی بید کے لگانے کا طریقہ،

خ نے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمین ہین، جنگلی اور پہاڑی، ایک کا نام مجلوَب بھی ہے، اسکی شاخین بہت پتلی ہوتی ہین، اسکی پتیان باریک ناخن کے برابر ہوتی ہین اور اسی طرح نوکیلی ہوتی ہین اور اس کا دانہ گول اور سرخ ہوتا ہے اور پتیون کے متصل ہوتا ہے، جیسے قرمز کے پھل ہوتے ہین، اسی طرح اس کے پھول پتیون مین نہین ہوتے ہین، ہمارے ملک مین مجلوَب سے زیادہ بڑا بید کا درخت نہین ہوتا اور استکنہ کے قرب وجوار مین بہ کثرت ہوتا ہے،

چنبیلی کو لوگ اس کے ساتھ ترکیب دیتے ہین، جنگل سے اس کو منتقل کرتے ہین، اور پھر چنبیلی کے ساتھ لگاتے ہین، اس کے لیے نرم اور پست زمین مناسب ہوتی ہے، جو پہاڑی زمینون کے مشابہ ہو، جیسے ارض حرشا اور جبلیتہ وغیرہ، یہ فروری اور مارچ مین مٹی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے، پانی کے راستون پر یہ یاد،

لگا یا جاتا ہے کیونکہ بکثرت پانی کا محتاج ہوتا ہے، اس کے بقیہ طریقِ عمل وہی ہین، جو اوپر بیان کیے گئے، ایک قسم اسکی مجرّی ہوتی ہے جو دریا کے کنارون پر ہوتی ہے، چنبیلی کی طرح یہ بھی پھیل جاتی ہے،

فصل

اترج[1] کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اترج، نارنج[2] جس کو ریبوع بھی کہتے ہین اور لیمون یہ سب ایک ہی قسم کے ہوتے ہین اور سب کا طریقہ عمل بھی ایک طرح کا ہوتا ہے، اترج تفاح یا نی کے نام سے مشہور ہے، ایک شیرین اور ایک ترش ہوتا ہے، ان دونون مین فرق یہ ہوتا ہے کہ ترش اترج کی پتیان، شاخین اور لکڑی سیاہی مائل ہوتی ہین اور اس مین کانٹے بڑے بڑے ہوتے ہین اور شیرین کی پتیان وغیرہ زردی مائل ہوتی ہین اور اس کے کانٹے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین، اترج کی چند قسمین ہین، ایک قرطبی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے اور نکیلے ہوتے ہین، دوسرا قسطلی کہلاتا ہے جس کے پھل گول اور چکنے ہوتے ہین. تیسرا صینی کہلاتا ہے، جس کے پھل بیگن کے مانند ہوتے ہین اس مین ترشی ہوتی ہے، اسی کی ایک قسم نارنج بھی ہے جس کے پھل گول اور سرخ رنگ کے ہوتے ہین ایک اور قسم ہے جو ذہبی کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی اترج کی طرح گول اور نوک دار ہوتا ہے، ایک قسم اسکی لیمون کہلاتی ہے، اس کے پھل حنظل کے برابر ہوتے ہین، بلکہ اس سے

[1] اترج یعنی ترنج جسکو ہندی مین بجورا کہتے ہین،

بھی زیادہ بڑے ہوتے ہین اور اس کا رنگ زرد ہوتا ہے، ایک دوسری قسم ہے جسکے پھل مرغی کے انڈے کے برابر ہوتے ہین، اور جس کا چھلکا چکنا ہوتا ہے، اور ایک قسم لیمنو کے نام سے مشہور ہے جو لیموں کے برابر ہوتا ہے، نارنج سے اس مین سرخی کم ہوتی ہے، اترج کے پھول ربیع گرما، اور خریف کے زمانہ مین ہوتے ہین، پھول اور پھل ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہین، تمام مذکورہ بالا قسمون کے پھول سفید ہوتے ہین، ربیع کے زمانہ مین ہوتے ہین، غالبًا مارچ اور اپریل کا مہینہ ہوتا ہے،

ابن حجاج رح کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ اترج خریف اور ربیع مین لگایا جاتا ہے، یہ ان درختون مین سے ہے جن کے لیے جنوبی ہوا نفع بخش ہوتی ہے لیکن باد شمالی اس کے لیے مضر ہوتی ہے، اسی بنا پر اس کو ایسی لکڑیون کے درمیان رکھنا چاہیئے جو اسکو شمالی ہوا سے محفوظ رکھین اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جبوقت پورا درخت ڈھانک دینا چاہیئے،

قسطوس کا قول ہے کہ اترج اول خریف یا ربیع مین گرم مقام پر لگایا جاتا ہے تاکہ جنوبی ہوا اس تک پہنچے اور شمالی ہوا سے وہ محفوظ رہے، اس وقت اوس کو پانی کی زیادہ ضرورت نہ ہوگی، یہ بھی لکھا ہے کہ اسکو کسی ایسی دیوار کے گوشہ مین لگانا چاہیئے، جو شمالی ہوا کو روک سکے،

طارلیطیوس اور ساوی کا قول ہے کہ اترج کو ٹھنڈک اور باد شمالی کی زد سے محفوظ رکھنا چاہیئے، اسکی صورت یہ ہے کہ ان درختون کو آس پاس لگانا چاہیئے تاکہ ایک دوسرے کو اوٹ دے اور ٹھنڈک سے بچا سکین، ایک اور بات یہ ہے کہ اگر یہ فاصلہ پر رکھے جائین تو ٹھنڈی ہوا سے اس کے پھول بہت جلد جھڑ جائین گے،

ونیفرطیس کا قول ہے کہ اس کے اوتاد ایک ہاتھ کے برابر لگائے جائین اور اوسکا
وقت مارچ مین ہے، سفانوس کا قول ہے کہ اترج کے اوتاد تازے لئے جائین، یہ
خشک اوتاد سے بہت اچھے ہوتے ہین، اسکی چھوٹی شاخون کو ہاتھ سے توڑ کر ملوخ کے
طریقہ پر لگانا چاہیئے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض نے اوسکی گٹھلیون کو بھی بویا ہے
اور وہ اچھی طرح اگ آئے ہین، اس کیلئے میدان کی وہ زمین جو پہاڑون کی مٹی کے
مشابہ ہوتی ہے، مفید ثابت ہوئی ہے، اور جسمین کچھ صلابت اور چھڑاپن ہو لیکن ہر حال مین اس کو پانی سے
اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ ان درختون مین ہے جنکو پانی کی بہت زیادہ ضرورت
ہے، بارون رومی کہتا ہے کہ گرمی اور خریف جاڑے اور ربیع کے موسم مین اترج کو
برابر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ یہ پانی سے سیراب کرنے والا درخت نہین
ہے اس کیلیے بکری کی مینگنی کی کھاد زیادہ اچھی ہوگی، شدید جاڑے کے موسم مین
اس کے گرد ایک مستدیر گڈھا کھودنا چاہیئے اور اسکو گرم کھاد سے بھر دینا چاہیئے اور
اس کے اوپر سے مٹی ڈالدینی چاہیے اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے۔

شولون کا قول ہے کہ اترج کے اوتاد ربیع کے زمانہ مین لگائے جاتے ہین،
اگرچہ اکثر لوگون کی رائے یہ ہے کہ خریف ہی کے موسم مین لگانا چاہیئے تاکہ برف سے
محفوظ رہے،

طامین ہے کہ اترج کا نام حضرت آدم علیہ السّلام نے شجرۃ طاہرہ رکھا تھا، اسکے
لئے وہ ملک زیادہ مناسب ہے جو اعتدال کے قریب تر واقع ہو، ستمبر یا فروری
کے مہینہ مین اوسکی زراعت شروع کرنی چاہیئے، جب یہ نشو نما پا جائے تو پھر
یہ ہلاک نہ ہوگا، اترج کی برابر نگہداشت کرنی چاہیئے، اوس کی مٹی کھودی جائے،

اور اس کو صاف کیا جائے اور جو چیز شاخون پر زیادہ ہو جائے، اسکو چھانٹ دی جائے
اوسکے پھل جب تیار ہو جائین تو ان کو درخت پر نہ چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ اس سے نقصان
پہنچتا ہے پھل درخت کی رطوبت کو جذب کر لیتے ہین، اکثر پھل اتنے بڑے ہو جاتے
ہین کہ شاخ ان کی متحمل نہین ہوتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ لکڑی کے چند ستونون
پر ان کو رکھ دینا چاہیئے، جیسے بعض انگور کے خوشے رکھے جاتے ہین، یہ خیال رہے
کہ اس کو کوئی حائضہ عورت نہ تو چھوئے اور نہ اس کا پتہ توڑے اور نہ اس کا پھل توڑے
حتی کہ اسکی شاخ بھی اسکی حرکت سے نہ ہلنے پائے،

ص وغیرہ مین ہے کہ اترج کے لیے مسطح اچھی اور نرم زمین مفید ہوتی ہے، لیکن شور
زمین اس کے لیے کسی طرح مناسب نہین ہے، گرم اور سیاہ زمین بھی موافق ہوتی
ہے، اسلیے اوتاد کے درخت سب سے اچھے ہوتے ہین اور اس کے بعد منتقل شدہ پودے
کے درخت بھی اچھے ہوتے ہین اور تیسرے نمبر مین تخم کے درخت ہوتے ہین، ایک وتد کا
طول ایک ہاتھ اور عرض ایک مٹھی ہونا چاہیئے، مارچ اور اپریل سے لیکر نصف مئی کے مہینہ
تک یہ لگائے جاتے ہین، ان کے حوض کو نہایت اچھی کھاد سے پر رکھنا چاہیئے اور
ہر دو وتد کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور پانی سے سیراب کرتے
رہنا چاہیئے، دو سال کے بعد اس جگہ کی مٹی کے ساتھ انکو منتقل کر دینا چاہیئے،

ص کہتا ہے کہ ہر وقت اس کو منتقل کر سکتے ہین، کیونکہ اس کی اندرونی حرارت
اس کو محفوظ رکھے گی، اوتاد کو لگاتے وقت ہم شق کر سکتے ہین اور اس کو چھیل سکتے ہین
جس طرح اترج کے اوتاد لگائے جاتے ہین بعینہٖ اسی طرح نارنج، لیمون، بستنبو کے
بھی اوتاد لگائے جاتے ہین،

ص کہتا ہے کہ اترج کا تخم مٹی اور دوسرے قسم کے ظروف مین فروری کے مہینہ
مین بوئے جاتے ہین اور بقیہ طریق عمل وہی ہے جو ضعیف تخمون کے لیے بتایا گیا ہے،
لیکن اس کا پودہ جب دو سال یا زیادہ کا ہو جائے تو اس وقت اسکو ستمبر سے جنوری
تک منتقل کر سکتے ہین، اور اس کے منتقل کرتے وقت وہان کی مٹی کا تودہ بھی ساتھ لے
لیا جائے، اور یہ ایسی دیوار کے قریب لگایا جائے جو شمالی ہوا سے اسکو محفوظ رکھ سکے اور
سامنے کی ہوا یعنی جنوبی ہوا سے اوسکو فائدہ پہنچ سکے، پودہ کے برابر اس لیے گڈھا
کھودنا چاہیئے، اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور اس سے
بھی کم رکھا جائے تو اچھا ہے تاکہ پھل اس کا زیادہ بڑا نہ ہو، نارنج، لیمون، اور ریبوع سب کے
سب اس طریقہ سے لگائے جاتے ہین، کہ اترج کے ملوخ اچھے نہین ہوتے، اس کے
اوتاد یا پودے اگر پانی کے ان راستون پر لگائے جائین، جہان پر آفتاب کی روشنی
پوری پہنچتی ہے تو یہ بہت اچھے ہونگے، اترج کے لیے پرانی کھاد کی ضرورت ہے،
اس کے لیے انسان کی کھاد جو بہت زیادہ متعفن ہو گئی ہو زیادہ موافق ہو گی، اگر اسمین
کھاد نہ ڈالی جائے، تو درخت کمزور ہو جائے گا، لیکن کھاد ڈالنے سے اس کا بوجھ زیادہ
ہو جائے گا، پھل بڑے ہو جائین گے اور مغز نرم ہو جائے گا، اترج کے لیے بھیڑ کی بھی
کھاد موافق ہوتی ہے، اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو کسی معمولی چیز کی کھاد جس مین عفونت ہو،
ڈالدینی چاہیئے اور چھٹا حصہ کبوتر کی بیٹ کا بھی ملا دیا جائے تو اچھا ہے، اس مین خریف
اور ربیع دونون موسم مین کھاد ڈالنی چاہیئے، تین بالشت سے چھوٹے پودے
کو لوہے سے نہ چھونا چاہیئے، یہی حال تقریبًا لیموں کا بھی ہے، اگر درخت پھلوں سے
زیادہ بوجھل ہو جائے تو اس کا بعض حصہ کاٹ ڈالنا چاہیئے، تو گرنے سے وہ محفوظ

ہو جائے گا، اترج اگر انار کے درخت کے ساتھ لگایا جائے تو اسکا پھل بھی سرخ ہو جائیگا،
پھلون میں اگر چونا اور پانی ملاکر لگا دیا جائے تو یہ پورے موسم سرما تک باقی رہیں گے،
اور برف ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائے گی، برف سے محفوظ رکھنے کا ایک
طریقہ یہ بھی ہے کہ پھل تختی یا لکڑیون سے چھپا دیا جائے یا چٹائی سے گھیر دیا جائے،

اترج کے استسلاف کا طریقہ بھی وہی ہے جو اور درختوں کے لیے بتایا جاچکا ہے،
اترج، نارنج، لیموں اور زنبوع میں نوامی ہوتے ہیں، یعنی وہ تپلی شاخین ہوتی ہین جن مین
پھل اور پھول ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کسی کا درخت بھی جڑ سے کاٹ ڈالا جائے تو ان
نوامی کی تکبیس کر سکتے ہیں اور تکبیس کا وہی طریقہ ہے، جس کو اس سے قبل ہم بتا چکے
ہیں، تکبیس کے بعد سال گذرنے دینا چاہیئے تاکہ اسکی جڑین نکل آئین اور منتقل کرنے
کے قابل ہو جائے، اسکی شاخون کو چند ظروف میں داخل کر کے مٹی سے بھر دینا چاہیئے،
اور ان شاخوں کے ارد گرد بھی مٹی ڈالدینی چاہیئے یہانتک کہ اس میں کلے پھوٹ آئین،
اور جڑین پیدا ہو جائین پھر اس کو منتقل کر سکتے ہیں،

فصل

نارنج کے لگانے کا طریقہ،

قوتامی نے فلاحت نبطیہ میں لکھا ہے کہ نارنج ایک ہندی پھل ہے، لیکن یہ اکثر
جگہ ہوتا ہے خصوصًا ان ملکون مین جو گرمی کی طرف زیادہ مائل ہیں، اس کا درخت
بہت لانبا ہوتا ہے، اس کا پتہ چکنا اور نرم ہوتا ہے، گہری سبزی لئے ہوتا ہے، اور
اس کا پھل گول ہوتا ہے اس کے اندر اترج کی طرح کی ترشی ہوتی ہے، یہ تمام قسمین

اترج ہی سے نکلی ہین، کیونکہ ایک دوسرے سے یہ بہت مشابہ ہین، اس کے لیے تمام
زمینین موافق ہوتی ہین سوائے ان زمینون کے جو فاسد ہو گئی ہیں، جنمین راکھ، چونا، اور
اسفیداج (سفیدۂ کاشغری) وغیرہ مخلوط ہون، اس میں اسکی شاخین اچھی طرح پھیلنے نہین
پاتی ہیں، مشرقی ہوا اس کے لیے بہت نفع بخش ہے، اسی طرح جنوب اور مشرق کے درمیان
کی ہوا بھی سودمند ہے، اسکا پھول سفید ہوتا ہے، اور خوشبودار ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ جن درختون کے پھول نیلگون ہوتے ہیں وہ سفید سے زیادہ خوشبودار ہوتے ہیں، اسلیے
پھل کا بہت اچھا روغن بنایا جاتا ہے، جیسے خیری اور بنفسج کا بنایا جاتا ہے، اور اسی طرح
استعمال کیا جاتا ہے، جیسے نرنج کا تیل درختوں کو تقویت پہنچانے کے لیے اور مفاصل کو
ہوا سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پھل درختوں پر
چھوڑ دیئے جاتے ہیں، یہانتک کہ ان میں مختلف رنگ پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن یہ نہ اس کے
لیے اچھا اور نہ دوسرے درختوں کے لیے مناسب ہے، پھلوں کو توڑ لینے سے درختوں
کو قوت پہنچتی ہے اور ان کو چھوڑ دینے سے ان مین فساد پیدا ہو جاتا ہے، اتنا زبردست
بوجھ رہتا ہے کہ جس سے سخت نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے،

نارنج کے لیے سیاہ متعفن اور ریتیلی زمین اچھی ہوتی ہے، اسلیے تخم بھی بوئے
جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے بڑے اور نئے ظروف مین ان کو جنوری مین
بو دیا جائے، اس کے بعد پانی سے برابر اس طرح سیراب کیا جائے، کہ کبھی اس کی مٹی
خشک نہ ہونے پائے، اسی طرح وہ زمین بھی خشک نہ ہو جس میں اس کا پودہ لگایا جائے،
ان ظروف کو ایسے مقام پر رکھنا چاہیئے جہان پر بارش کی بوچھار نہ آتی ہو، مارچ کے
مہینہ میں اسکی نشو ونما شروع ہو گی، اس کے بعد ظروف سے اس کو حوضون مین منتقل

کر دینا چاہیئے تاکہ وہ زیادہ قوت حاصل کرے، دو سال یا اس سے زیادہ کے بعد اس کو دوسری جگہ پر لیجانا چاہیئے اور ایک ایسے گڈھے میں لگانا چاہیئے جو تین بالشت گہرا ہو،

غ کا قول ہے کہ یہ پودہ اس وقت تک منتقل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ انسان کے قد کے برابر نہ ہو جائے، اس سے کم کو ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیئے ہر دو پودون کے درمیان مین چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور پھر اس کو حسب اصول سابقہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور زمین برابر کرتے رہنا چاہیئے،

غ کا قول ہے کہ اسی طریقہ پر اوتاد بھی لگائے جاتے ہیں، ایک ہموار شاخ لے لیجائے اس سے ڈھائی بالشت کے برابر ٹکڑے کاٹ ڈالین، ان کے دو بالشت کو زمین کے اندر نصب کر دین اور نصف بالشت کو زمین کے اوپر رکھین، لیکن اس کے لیے زمین از حد تیار ہونی چاہیئے، خوب جوتی ہوئی ہو اور کھاد بھی ڈالی گئی ہو نیز پانی کی بھی کثرت ہو آٹھ دن تک اس کو ایک دن ناغہ کر کے سیراب کرنا چاہیئے پھر ہر چوتھے دن سیراب کرنا چاہیئے یہانتک کہ پندرہ دن پورے ہو جائین جب اس میں پتیاں نکلنے لگین تو زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیئے لیکن اوتاد کے قریب تک اس کا اثر نہ پہنچے اور نہ زمین مین حرکت ہو، اس کے بعد پھر اس کو اس وقت تک سیراب کرنا چاہیئے جب تک کہ زمین سفید نہ ہو جائے، چار مہینہ کے بعد پوٹے کے اطراف و جوانب کو کھودین اور اس میں انسان کی کھاد ملائیں اور مٹی ملا کر دونون کو خوب مخلوط کر دین، پھر آٹھ دن تک اسی حال پر چھوڑ دین، اس کے بعد پانی سے سیراب کریں، موسم سرما میں پانی کی ضرورت نہیں رہتی ہے، ربیع کی جب فصل آجائے تو زمین کو پھر کھودنا چاہیئے اور اس میں چوپایوں کی کھاد کو باریک کر کے ڈالدینا چاہیئے، خصوصًا گھوڑے، گدہے، اور خچر کی کھاد ضرور ڈالی جائے

اس کے بعد پھر پانی سے برابر سیراب کرین، یہانتک کہ حوض کی زمین سفید ہو جائے، اس سے پھلون مین قوت پہنچیگی اور انشاء اللہ اچھے پھل آئین گے، اس کے نقل کی بھی ترکیب وہی ہے، جو اس سے قبل بتائی گئی، نارنج کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے جیساکہ بیان کیا گیا، نارنج اور اترج کے قریب افیجن (افغان سر) صفیرا، مرّا اور خراسیون (سداب) وغیرہ کو نہین لگانا چاہیئے ان سے اسکو نقصان پہنچے گا،

فصل

بستنبون یعنی زنبوع کے لگانے کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ وہ نارنج کی طرح ہوتا ہے، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پھل چوڑا، دانہ دار، اور زرد رنگ کا ہوتا ہے، اندر اور باہر دونون حصے کھائے جاتے ہین، اس مین سخت ترشی ہوتی ہے، اس کے لیے سخت زمین اور سڑی ہوئی زمین مفید ہوتی ہے، اسکے تخم بھی بوئے جاتے ہین اور اسکی شاخون کی تکبیس بھی کی جاتی ہے اور اوتاد بھی لگائے جاتے ہین، دو سال کے بعد پودہ منتقل کیا جاتا ہے، ان مقامون پر یہ لگایا جاتا ہے جو مشرق مین واقع ہون تاکہ آفتاب کے طلوع کے رخ پر ہون گڈھا اس انداز سے کھودنا چاہیئے جیسا کہ درخت ہو، ہر پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ عمل وہی ہے جو نارنج کے لیے بتایا گیا ہے،

ل اسکو استنبوب کہتے ہین،

فصل

لیمون کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ یہ اترج صغیر کے مانند ہوتا ہے، یہ نوکیلا ہوتا ہے، اوسکی
پتیان اترج سے زیادہ زرد رنگ کی ہوتی ہین، اور اس مین تلخی زیادہ ہوتی ہے،
ط مین ہے کہ شجرۃ حسیا جسکو فارسی مین لیمون کہتے ہین، اس کے پھل گول خوشبودار
اور زرد رنگ کے ہوتے ہین، یہ نارنج اور اترج کے مشابہ ہوتا ہے، ابتداًء یہ سبز
ہوتا ہے، پھر زرد ہو جاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ جسمین سرخی اور زردی
دونون ہوتی ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور پھر اسی جگہ چھوڑ دیا جاتا ہے، بعض
اوقات اسکو بھی منتقل کر دیتے ہین، اس کے لیے وہ نرم زمین مفید ہوتی ہے جسمین
تھوڑی شوریت ہو اور اسی طرح وہ سرخ زمین مناسب ہوتی ہے جسمین کھوکھلاپن ہو
اور ریت ملی ہوئی ہو، لیمون جب بویا جاتا ہے تو بہت کم خراب ہوتا ہے، اوس کو
تقویت پہنچانے کے لیے ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ روئی کا بنولا نارنج اور اترج کی
لکڑیون سے جلایا جائے اور پھر تمام راکھ جمع کیجائے اور شراب کی تلچھٹ سے اوسکی
خمیر تیار کیجائے، پھر اوسکو خشک کر کے پیس ڈالا جائے، اس کے بعد لیمون کی جڑ دن
مین اور شاخون پر یہ راکھ چھڑک دیجائے، کئی بار ایسا ہی کرنا چاہیئے، اس سے آفات
دفع ہو جائین گے اور پودے کو تقویت پہنچیگی، پھل اچھے اور زیادہ ہون گے، غرضکہ
اس سے بہت زیادہ منافع ہون گے، وہ کوڑا بھی اس کے لیے مفید ہوگا، جو مختلف
مقامات سے جمع کیا جائے اور اسمین سیاہ مٹی بھی شامل ہو، زمین کھود کر جڑ

مین اسکو ڈال دینا چاہیئے، درحقیقت یہ بھی ایک قسم کی کھاد ہے، نارنج، اترج، زنبوع
اور لیمون کو جب عورتین کھائین گی توانکی شہوت مین کمی ہو جائے گی، چھوٹے
لیمون کا چھلکا اور اوسکی پتی زہر کا اثر زائل کرنے کے لیے مفید ہے،

فصل

غبیرا یعنی سپستان کے لگانے کا طریقہ،

خ نے لکھا ہے کہ اس کا درخت بڑا ہوتا ہے، اسکے پھول چھوٹے اور سفید ہوتے
ہین، پھل مشتہی کے جیسے ہوتے ہین، اسکے پھل کو لفاح کہتے ہین، بعض لوگ اوسکو
زعرور بری کے نام سے موسوم کرتے ہین بعض یہ بھی کہتے ہین کہ یہ وہی درخت ہے
جسکو بربر جودر کہتے ہین، اسکی چھال سے چمڑون کی دباغت ہوتی ہے، ط مین ہے
کہ اس کا پھل بیر کے مثل ہوتا ہے، کھانے مین اچھا معلوم ہوتا ہے، اس مین گٹھلی
بھی ہوتی ہے، یہ سخت لسدار پھل ہوتا ہے، اسکی شاخ، جڑ، پھل اور پتی وغیرہ سب
مین لزوجیت ہوتی ہے، اس کا مزاج خود ٹھنڈا ہے اور دوسری چیزون کو ٹھنڈا
کرتا ہے، اس کے لیے نرم اور سخت زمین دونون مفید ہوسکتی ہین، اسکے پودے
منتقل کئے جاتے ہین، اس کے اوتاد اور شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور تخم بھی بوئے
جاتے ہین، اسکے لگانے کا وقت جنوری مین ہے،

غ کا قول ہے کہ اس کے ملوخ حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ شاخون کو
چھال سمیت ہاتھ سے کھینچ لیا جائے اور اس طرح کھینچا جائے کہ بیچ سے ٹوٹنے نہ
پائے، لوہے سے کاٹنے کی ضرورت نہین ہے، اور اس کے تخم کو مٹی مین پرانی

کھاد اور راکھ مخلوط کر کے ظروف مین بوئین اور اس کے بونے کا وقت اس وقت ہے جب کہ اس کا پھل کھایا جاتا ہے، بقیہ عمل اس مین بھی وہی ہے جو اس سے قبل دوسر دن کے لیے بتایا گیا ہے، جب پودہ منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اسکو منتقل کر دینا چاہیئے، اس کے لیے تین بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان ۱۲ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس درخت کو حوض یا نہر کے قریب لگانا چاہیئے کیونکہ اس مین خوشبو بہت زیادہ ہوتی ہے اور پھول نہایت خوبصورت ہوتے ہین، مارچ مین یہ اُگنے لگتا ہے اور مئی مین پھول نکل آتے ہین، یہ درخت نہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ اس مین کوئی دوسرا درخت مرکب کیا جاتا ہے، اسکے اگنے کا اصل مقام جنگل اور غیر مانوس مقامات ہین، گرم ملکون مین بہت زیادہ ہوتا ہے اور ان مین خوب نشو و نما پاتا ہے، یہ زمین کی صفائی کو بہت چاہتا ہے، اس کے ملوخ بھی ویسے ہی لیے جاتے ہین جیسے اور درختون کے لیے جاتے ہین، اختلاجِ قلب کے لیے یہ مفرح ہے، یہ بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت اس درخت کے قریب اجنہ جمع ہوتے ہین، اس کے پھول کو اگر عورتین سونگھین تو وہ زیادہ کام کرنے پر مستعد ہو جائین گی، اور مجامعت کے لیے جلد تیار ہو جائینگی جسطرح ربیع مین چڑیا اور سرما مین درندے تیار ہو جاتے ہین

فصل

واذی[1] کے لگانے کا طریقہ،

[1] واذی کو فارسی مین جوجادو کہتے ہین اسکی ایک قسم واذی رومی بھی ہے، گیلانی کا قول ہے کہ یہ توت کی طرح ہوتا ہے، اسکا دانہ جو کے برابر ہوتا ہے (مفردات)

خ کا قول ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے پھول سرخ رنگ کے
ہوتے ہین اور پھل سیاہی مائل ہوتے ہین، اسکے لیے پہاڑی اور سخت زمین مناسب
ہے، اسکے اوتاد، تخم، اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہین، اسکے لگانے کا وقت
فروری اور مارچ کے مہینہ مین ہے، اسلیے ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا
چاہیے، بعض یہ کہتے ہین کہ اگر اسکے پھول شراب مین ڈالدیئے جائین تو پینے والے
پر بہت نشہ چڑھ جائے گا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عراق مین اسکی شراب بنتی ہے،
اس کا پھل کھایا نہین جاتا ہے، یہ درخت صرف خوبصورتی کے لیے لگایا جاتا ہے،
بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے،

ابن حرار کا قول ہے کہ جو شخص اسکی دو مثقال شراب یا اس کا عرق پی لے
تو معدہ کی آنتین کٹنے لگین گی، ہذیان اور چکر کا دورہ فوراً شروع ہو جائے گا، اگر
فوراً علاج نہ کیا جائے تو چار دن مین وہ شخص مر جائے گا،

ہمارے یہان (اندلس) کے مشرقی حصہ مین ایک ایسا درخت ہوتا ہے
جسکی پتیان سفرجل کے مانند ہوتی ہین اور اس کا چھلکا سیاہی مائل ہوتا ہے، اسکے
پھول سرخ ہوتے ہین، ہمیشہ دو پھول ساتھ نکلتے ہین اور ایک ہی جگہ پر ہوتے ہین
پتیون سے قبل پھول ہی نکل آتے ہین، خرّوب کی طرح ہلکے پھل ہوتے ہین یہ داذی
کہلاتا ہے، اس کا پھول اور پھل کھائے جائین تو کوئی ضرر نہین پہنچاتے ہین، البتہ
پھول مین ہلکی سی ترشی ہوتی ہے،

فصل

کاذی کے لگانے کا طریقہ،

(کاذی کو ہندی مین کیوڑا کہتے ہین)

یہ کھجور کی طرح ہوتا ہے، اس کے لیے نرم اور حرشا زمین مفید ہوتی ہے' وادی کا تمام عمل اس مین بھی کیا گیا ہے ،

فصل

سفرجل یعنی بہی کی زراعت کا طریقہ

اس کو لوز ہندی بھی کہتے ہین، اسکی چند قسمین ہین، ایک وہ جو گول ہوتا ہے' اس مین بھی بڑے اور چھوٹے دو قسم کے ہوتے ہین، دوسرے جو لانبا ہوتا ہے جسکا نام منہد ہے' یہ شیرین اور ترش دونون ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سفرجل کے لیے وہ ہموار زمین اچھی ہوتی ہے جسمین رطوبت اور تری ہو، ریتیلی زمین بھی اس کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ اس مین کھاد ملا دی جاے اور برابر سیراب کیجائے ،

دمیقراطیس کا قول ہے کہ اس کے اوتاد فروری مین لگائے جاتے ہین' اسی طرح اس کا وہ پودہ بھی لگایا جاتا ہے' جسمین جڑ نکل آئی ہو، انوتن کہتا ہے کہ اس کے ملوخ بھی گڈھے مین لٹا کر لگائے جاتے ہین، اسکی وہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین، جو جڑ کے قریب ہوتی ہین، اس کے لگانے کا وقت فروری مین ہے، بعض اس کے اندر کے تخم کو بھی بوتے

ہین، اس کے بونے سے درخت بڑے ہوتے ہین،

سفرجل کے درخت پاس پاس لگائے جاتے ہین، اس خیال سے کہ آفتاب اسکے پھل کو جلانہ دے،

طبین ہے کہ سفرجل بستانی اور بری دونون ہوتا ہے، بری بہت کم پایا جاتا ہے کیونکہ یہ زمین کی خشکی اور یبوست کو ناپسند کرتا ہے جب تک پانی سے زمین اچھی طرح سیراب نہ کیجائے یہ اُگ نہین سکتا اور جنگل مین پانی کی قلت ہوتی ہے، اسکے دانون مین اگر عفونت پیدا ہو گئی ہو یا کیڑے پیدا ہو گئے ہون تو ان کو نہ بوتا چاہیئے، کیونکہ ایسی حالت مین ان کا بڑھنا دشوار ہے، بلکہ دانہ ہمیشہ صحیح و سالم لینا چاہیئے جو میٹھا بھی ہو،

بنبوشاد کا قول ہے کہ سفرجل کو سب سے پہلے میٹھے پانی مین بھگا دین تاکہ اسکا لعاب نکل جائے پھر اس کو کھائین تو بہت نفع بخش ہوگا، سفرجل کی روٹی بھی پکائی جاتی ہے، اور ضرورت کے وقت کھائی بھی جاتی ہے، اس کے بخیتہ پھلون کو فج یعنی شامی خربوزون کے ساتھ ملا کر امرود کی طرح روٹی پکائین، سفرجل کے لیے ہر مسطح زمین جس پر آفتاب کی روشنی پوری پڑتی ہو کارآمد ہے، نیز شیرین زمین، نرم، مرطوب، سرخ اور پرانی زمینین بھی اس کے لیے مفید ہین، سخت اور تھریلی زمین سے اجتناب کرنا چاہیئے، ان مین یہ اچھی طرح نشو ونما نہین پاتا، اس کے اوتاد طوخ، عیون، اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہین، اس کی شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے، ان چیزون کے لگانے کا وقت دسمبر سے جنوری کے اخیر تک ہے، اس کے تخم اکتوبر کے مہینہ مین ظروف مین بوئے جاتے ہین، اور اس کے مختلف اجزا جنکا اوپر

ذکر ہو چکا ہے، کھڑے کر کے بھی لگائے جاتے ہین اور لیٹا کے بھی، بہر حال جسطرح
بھی لگائے جائین اچھے ہون گے، ان کے لیے تین بالشت کا گڈھا کھودنا چاہیئے،
اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یا زمین کی عمدگی اور
خرابی کے لحاظ سے اس سے زیادہ اور کم بھی رکھ سکتے ہین، سفرجل کے لیے بکثرت پانی کی
ضرورت ہے، اور ساتھ ہی زمین کی درستی کی بھی ضرورت ہے، اگر ان دونون امر
مین کوتاہی کیگئی تو خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے، لوہے سے اس کو ہرگز نہ چھونا چاہیئے
کھاد کی گرمی کو یہ برداشت نہین کر سکتا بلکہ اس کے لیے سم قاتل ہے، سفرجل اپنے
ہمجنس میوہ جات کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے اور اس مین بھی دوسرے درختون کی
ترکیب کیجا سکتی ہی سلیے کہ وہ ان کو قبول کر لیتا ہے، یہ اس قسم کی زمین مین بھی
بویا جاتا ہے جسمین ایسی سبزی ہو جو پانی کو بہت چاہتی ہے، جیسے بیگن وغیرہ، جو طریقے
انار کے اوتاد کے لیے بتائے گئے ہین، وہ اس کے لیے بھی مفید ہین،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوا اور آپ سفرجل کھا رہے تھے ارشاد فرمایا کہ اے ابن عباس! اسکو
کھاؤ یہ قلب کو صاف کرتا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ کے پاس طائف سے ہدیۃً سفرجل
بھیجا گیا، لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سفرجل ہے، آپنے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ
بھی سفرجل کھاؤ، اس سے قلب کا (طخ) دفع ہو جاتا ہے، لوگون نے پوچھا کہ طخ کیا
چیز ہوتی ہے، آپ نے فرمایا کہ طخ دل کے رنج و غم کو کہتے ہین، حضرت جابر بن عبد اللہؓ
فرماتے ہین کہ مین نے طائف سے رسول اللہؐ کے پاس سفرجل بھیجا، آپنے اسے تناول فرمایا
اور فرمایا کہ یہ قلب کو صاف کر دیتا ہے اور دل کے رنج و غم کو دفع کر دیتا ہے، ایک

دوسری حدیث مین ہے کہ سفرجل قلب کے رنج والم کو دور کرتا ہے اور دل کی جلار کرتا ہے، اسلیے تم لوگ اسکو خوب کھاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ سفرجل کھاؤ یہ قلب کو قوی کرتا ہے اور دل کو مضبوط کرتا ہے، ابوعبداللہ کا قول ہے کہ جس شخص نے سفرجل کھایا اللہ چالیس دن تک اسکی زبان کو حکمت آمیز باتون سے بھر دے گا،

فصل

سیب کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ سیب چند قسم کے ہوتے ہین ایک شیرین ہوتا ہے اور دوسرا ترش ہوتا ہے، تیسرا پھیکا ہوتا ہے، ان کے مختلف نام ہین علبی شعیبی، رخامی، اور شبرقان اور احمر وغیرہ، شعیبی مین نہ پھول ہوتا ہے اور نہ اس کے پھل مین تخم ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سیب کے لیے بارد اور تر زمینین نفع بخش ہوتی ہین، قسطوس کی بھی اسی قسم کی رائے ہے، وہ کہتا ہے کہ سیب کے لیے سب سے اچھی عمدہ زمین وہ ہے جو موسم گرما مین ٹھنڈی رہتی ہو، ابن حجاج کہتے ہین کہ علمائے فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ سیب کے لیے مرطوب زمین اور نرم چراگاہین بہت اچھی ہوتی ہین اس مین کسی کا بھی اختلاف نہین ہے، سیب کے درخت مین جو باریک جڑین ہوتی ہین وہ اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اسکے ملوخ بھی لگائے جاتے ہین اور بقیہ وہی عمل کیے جاتے ہین جو اور دوسرے مغروسات کے لیے بتائے گئے ہین، اسکے وتد اور تخم کو پہلے سے تیار کرتے ہین، قسطوس کا قول ہے کہ اس کے لگانے کا وقت سال مین دو مرتبہ ہے